حدیث میں آئے ہوئے
خواتین کے واقعات

جلد: ۵

افادات

مُفتی مُحمود بن مولانا سُلیمان حافِظ جی بارڈولی حفظہ اللہ تعالی
خادمِ تفسیر و حدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات
خادمِ حدیث شریف: جامعہ دار الاحسان بارڈولی، گجرات

ناشر
نورانی پبلیکیشن *** نورانی مکاتب
www.nooranimakatib.com

تفصیلات

کتاب کا نام:............حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات:۵

افادات:.........................حضرت مولانا مفتی محمود صاحب حافظ جی

صفحات:..۳۰۴

سنِ اشاعت:..............ربیع الاول ۱۴۴۸ھ، مطابق: ستمبر ۲۰۲۶ء

ناشر:.................................نورانی مکاتب

کتاب ملنے کا پتہ

نورانی پبلیکیشن —·— نورانی مکاتب

8140902756

ڈابھیل

محمود نگر، ڈابھیل، نوساری، گجرات

بارڈولی

مریم مسجد، گاندھی روڈ، بارڈولی

فہرستِ مضامین

پیش لفظ ۱

عظیم شہیدہ خاتون حضرت سمیہ بنتِ خباط رضی اللہ عنہا ۵

"دنیا میں جنت کی خوش خبری" بڑی سعادت ہے ۷
صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے تذکرے کے فائدے ۸
دنیا میں جنت کی خوش خبری پانے والی ایک عظیم خاتون ۸
ابتدائی دور میں ایمان لانا ۸
آگ سے حفاظت کی دعا ۹
دین و ایمان کی خاطر سب سے پہلی شہیدہ ۹
حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کا بنیادی تعارف ۱۰
حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کی غلامی و آزادی کی داستان ۱۰
حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت یاسر رضی اللہ عنہ سے ۱۰
حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کے دو اَور لڑکے ۱۱
سب سے پہلے ایمان لانے والے خوش نصیب لوگ ۱۱
گھر میں بچیوں کا نام "سمیّہ" رکھنا چاہیے ۱۲
ستر (۷۰) سالہ بوڑھی خاتون پر ظلم وستم کی داستان ۱۲
لوہے کی زِرہ میں جکڑ کر تپتی ہوئی دھوپ میں ڈالنا ۱۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسوؤں ۱۴
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے صبر کی تلقین ۱۴

دین کی نسبت پر آنے والی تکلیفوں پر صبر سے کام لینا چاہیے ۱۴
اے مؤمنو! کیا تمھیں آزمایا نہیں جائے گا؟ ۱۵
دین کی نسبت پر آنے والی تکلیفوں پر صبر کا پھل ۱۶
دو مرتبہ جنت کی بشارت ۱۶
حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شکایت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ۱۶
حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو تسلی ۱۷
آلِ یاسر رضی اللہ عنہ کے لیے مغفرت کی نبوی دعا ۱۷
مکہ مکرمہ کی گرمی کا حال ۱۸
دین کی خاطر عورتوں کی قربانیاں مردوں سے کم نہیں ۱۸
ابو جہل اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ۱۹
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی دردناک شہادت ۱۹

حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۲۱

حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف ۲۲
حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل ۲۳
میاں بیوی اور باپ، تینوں کو جنت کی بشارت ۲۴
شوہر کی شکایت پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نصیحت ۲۴
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اوّلین ایمان لانے والوں میں سے ہیں ۲۴
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی زندگی کا بڑا تکلیف والا دن ۲۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حملہ ۲۵
ہجرت کا واقعہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت ۲۶
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر ظالم ابو جہل کا ظلم ۲۷

ہجرت کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بے مثال خدمت ۲۷
غارِ ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت ۲۸
مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اولاد ۲۹
بچے کی تحنیک اور کان میں اذان ۳۰
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت بھانجے کے نام پر ”امِّ عبداللہ“ ۳۱
باپ مال دار؛ مگر شوہر کا گھرانہ غریب ۳۱
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سارے گھریلو کام خود کرتی تھی ۳۲
غریبی پر شکوہ و شکایت نہ کرو ۳۲
شوہر کے کام میں ہاتھ بٹاؤ، گھریلو کام خود سے کرو ۳۲
آس پاس کے پڑوسیوں کی مدد کرو ۳۳
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بھوک اور پڑوسی گھر کا قصہ ۳۳
پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہیے ۳۴
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک مستجاب الدعوات خاتون تھی ۳۵
کبھی کسی سے سوال مت کرو ۳۵
اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت ۳۶
بیٹا! ہمیشہ حق پر رہنا، اگرچہ جان چلی جاوے ۳۶
بیٹے کے لیے مانگی ہوئی دعا ۳۷
شہید بیٹے کے کفن کا نظم بوڑھی ماں کے ہاتھوں ۳۷
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خوبیاں ۳۸
گرہن کی نماز میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بے ہوشی ۳۸
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی آہ وزاری کا حال ۳۹
بیماروں کا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس دعا کروانا ۴۰

سر درد پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک بہترین عمل ۴۱
بیماری پر توبہ اور صدقہ ۴۱
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برکتی جبہ ۴۲
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت ۴۲
کیا میں اپنے شوہر کی چیز صدقہ کرسکتی ہوں؟ ۴۲
میاں بیوی ایک دوسرے کی چیز کب صدقہ کر سکتے ہیں؟ ۴۳
باندی بیچ کر رقم صدقہ کرنا ۴۳
حضرت عائشہ و اسماء رضی اللہ عنہما کی سخاوت میں فرق ۴۳
ہم سخاوت کیسے کریں؟ ۴۴
میراث میں ملی ہوئی رقم رشتے داروں کو ہدیہ ۴۴
مال داری کے باوجود بھی سادہ زندگی ۴۵
عراق کا مالِ غنیمت اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے الفاظ ۴۵
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایمانی غیرت ۴۵
اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کا عالَم ۴۶
کافر والدین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک ضروری ہے ۴۷
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی باحیا خاتون تھی ۴۸
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر بیٹھنے کی آفر ۴۸
باپ کی طرف سے بیٹی کو غلام ہدیہ ۴۹
شادی کے بعد بھی باپ کو اپنی بیٹی کا خیال رکھنا چاہیے ۴۹
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بہادری ۵۰
جنگِ یرموک میں شرکت ۵۰
اپنے پاس خنجر رکھنا ۵۰

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ذہانت و ہوشیاری ۵۰
نابینا(blind)دادا کو حسن و خوبی سے اطمینان دلانا ۵۱
غریبی میں بھی اپنے شوہر کی عزت کو بچاؤ ۵۲
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا حافظہ (Memory Power) ۵۳
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے چھپن احادیث منقول ہیں ۵۳
تفسیرِ قرآن میں مہارت ۵۴
قرآن شریف کی تلاوت پر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی حالت ۵۴
قرآنِ مجید کی عظمت کا تقاضا ۵۵
ہماری تلاوت کیسی ہونی چاہیے؟ ۵۶
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تقریباً سو (۱۰۰) سال کی عمر پائی ۵۶
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا وفات کے وقت کی ہوئی وصیتیں ۵۷
سو (۱۰۰) سال کی عمر کے باوجود دانت سلامت ۵۷
مسواک کرنا عورتوں کے لیے بھی سنت ہے ۵۷

حضرت فریعہ بنتِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۵۹

بچیوں کے نام جنت کی بشارت پانے والی صحابیات کے نام پر ۶۰
حضرت فُرَیعہ رضی اللہ عنہا کا بنیادی تعارف ۶۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال ۶۲
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر: حضرت سہل بن رافع رضی اللہ عنہ ۶۲
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کی عدت کا مسئلہ ۶۲
صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا طرزِ عمل ۶۳
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ۶۳

عدتِ وفات کی مدت ۶۴
شوہر کے گھر میں عدت گزارنا ۶۴
ذکر کیے گئے واقعے کی تفصیلی روایت ۶۵
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ۶۷
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے والد کا عجیب و غریب واقعہ ۶۷
جس کے خون میں نبی کا خون مل گیا ۶۸
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی کا واقعہ ۶۸
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ۶۹
بیعتِ رضوان میں شرکت کا شرف ۶۹
اہلِ بیعتِ رضوان کے لیے خوش خبری ۷۰

حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۷۱

حضرت کَبْشَہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کا کچھ تعارف ۷۲
حضرت کَبْشَہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کی اولاد ۷۳
حضرت کَبْشَہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا قیام ۷۳
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کی چاہت ۷۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنی محبت کا پروانہ ۷۴
بنو عبد الاشہل انصار کے اعلیٰ خاندان میں سے ہے ۷۵
مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ۷۵
سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی فضیلت ۷۶
مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خواتین ۷۶
مہاجرین کی مدینہ منورہ والوں کے ساتھ بھائی چارگی ۷۷

ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی مؤاخات ۷۷
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں ۷۸
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے جنگِ بدر میں شریک تھے ۷۸
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بذاتِ خود جنگِ اُحد میں شریک تھی ۷۸
لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں! ۷۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو چلّا کر رونے سے منع فرمایا ۸۰
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی شہادت کا عجیب واقعہ ۸۲
ہر رونے والی جھوٹی ہے سوائے امِّ سعد کے ۸۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوش خبری ۸۲
اُحد کی جنگ میں پوری فیملی کے لیے جنت کی بشارت ۸۳
حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۸۴

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۸۵

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کا کچھ تعارف ۸۶
مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال ۸۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شادی کی مبارک بادی دینا ۸۸
شادی بیاہ میں مبارک بادی کی سنت ۸۸
مبارک بادی کے سنت الفاظ ۸۸
حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کو خاص مبارک بادی دینے کی ایک وجہ ۸۹
ننھی بچیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مبالغہ ۸۹
غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ۸۹
بڑوں کو چاہیے کہ وہ چھوٹوں کی بروقت رہنمائی کریں ۹۰

شادی میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کی روایت ۹۱
حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی غزوات میں شرکت ۹۲
بیعتِ رضوان میں شرکت ۹۳
حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے محبت ۹۳
حضور ﷺ کی خدمت میں تحفہ ۹۳
کھجور اور ککڑی ملا کر کھانی چاہیے ۹۴
حضور ﷺ کی طرف سے زیورات کا تحفہ ۹۴
ہدیے کا بدل دینا چاہیے ۹۵
ہدیہ دینے کے آداب ۹۵
ہدیہ قبول کرنے کے آداب ۹۵
حضرت ربیع رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کا نام لے کر رو دیتی تھی ۹۶
حضور ﷺ کا چہرۂ انور کیسا تھا؟ ۹۶
تابعین میں حضور ﷺ کے احوال جاننے کا شوق ۹۷
حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کے واسطے سے وضو کا طریقہ ۹۸
حضرت نبی کریم ﷺ کے وضو کا تفصیلی طریقہ ۹۹
حضور ﷺ کے وضو کرنے کا برتن ”مُد“ ۱۰۰
حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا سے منقول احادیث ۱۰۰
عاشورہ کے روزے کے بارے میں روایت ۱۰۰
گڑیا سے کھیلنا ۱۰۱
عاشورہ کے دو روزے رکھنے چاہیے ۱۰۲
عاشورہ کو اچھا کھانا بنانا اور فیملی ممبرز کو کیش رقم گفٹ دینا ۱۰۲
اپنے بچوں کو روزے کی عادت ڈلواؤ ۱۰۲

میت چاہے مرد ہو یا عورت اُن کے لیے اچھی بات کہا کرو ۱۰۳
میت سے ناراضگی کی بنیاد پر اُس کو بُرا کہنا ۱۰۳
حضرت رُبیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بہت ساری خوبیوں کی مالک ۱۰۴

حضرت امِّ ہشام بنتِ حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ۱۰۵

حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا کچھ تعارف ۱۰۶
بنو نجار خاندان کا تعارف ۱۰۷
''ہاشم'' کا بنو نجار کی خاتون کو نکاح کا پیغام ۱۰۸
نکاح کے لیے دو شرطیں ۱۰۸
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا کا اصلی نام ''شیبۃ الحمد'' ہے ۱۰۸
ہاشم کا انتقال غزہ (Gaza) میں ۱۰۹
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا ''عبدالمطلب'' سے کیسے مشہور ہوئے؟ ۱۰۹
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بنو نجار کو اپنا ننھیال بتایا ۱۱۰
حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی پوری فیملی کا ایمان لانا ۱۱۱
حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد کی خدمات ۱۱۱
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فیملی کے لیے مکانات ۱۱۲
حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لیے گھر کا انتظام ۱۱۲
حضرت ماریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لیے گھر کا انتظام ۱۱۲
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے مکان کی پیش کش ۱۱۳
اب تو مجھے حارثہ سے کہنے میں شرم آتی ہے ۱۱۳
کسی غریب کے لیے گھر کا انتظام کر دینا بہت بڑی نیکی ہے ۱۱۳
حضرت حارثہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا ماں کی خدمت کرنا ۱۱۴

ماں کی خدمت کا بدلہ ”جنت میں قرآنِ کریم پڑھنے کا اعزاز“ ۱۱۵
مسلمانوں کو حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرح ماں کی خدمت کرنی چاہیے ۱۱۵
حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ۱۱۶
۸۰ رفی صد صحابہ میں سے ایک ۱۱۶
حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی فیملی کو جنت کی بشارت ۱۱۷
حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا حال ۱۱۷
حضرت امّ ہشام رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پہنچانا ۱۱۸
ڈھائی سال تک ایک تنور ۱۱۸
ابوظہبی (abu dhabi) میں اجتماعی ہریسہ ۱۱۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی زبان سے سورۂ ق سُن کر یاد کرنا ۱۱۹
بیعتِ رضوان میں شرکت کا شرف ۱۲۰
بیعتِ رضوان میں شرکت کرنے والوں کے لیے بشارت ۱۲۰
لال اونٹ والا ایک منافق ”جُد بن قیس“ تھا ۱۲۱
حضرت امّ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوبیاں ایک نظر میں ۱۲۱

شہیدہ وقاریہ حضرت امّ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا ۱۲۳

حضرت امّ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون؟ ۱۲۵
حضرت امّ ورقہ رضی اللہ عنہا کو امامت کی اجازت ۱۲۵
حضرت امّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چند خوبیاں ۱۲۶
چلو! ہم شہیدہ سے ملنے چلیں ۱۲۶
ہر جمعہ کو حضرت امّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ۱۲۷
جنگِ بدر میں شرکت کی درخواست اور شہادت کا شوق ۱۲۷

حضرت ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا اُن کے گھر جاکر سلام دعا فرمانا ۱۲۸
تہجد کی نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کا معمول بناؤ ۱۲۸
غلام و باندی کی طرف سے احسان فراموشی اور ظلم ۱۲۹
صبح جب اُن کی تلاوت کی آواز سنائی نہیں دی ۱۳۰
اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سچ کہا تھا ۱۳۰
دونوں مجرموں کو پکڑ کر سولی ۱۳۱

خطیب النساء حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ۱۳۳

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تعارف ۱۳۴
حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی چار خوبیاں ۱۳۵
حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا انوکھا سوال ۱۳۶
کیا ہمیں مرد کے برابر ثواب ملے گا؟ ۱۳۶
مردوں کے برابر اجر و ثواب ۱۳۷
حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خالہ کا واقعہ ۱۳۷
تب تو شوہر ہماری طرف متوجہ نہ ہوں گے ۱۳۸
سونے کے زیورات نہ ہو تو چاندی کے پہن لو ۱۳۹
غزوۂ خندق میں حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی فیملی کی قربانی ۱۴۰
حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت ۱۴۰
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے ۱۴۱
حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی جنگوں میں شرکت ۱۴۱
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے سویٹ ڈیش (Sweet dish) ۱۴۲
اچھی چیزیں بھی غریبوں کو دینی چاہیے ۱۴۲

جتنی ضرورت ہو، اُتنا رکھو اور باقی تقسیم کردو ۱۴۳
یرموک کی جنگ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بہادری کا حال ۱۴۳
حیض کے بعد غسل کس طرح کیا جائے؟ ۱۴۳
پرانے زمانے میں بدن اور سر کو دھونے کا طریقہ ۱۴۴
بدن پر پانی کس طرح بہائیں؟ ۱۴۴
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیلی ۱۴۵
دلہن دیکھ کر زبان سے دعائیہ جملے کہو ۱۴۵
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی اور دودھ کا پیالہ ۱۴۵
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عاشقانہ طریقے سے دودھ پینا ۱۴۶
تمھیں پینے کا دل کر رہا ہے پھر بھی نا کہتے ہو؟ ۱۴۶
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں نماز ۱۴۸
تھوڑا سا سالَن چالیس (۴۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو کافی ہوگیا ۱۴۸
مہمان کے سامنے کھانا بغیر پوچھے پیش کرنا چاہیے ۱۴۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال کیا ہوا برتن محفوظ کرلیا ۱۴۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال کیا ہوا مشکیزہ ۱۴۹
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی برکت سے امت کو عدت کا قانون ۱۵۰
دجالی فتنے کی سنگینی سُن کر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں ۱۵۰
دجالی فتنوں سے بچنے کا نبوی نسخہ ۱۵۱
میری زندگی میں دجال نکلا تو میں اپنی امت کو بچالوں گا ۱۵۲
دجالی فتنے سے حفاظت کے لیے ایک آسان اور موثر نسخہ ۱۵۴
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی وحی کی کیفیت ۱۵۵
اللہ تعالیٰ سب کو معاف کردیں تب بھی اُس کو کوئی پرواہ نہیں ۱۵۵

دعا کی قبولیت کا نبوی نسخہ؛ اسمِ اعظم ۱۵۶
اسمِ اعظم والی مذکورہ آیتیں امت کے لیے بڑا تحفہ ہے ۱۵۷
دعا مانگنے کی صحیح نبوی ترتیب ۱۵۷
حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی وفات ۱۵۸

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ۱۵۹

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ایمان لانا ۱۶۱
رشتے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ننھیالی خالہ ۱۶۱
دو مرتبہ بیعت کا شرف ۱۶۱
حضرت سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح، اولاد، کنیت ۱۶۲
حضرت سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہنیں ۱۶۲
پہلے ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر استقامت کی بھی بیعت ہوتی تھی ۱۶۲
عورتوں میں بھی بیعت کا سلسلہ ہونا چاہیے ۱۶۳
حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عورتوں سے کن باتوں میں بیعت لیتے تھے ۱۶۴
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ۱۶۴
ایمان کی تجدید کے لیے دو اہم کام ۱۶۵
بیعت میں دوسری بات: چوری نہیں کرنا ۱۶۶
بیعت میں باقی پانچ باتیں ۱۶۷
شوہر کے ساتھ دھوکا بازی نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ۱۶۷
شوہر کے مال میں سے بغیر اجازت کے کسی کو ہدیہ دینا ۱۶۹
حضرت سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی غزوات میں شرکت ۱۶۹
حضرت سلمٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی ایک یہودی کے بارے میں سفارش ۱۶۹

آپ ﷺ نے سفارش قبول کرلی ۱۷۰
حضرت رِفاعہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی وجہ ۱۷۰
نوکروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے ۱۷۱
ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے فوائد ۱۷۲
حضور ﷺ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کے ساتھ تعلق ۱۷۲
حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعوت کا انتظار ۱۷۳
جنت میں داخل کرنے والے چار اہم کام ۱۷۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے الگ سے کھانا تیار کرنا ۱۷۵
بیمار کے لیے الگ سے کھانا بنانا چاہیے ۱۷۶
دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی سعادت ۱۷۶
بیعتِ رضوان بھی شرکت کا شرف ۱۷۷
بیعتِ رضوان میں شرکت کرنے والوں کے لیے جنت ۱۷۷
قرآنِ کریم میں بیعتِ رضوان کا ذکر ۱۷۸
صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی سادگی والی زندگی ۱۷۸
سادگی والی زندگی کے فائدے ۱۷۹
صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی معاملات میں صفائی ۱۷۹

خاتونِ اُحد حضرت اُمِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۸۱

حضرت امّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف ۱۸۲
حضرت امّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح اور اولاد ۱۸۳
حضرت امّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دوسرا نکاح اور اولاد ۱۸۳
شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی ۱۸۴

بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شرکت ۱۸۴
غزوات میں شرکت کا شرف ۱۸۴
حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کی بہادری ۱۸۵
نُسیبہ کا مقام تو فلاں فلاں مردوں سے بھی بڑھا ہوا ہے ۱۸۶
انتقال کے وقت بدن پر زخم ۱۸۶
نرسنگ کے کام میں مہارت ۱۸۷
اے اُمِّ عُمارہ! تمھارے جیسی عورت کہاں ملے گی؟ ۱۸۷
بیٹے کا بدلہ ۱۸۷
دشمن کے مقابلے میں کامیابی پر مبارک باد ۱۸۸
حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کو ”خاتونِ اُحد“ کیسے کہا جانے لگا ۱۸۸
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی خوشی اور دعائیں دینا. ۱۸۸
جنت میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے ساتھ معیت کی دعا ۱۸۹
ہمیں بھی اللہ والوں کے پاس دعائیں کروانی چاہیں ۱۸۹
دعا ملنے پر حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کے الفاظ ۱۹۰
جنگ میں کفارِ مکہ کی عورتیں صرف گانے گاتی تھیں ۱۹۰
زخمی ہونے کی وجہ سے حمراء الاسد میں شریک نہ ہونا ۱۹۱
جب تک اُمِّ عُمارہ کا حال معلوم نہیں ہو جاتا، میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا ۱۹۱
حدیبیہ میں سر منڈوانے والوں کے لیے دعائے رحمت ۱۹۲
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے بال مبارک سے بیماروں کو شفا ۱۹۳
بال منڈوانے کا حکم اور ہماری کوتاہی ۱۹۳
خیبر کی غنیمت میں سے حصہ ۱۹۴
عمرۃ القضا اور حنین میں شرکت ۱۹۴

بیٹے کو مسیلمہ کذاب کا بری طرح قتل کرنا ۱۹۵
یمامہ کی جنگ میں شرکت اور ہاتھ کٹنا ۱۹۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانا ۱۹۵
روزے دار کے مخصوص عمل پر فرشتوں کی دعائے رحمت ۱۹۶
حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کا حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ ۱۹۷
حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو قرآنِ کریم پڑھنے کا بہت شوق تھا ۱۹۸
محبت بھری فریاد پر قرآنِ کریم کی آیت کا نازل ہونا ۱۹۸
حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین حدیثیں منقول ۱۹۹
وفات ۲۰۰

حضرت اُمِّ سُلیم بنتِ ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۰۱

ہجرت سے پہلے ایمان لانا ۲۰۲
جنت میں چلنے کی آواز ۲۰۳
حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کا نام کیا ہے؟ ۲۰۳
حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے والدین اور آپ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ ۲۰۳
حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اور اولاد ۲۰۴
اسلام قبول کرنے پر شوہر کی ناراضگی اور دھمکی ۲۰۴
بیٹے کی اسلامی تربیت پر شوہر کا غصہ ۲۰۴
شوہر کا مدینہ چھوڑ کر شام چلا جانا ۲۰۵
شوہر مالک بن نضر کا قتل ۲۰۵
بچے کی خاطر ازدواجی زندگی کی قربانی ۲۰۶
حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۲۰۶

والدہ کی قربانیوں کا اعتراف اور اُن کے لیے دعا ۲۰۷
رشتۂ مؤاخات؛ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر پر ۲۰۷
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا پیغامِ نکاح ۲۰۷
مورتیوں کو پوجنے والے سے نکاح نہیں کرسکتی ۲۰۸
حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا ۲۰۹
ایمان ہی مہر بن گیا ۲۰۹
ابوعمیر کی پیدائش اور پرندہ ۲۰۹
اے ابوعمیر! تیری چھوٹی سی چڑیا کو کیا ہوا؟ ۲۱۰
ابوعمیر کا انتقال اور اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے صبر کا عجیب واقعہ ۲۱۱
بچے کی وفات کے بارے میں بتلانے کا انوکھا انداز ۲۱۱
حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی حکمت وسمجھ داری ۲۱۲
بڑی بات کو بھی ہلکے انداز میں (lightly) بیان کرنا سیکھو ۲۱۲
شوہر کی ناراضگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت ۲۱۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور اس کی برکت ۲۱۳
دوسرے بچے کی ولادت کا وقت ۲۱۳
حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا دعا مانگنا اور قبول ہونا ۲۱۴
تحنیک اور نام ۲۱۴
بچے کی وفات پر صبر کا پھل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ۲۱۵
بزرگوں کی دعا کی اہمیت ۲۱۵
حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی غزوات میں خدمات ۲۱۶
غزوۂ خیبر میں شرکت ۲۱۶
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنانے کی خدمت ۲۱۷

دلہنوں کو بیوٹی پالر بھیجنے کا رواج ختم کریں ۲۱۷
خیبر کی جنگ میں خنجر لے کر آنا ۲۱۸
ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں کی حالت ۲۱۸
ایثار و قربانی کا بے مثال واقعہ ۲۱۹
اپنی بھوک چھپانے کا نرالہ انداز ۲۱۹
قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف فرمائی ۲۲۰
جنت کمانے کا آسان طریقہ ۲۲۱
حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا عجیب واقعہ ۲۲۱
تفصیلی حدیث ۲۲۲
گھی بنا کر ہدیہ کرنا ۲۲۵
گھی کے ہدیے میں عجیب برکت کا ظاہر ہونا ۲۲۵
اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے کام میں برکت ہوتی ہے ۲۲۷
حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا: اِس امّت کی مریم ہیں ۲۲۷
ملیدہ کا ہدیہ ۲۲۷
کھجور کے باغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں ۲۲۸
صدقے کا ایک طریقہ ۲۲۸
مالک بنائے بغیر جانور بھی فائدہ اٹھانے کے لیے دے سکتے ہیں ۲۲۹
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور مکھن ۲۲۹
حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر پر نفل نماز ۲۲۹
اللہ والوں سے برکت کے لیے گھر میں نماز پڑھانی چاہیے ۲۳۰
حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا بچے کے لیے دعا کروانا ۲۳۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی ۲۳۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت ۲۳۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا ایک واقعہ ۲۳۲
دوسرا واقعہ ۲۳۳
تیسرا واقعہ ۲۳۴
حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا علمی مقام ۲۳۴
انصاری صحابیات کی خصوصیت ۲۳۴
حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی برکت سے ایک اہم مسئلے کی وضاحت ۲۳۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ ۲۳۵
قیلولہ کرنا سنتِ نبوی ہے ۲۳۶
قیلولہ میں تین نیتیں کرنی چاہیے ۲۳۶
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر بار بار جانے کی وجہ ۲۳۷
حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی حجۃ الوداع میں شرکت کا واقعہ ۲۳۷
رمضان کا عمرہ حج کے برابر ۲۳۸
اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے نغمے ۲۳۹
عورتیں کانچ کی طرح نازک ہوتی ہیں ۲۳۹
ڈرائیونگ میں رفتار (Speed) کم رکھنی چاہیے ۲۴۰
دعا کی قبولیت کا ایک اہم عمل ۲۴۰
وقت کم ہو تو مختصر عمل بھی کرنا چاہیے ۲۴۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اتنی دعائیں کیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ۲۴۱
حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے جنّتی ہونے کا اعلان ۲۴۲

سمندری شہیدہ حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا ۲۴۳

حضرت اُمِّ حرام بنتِ مِلحان رضی اللہ عنہا کا تعارف ۲۴۴
حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے بہن بھائی ۲۴۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا ۲۴۵
حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے گھر نماز ۲۴۵
حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے نکاح اور اولاد ۲۴۶
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مبارک ۲۴۶
سمندری جہاد کے متعلق پیشین گوئی ۲۴۷
حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کا شوقِ شہادت ۲۴۸
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ۲۴۸
حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے لیے جنت یقینی ہوگئی ۲۵۰
سمندری شہیدہ ۲۵۱
حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کی قبر ''قبرص'' میں ہے ۲۵۱
حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کی عملی زندگی میں عبادات کا حال ۲۵۲

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۵۳

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف ۲۵۴
حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کی شادی ۲۵۵
دنیا میں جنت کی حور ۲۵۵
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح ۲۵۵
اولاد ۲۵۶
حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا ۲۵۶
ابتداءً ایمان کو ظاہر نہ کرنے کا فیصلہ ۲۵۷

حضرت اِمّ رومان رضی اللہ عنہا کا گھر ایک محفوظ پناہ کی جگہ تھی ۲۵۸
حضرت اِمّ رومان رضی اللہ عنہا کے گھر کو حاصل ہونے والی برکتیں ۲۵۸
حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا گھر ۲۵۹
نیک کاموں میں حوصلہ دینا ۲۵۹
آج کی مسلمان بہنوں کے لیے سبق ۲۶۰
حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کی چند خصوصیات ۲۶۰
شوہر کی مکمل خدمت گزار ۲۶۰
بچوں کی تربیت میں پوری توجہ ۲۶۰
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت کے موقع پر حوصلہ دینا ۲۶۱
حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا صبر ۲۶۱
ہجرت کے بعد مشکلات والے دن ۲۶۲
مشکلات کے باوجود دل میں ایک ہی آرزو ۲۶۲
مدینہ منورہ کی طرف ہجرت ۲۶۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فکر ۲۶۳
سفرِ ہجرت کے دوران ایک کرامت ۲۶۳
ہجرت کے بعد حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا مکان ۲۶۴
حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کی ایک اور کرامت ۲۶۵
حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کی نمایاں خوبیاں ۲۶۶
کامل نماز وہی ہے جس میں سکون واطمینان ہو ۲۶۷
تلاوت کے وقت اور نماز میں بغیر ضرورت کے ہلنا ۲۶۸
میری لاڈلی بیٹی عائشہ کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا ۲۶۸
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا کی درخواست ۲۶۸

یہ دعا ہر مؤمن مرد وعورت کے لیے ہے ۲۶۹
حضور ﷺ اپنی ساس کا احترام کرتے تھے ۲۶۹
اسلام میں ساس اور داماد کا رشتہ ۲۷۰
حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲۷۰
جعرّانہ سے احرام باندھ کر بھی عمرہ کرنا چاہیے ۲۷۱
حنین کا تذکرہ قرآنِ کریم میں بھی ہے ۲۷۱
حضور ﷺ حضرت امِّ رومان رضی اللہ عنہا کی قبر ۲۷۲
دعائے مغفرت کرنا ۲۷۲
جنّت کی حور ۲۷۲

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النبیین، وعلی آلہ وصحبہ وعلیٰ من تبعھم بإحسانٍ إلیٰ یوم الدین، أَمَّا بَعْدُ!

پچھلے کئی سالوں سے رمضان المبارک کا ایک عشرہ ملاوی للونگوے (Lilongwe) میں دین کی نسبت سے حاضری ہوتی ہے، جس کی برکت سے کئی اہم دینی کتابیں وجود میں آئیں:

(۱) "قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (تین جلدیں)" جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت مقبول ہوئے اور ان کی اشاعت بھی جاری و ساری ہے، اور اب انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جو ان شاء اللہ! بہت جلد شائع ہوگا، نیز گجراتی کام بھی جاری ہے۔

(۲) "حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (چار جلدیں)"، جس میں "امہات المؤمنین"، "بناتِ طیبات"، حضرت نبیِ کریم ﷺ کے والدین، رضاعی مائیں، حضور ﷺ کی پھوپھی جان اور دیگر خواتین کے واقعات امت کی ماؤں بہنوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اِس کے فیض کو جاری و ساری رکھے، آمین!

اِس سال (۲۰۲۵ء) بھی خواتین کی مجلس کا سلسلہ رہا جس میں بیان کرنے کی

سعادت ملی، جس کو حسبِ سابق ریکارڈ کرلیا گیا تھا اور کمپوزنگ وغیرہ مراحل سے گذارنے کے بعد اب اس کو بھی "حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات جلد: ۵" کے نام سے شائع کیا جارہا ہے، اس میں اُن خوش نصیب اور مقدس خواتین کی زندگی کے حالات ہیں جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری عطا فرمائی:

① حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا۔

② حضرت امِّ ہشام رضی اللہ عنہا۔

③ حضرت امِّ عُمارہ رضی اللہ عنہا۔

④ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا(اِن کا قصہ پچھلے سال ہوگیا، جو چھپ کر بھی آ گیا)۔

⑤ حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا۔

⑥ حضرت امِّ رومان رضی اللہ عنہا۔

⑦ حضرت فُریعہ بنتِ مالک رضی اللہ عنہا۔

⑧ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا۔

⑨ حضرت سمیہ بنتِ خباط رضی اللہ عنہا۔

⑩ حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ عنہا۔

⑪ حضرت امِّ حرام رضی اللہ عنہا۔

⑫ حضرت اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہا۔

⑬ حضرت امِّ سُلیم رضی اللہ عنہا۔

(۱۴) حضرت سلمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا۔

(۱۵) حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا (اِن کا قصہ بھی پچھلے سال ہو گیا)۔

یہ وہ پندرہ صحابیاتِ جلیلہ ہیں جن کے ایمان، اخلاص، صبر، استقامت، وفاداری اور دین کے لیے بے مثال جذبات نے انھیں اس عظیم مقام تک پہنچایا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے لیے جنت کی بشارت ارشاد فرمائی، ان کی زندگیاں امتِ مسلمہ، بالخصوص خواتین کے لیے کردار، حیا، قربانی اور اطاعتِ الٰہی کی روشن مثال ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے، اور اس کے فیض کو عام و تام فرمائے۔

اِس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات کا تعاون رہا میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما کر مزید خدماتِ علمیہ و دینیہ کے لیے موفق فرمائے، آمین!

نیز اس جلد کی طباعت کے لیے آصف بھائی میمان اینڈ فیملی کا مالی تعاون حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

حق تعالیٰ اِس مبارک کام کو اپنی بارگاہ میں بے انتہا قبول فرمائے، اس سلسلے کے فیض کو تا قیامت پورے عالم میں جاری و ساری فرمائے، اور ہم سب کے لیے اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، آمین!

(مفتی) محمود حافظ جی عفی عنہ

۱۵ / شعبان ۱۴۴۷ھ

مطابق: ۴ / فروری ۲۰۲۶ء

عظیم شہیدہ خاتون
حضرت سمیّہ بنتِ خباط رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ (توبہ:۱۱۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اِس قیمت پر خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں سو (کبھی تو) وہ (دشمنوں کو) مارتے ہیں اور (کبھی) وہ خود شہید ہو جاتے ہیں، یہ اس کے ذمہ ایک سچا وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہوگا؟ لہٰذا (اے مسلمانو!) تم اپنے اس (کامل) سودے پر جو تم نے اس (اللہ تعالیٰ) سے کر لیا ہے خوشیاں مناؤ اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

”دنیا میں جنت کی خوش خبری“ بڑی سعادت ہے

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والی کچھ ایسی بھی خوش نصیب صحابیہ عورتیں ہیں، جنھیں موت سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولِ اکرم ﷺ کی زبانی جنت کی خوش خبری مل گئی تھی، یہ بہت بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ موت سے پہلے دنیا ہی میں حضرت نبیِ کریم ﷺ کی مبارک و نورانی زبان سے جنت کی خوش خبری مل جاوے، بڑے سے بڑے اولیا، قطب، ابدال کے لیے بھی کوئی دنیا میں جنت کا دعویٰ نہیں کرسکتا؛ مگر یہ کیسی خوش نصیب پاکیزہ عورتیں ہوں گی جنھیں خود میرے اور آپ کے آقا سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے جنت کی خوش خبری سنائی!

دینی بہنو! آپ نے عشرۂ مبشرہ۔یعنی وہ دس صحابہ جن کو حضرت نبیِ کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری دی۔کے بارے میں سنا ہوگا، یہ تو بہت مشہور ہے؛ مگر اِس سفر میں ایک نیا عنوان ”وہ پندرہ (۱۵) خوش نصیب صحابیات جنھیں حضور ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری دی“ شروع کیا ہے۔

ہم ان شاء اللہ! ایسی نیک پاکیزہ خوبیوں والی صحابیہ عورتوں کے احوال سنیں گے اور ہم اِس بات پر دھیان دیں گے کہ وہ کون سی خوبی و کمال تھا جس کی برکت سے انھیں دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری مل گئی، ہم اُن خوبیوں اور کمالات کو جان کر اپنی زندگی میں اپنائیں گے تو ان شاء اللہ! ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت عطا فرمائیں گے۔

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے تذکرے کے فائدے

دوسری بات یہ ہے کہ: صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پوری امت کے اولیائے کرام میں سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں، اولیا کے تذکرہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اترتی ہیں، دلوں میں رقت ونرمی پیدا ہوتی ہے، عمل کا پاکیزہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ہم اِس نیت سے اُن کے تذکرے کو سنیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی رقت ونرمی پیدا فرمائیں گے اور ہم میں بھی عمل کا پاکیزہ جذبہ پیدا ہو۔

دنیا میں جنت کی خوش خبری پانے والی ایک عظیم خاتون

آج کی اِس مبارک مجلس میں دنیا ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے جنت کی خوش خبری حاصل کرنے والی ایک عظیم خاتون: حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے حالات بیان کرتا ہوں، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں کئی مرتبہ جنت کی خوش خبری سنائی۔

ابتدائی دور میں ایمان لانا

جب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دعوت دینا شروع کیا، تو بالکل شروع زمانے میں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے والی اور ایمان لانے والی عورتوں میں سے ایک بہت خوش نصیب ومبارک نام "حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا" کا ہے۔

اسلام کی دعوت کے بالکل شروع زمانے میں مرد وعورت کل ملا کر تقریباً سات لوگ ایمان لائے تھے، اُن میں سے ایک حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھی۔جب وہ ایمان لائی

تو دین کے دشمنوں نے اُن پر بہت ظلم کیے؛ لیکن وہ تمام ظلم کو برداشت کر کے ایمان و دین پر مضبوطی سے جمی رہی۔

حضرت سمیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کی فیملی کے لیے آگ سے حفاظت کی دعا

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا اور اُن کے پورے خاندان کو جہنم کی آگ سے بچانے کی دعا ملی تھی اور یہ کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے!!!

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ (آل عمران:۱۸۵)

ترجمہ: سو جو شخص آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا سو وہ صحیح معنی میں کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی سچی زبانِ مبارک سے حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا اور اُن کی فیملی کے لیے جہنم کی آگ سے حفاظت کی دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْ أَحَدًا مِنْ اٰلِ يَاسِرٍ بِالنَّارِ. (الإستيعاب:٤/ ٤١٩)

ترجمہ: اے اللہ! آلِ یاسر کی دوزخ کے عذاب سے حفاظت فرمائیے۔

دین و ایمان کی خاطر سب سے پہلی شہیدہ

دین و ایمان کی خاطر سب سے پہلے جان دینے والی خاتون: حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا ہیں۔ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کے ساتویں سال حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کو

دشمنوں نے شہید کر دیا۔ پہلے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے کچھ حالات سن لیجیے!

حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کا بنیادی تعارف

اُن کا نام: ''سمیّہ'' ہے۔ اُن کے والد کا نام: ''خَبّاط'' ہے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اپنی فیملی کے ساتھ ایران کے ''کَسکَر'' نامی علاقے سے طائف آئی تھی اور طائف میں کسی نے اُن کا نام ''سمیّہ'' رکھ دیا، پھر مکہ مکرمہ میں ابو حذیفہ نام کے ایک آدمی کے پاس باندی اور نوکرانی بن کر آئی۔ یہ واقعہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اعلان سے تقریباً پینتالیس (۴۵) سال پہلے کا ہے۔

حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کی غلامی و آزادی کی داستان

واقعہ یہ ہوا کہ یمن کے یاسر نام کے ایک شخص اپنے دو بھائی: حارث و مالک کے ساتھ مکہ مکرمہ میں اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں آئے تھے جو گم ہو گئے تھے، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کے دونوں بھائی: حارث و مالک تو یمن واپس چلے گئے؛ مگر حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بہت پسند آ گیا اور وہ وہیں ٹھہر گئے، درحقیقت مکہ مکرمہ جگہ ہی ایسی ہے کہ ہر ایک کو پسند آ جاوے، اُس زمانے میں مدینہ منورہ اتنا زیادہ مشہور نہیں تھا، بہر حال! حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بہت پسند آ گیا اور وہ وہیں رُک گئے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اُن کو مکہ مکرمہ میں ابو حذیفہ نامی آدمی نے اپنے یہاں ٹھہرایا، اُس زمانے میں ایران سے آئی ہوئی خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں رہتی تھی۔

حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت یاسر رضی اللہ عنہ سے

ابو حذیفہ بڑے اچھے اور سمجھ دار آدمی تھے، انھوں نے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کا

نکاح حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے کروادیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے پھول جیسا بیٹا عطا فرمایا، انھوں نے اپنے اُس بیٹے کا نام ”عمار“ رکھا۔

ہمارے یہاں اولاد کی پیدائش پر خوشی میں جلیبی اور میٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں اور لوگ عقیقہ کرتے ہیں، اُس زمانے میں بھی اولاد کی پیدائش پر خوشی منائی جاتی تھی؛ چناں چہ جب ابو حذیفہ کو معلوم ہوا کہ ان کی باندی کو حضرت یاسر رضی اللہ عنہ سے لڑکا ہوا ہے تو اِس کی خوشی میں ابو حذیفہ نے حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کو غلامی سے آزاد کر دیا۔

حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کے دو اَور لڑکے

اب یہ تینوں: میاں، بیوی اور بچے کی زندگی بہت اچھی گزرنے لگی، اِسی درمیان اُن کے اگلے مالک ابو حذیفہ کا انتقال ہو گیا، ابو حذیفہ کے انتقال کے بعد حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے دو لڑکے اور عطا فرمائے، اُن میں سے ایک کا نام: عبد اللہ اور دوسرے کا نام حرِیّث رکھا۔

ان دو میں سے حرّیث کو کسی نے قتل کر دیا، یہیں سے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آزمائش اور مصیبت کی شروعات ہوئی، یہ وہ زمانہ تھا جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہونے کا اعلان ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ ایمان کا بالکل ابتدائی مرحلہ تھا۔

سب سے پہلے ایمان لانے والے خوش نصیب لوگ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیملی میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے، گھر کے افراد کے بعد سب سے پہلے

جو لوگ حضرت نبیِ کریم ﷺ پر ایمان لائے تھے، میں ایک خوش نصیب خاتون: حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بھی ہے۔

گھر میں بچیوں کا نام ''سمیّہ'' رکھنا چاہیے

میری دینی بہنو! ''سمیہ'' ایک بڑا پیارا نام ہے، اُنھوں نے دین و ایمان کی خاطر ایسی قربانیاں دی ہیں جن کا تصور کرنا بھی ہم جیسوں کے لیے ایک مشکل بات ہے؛ لہٰذا یہ بہت مبارک نام ہے، اپنی بچیوں کا یہ نام رکھنا چاہیے۔ صحابیات کے نام کی برکتیں ہوتی ہیں؛ لہٰذا ایسے نام رکھنے چاہیے۔

ستر (۷۰) سالہ بوڑھی خاتون پر ظلم وستم کی داستان

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے جیسے ہی ایمان قبول کیا تو مکہ مکرمہ کے ظالموں نے آپ رضی اللہ عنہا کو ستانا اور تکلیفیں دینا شروع کر دیا، اُنھیں بہت پریشان کیا؛ حالاں کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بوڑھی خاتون تھی، اُن کی عمر (Age) اُس وقت ستر (۷۰) سال سے زائد تھی، وہ ستر (۷۰) سال سے زائد عمر میں ایمان لائی تھی؛ مگر ظالموں نے اُن کے بڑھاپے پر بھی رحم نہیں کیا۔

لوہے کی زِرہ میں جکڑ کر تپتی ہوئی دھوپ میں ڈالنا

ایک مرتبہ حضرت نبیِ کریم ﷺ قبیلۂ بنو مخزوم کے محلے میں کسی گلی (street) سے گزر رہے تھے، آپ ﷺ نے وہاں سے جاتے ہوئے عجیب منظر دیکھا کہ: ایک بوڑھی عورت کو مکہ مکرمہ کے ظالموں نے لوہا (iron) کی زِرَہ میں جکڑ کر باندھ دیا تھا، آپ یہ بات سوچیں کہ: لوہے کے ہیئت (Style) کی زِرَہ پورے بدن پر

باندھ دیوے اور بالکل فِٹ کر دیوے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے، ایک بوڑھی اور عمر رسیدہ خاتون کے ساتھ اِس طرح کا معاملہ کیا جاوے تو اُس بے چاری کو کس قدر تکلیف پہنچی ہوگی! اور صرف اتنا ہی نہیں؛ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مکہ مکرمہ کی گرم ریت میں ڈال دیتے تھے، صرف ایمان قبول کرنے کی وجہ سے انھیں اِس طرح کی تکلیفیں پہنچائی جاتی تھی۔

میری دینی بہنو! مکہ مکرمہ میں بہت سی مرتبہ پچاس (۵۰) ڈگری سے بھی زیادہ گرمی ہوتی ہے اور یہ گرمی اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ روڈ پر جو ڈامر ڈالا جاتا ہے وہ بھی پگھل کر نرم ہو جاتا ہے، مکہ مکرمہ کے ظالم اتنی سخت ترین گرمی میں بھی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو لوہے کی زِرہ میں جکڑ کر آگ جیسی دھوپ میں ڈال دیتے تھے اور وہ ظالم ایک کھلے میدان میں کھڑے رہ کر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف دیکھ کر زور زور سے قہقہے لگاتے تھے، ذرا برابر بھی رحم نہیں کھاتے تھے؛ بلکہ اُن کا مذاق اڑاتے تھے اور وہ ظالم حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہتے تھے کہ:

اے بوڑھی سمیہ! تو نے محمد کا لایا ہوا دین کیوں قبول کیا؟ اور اپنے باپ دادا کا مذہب (Religion/ધર્મ) کیوں چھوڑ دیا؟ اب جب تو نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو قبول کر لیا ہے تو اُس کی سزا تجھے بھگتنی پڑے گی۔

اِس طرح بول بول کر وہ لوگ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اور اُن کو ذہنی ٹارچر کرتے تھے۔ اُس وقت گنے چنے چند لوگ ایمان لائے تھے، باقی پورا مکہ کافروں اور مشرکوں سے بھرا ہوا تھا؛ ایمان والے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

ایک پتھر دل آدمی بھی ایسا منظر دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے اور رونے لگتا ہے، اُس کے دل میں ترس آنے لگتا ہے؛ مگر یہ ظالم اِس طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے اُس پر ٹھٹھا لگاتے تھے۔

حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو

جب حضرت نبیِ کریم ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو حضور ﷺ کی آنکھ میں بھی آنسو آ گئے اور حضور ﷺ رونے لگے؛ مگر کچھ نہیں کر سکتے تھے؛ کیوں اُس وقت ایمان والے بالکل کمزور تھا، اُن کی کوئی مدد (Help) کرنے والا نہیں تھا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے صبر کی تلقین

حضرت نبیِ کریم ﷺ نے اِس حالت میں جب حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ مَوْعِدُكُمُ الجَنَّةُ. (أسد الغابة:۷، ۱۶۷)

ترجمہ: اے آلِ یاسر! صبر کرو، تمھارے لیے جنّت کا وعدہ ہے۔

دین کی نسبت پر آنے والی تکلیفوں پر صبر سے کام لینا چاہیے

واہ واہ! کیا بہترین تعلیم ہے، آپ ﷺ نے ہمیں یہ سبق دیا کہ: دین کی نسبت پر آنے والی تکلیف کو خوشی خوشی برداشت اور سہن کر لو؛ کیوں کہ یہ دنیا فانی ہے، اُس کی تکلیفیں بھی فانی اور ختم ہونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت میں رکھیں؛ مگر دین کی نسبت پر کوئی تکلیف اور مصیبت آئے تو ہمیں گھبرانا نہیں ہے اور نہ ہی واویلا کرنا ہے؛ بلکہ انتہائی صبر سے کام لیتے ہوئے اُن تکلیفوں کو برداشت کرنا ہے۔

اب دیکھو! آگے روزے آرہے ہیں، یہاں تو ماشاء اللہ! ماحول اچھا ہے، اتنی زیادہ گرمی نہیں ہے، ہمارے انڈیا میں تو اِن دنوں گرمی بڑھتی جارہی ہے اور گرمی میں روزے رکھنا مشکل کام ہے؛ لیکن مسلمان مرد وعورت روزہ رکھتے ہیں؛ بلکہ بچے بھی روزہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے تکلیف اٹھاتے ہیں۔

جب ہم دین وشریعت پر عمل کرنے کے لیے تکلیف اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں ہم سب کو ضرور جنت عطا فرمائیں گے۔

اے مؤمنو! کیا تمھیں آزمایا نہیں جائے گا؟

میری دینی بہنو! قرآن میں ایک جگہ صاف صاف یہ مضمون ہے:

الٓمّٓ ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْٓا أَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣﴾ (عنکبوت:۱-۳)

ترجمہ: الم (۱) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہہ دینے پر کہ ”ہم ایمان لے آئے ہیں“ چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا؟ (۲) حالاں کہ ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ہم ان (سب) کو آزما چکے ہیں، سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور معلوم کرکے رہیں گے جو (ایمان میں) سچے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) جھوٹوں کو بھی ضرور معلوم کرکے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عافیت سے رکھے! ہم بہت کمزور ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے امتحان (Exam) میں کہاں کامیاب ہوسکتے ہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ سے یہی کہتے ہیں کہ: اے اللہ! ہم سب کو خیر و عافیت عطا فرمائیے۔

دین کی نسبت پر آنے والی تکلیفوں پر صبر کا پھل

مکہ مکرمہ کے ظالم صرف حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا پر ہی نہیں؛ بلکہ اُن کے شوہر حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر بھی ظلم کرتے تھے اور یہ ظلم محض ایمان قبول کرنے کی وجہ سے تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پریشانی و تکلیف میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی اور اُن سے جنت کا وعدہ فرمایا۔

دو مرتبہ جنت کی بشارت

یہ خاندان کتنا خوش نصیب ہے کہ ایک مرتبہ اکیلی خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اور دوسری مرتبہ خاندان و فیملی کے تینوں ممبر (حضرت سمیہ، حضرت یاسر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم) کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوش خبری سنائی۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شکایت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کا جوان بیٹا: عمار کفارِ مکہ کی تکلیفوں کو برداشت کرتے کرتے تھک گیا، اُن کافروں کے ظلم سے پریشان ہو کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ:

حضور! میرے ماں باپ کو اور مجھے یہ ظالم لوگ ستاتے ہیں، مارتے ہیں، زِرہ میں جکڑ کر دھوپ میں ڈال دیتے ہیں، حضور! انھوں نے ہمیں بہت پریشان کر دیا ہے، آپ دعا فرمایئے!

اُس موقع پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابو الیقظان! (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت) صبر کرو، پھر رب سے التجا کی:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِنْ اٰلِ یَاسِرٍ بِالنَّارِ. (الإستیعاب:۴/۴۱۹)

ترجمہ: اے اللہ! آلِ یاسر کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرمائیے۔

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو تسلی

ایک مرتبہ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر درخواست کی کہ: حضور! دشمن پورے شہر میں صرف ہمارے خاندان کو ہی نشانہ (target) بناتے ہیں۔

جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی فریاد سنی اور اپنی آنکھوں سے ظلم ہوتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے اتنے زیادہ آنسو نکلے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی و چمکتے ہوئے گالوں پر آنسوؤں کے قطرے پانی کی طرح بہنے لگے اور حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ:

صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃُ. (أسد الغابۃ:۷، ۱۶۷)

ترجمہ: اے آلِ یاسر! صبر کرتے رہنا، تمھارے لیے جنّت کا وعدہ ہے۔

آلِ یاسر رضی اللہ عنہ کے لیے مغفرت کی نبوی دعا

عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: ... فَبَعَثَ إِلَى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمَا عَنْهُ - يَعْنِي عَمَّارًا -؟ أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِي نَتَمَشَّى فِي الْبَطْحَاءِ، حَتَّى أَتَى عَلَى أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَعَلَيْهِ يُعَذَّبُونَ، فَقَالَ أَبُو عَمَّارٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، الدَّهْرَ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اصْبِرْ. ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ. (مسند احمد:۴۳۹)

ترجمہ: حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

حضرات سیدنا طلحہ وسیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مخاطب کرکے فرمایا کہ: میں آپ کو ان کی؛ یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کچھ باتیں بتاؤں؟ میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چلتا چلتا وادیٔ بطحا میں پہنچا؛ یہاں تک کہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے والدین کے پاس جا پہنچے، وہاں انھیں مختلف سزائیں دی جارہی تھیں، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد نے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ہمیشہ اسی طرح رہیں گے؟ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: صبر کرو، پھر دعا فرمائی: اے اللہ! آلِ یاسر کی مغفرت فرمایئے۔

مکہ مکرمہ کی گرمی کا حال

میری دینی بہنو! مکہ مکرمہ کی گرمی بہت سخت ہوتی ہے، آج بھی گرمی میں اگر چپل نہ ہو تو وہاں فرش پر چلنا مشکل ہوتا ہے، جو لوگ حج وعمرہ میں جاتے ہیں اور کبھی اُن کے چپل اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں اور اُن کو کھلے پیر چپل کی دوکان تک چلنا پڑتا ہے تو بعض لوگوں کے پیروں میں زخم پڑ جاتے ہیں، ایسی گرمی والے ماحول میں مکہ کے جلاد حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو تپتی ہوئی ریت پر سُلا دیتے تھے، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کس قدر تکلیف برداشت کرتی ہوگی!!

دین کی خاطر عورتوں کی قربانیاں مردوں سے کم نہیں

میری دینی بہنو! آج دنیا میں یہ مشہور (famous) ہے اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مرد بڑے طاقتور ہوتے ہیں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں؛ لیکن حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے عورتیں مردوں سے بھی بہت آگے نکل سکتی

ہیں، پہلے زمانے میں بھی بہت سی عورتیں اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے قربانیاں دینے میں مردوں سے کئی گُنا آگے نکل چکی ہیں، حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا نے بڑی عمر ہونے کے باوجود ظالموں کی سب تکلیفوں کو برداشت کیا، وہ لوگ لوہے کی زِرہ میں جکڑ کر آگ جیسی دھوپ میں ڈال دیتے تھے؛ مگر ایسی حالت میں بھی حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لائے ہوئے دین سے ذرہ برابر بھی آگے پیچھے ہونے (compromise) کے لیے تیار نہ ہوئی اور اپنے ایمان کا کھلم کھلا اعلان کرتی رہی۔

ابوجہل اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

ایک مرتبہ اِس امت کا فرعون ابوجہل حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا پر ظلم کر رہا تھا، اُن کو مار رہا تھا، پیٹ رہا تھا، لوہے کی زرہ میں جکڑ کر تیز دھوپ میں ڈالا ہوا تھا؛ مگر حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا ہنستی اور مسکراتی تھی، سوچو کہ! ایمان کے خاطر تکالیف برداشت کرنے میں کس قدر مزہ آتا ہوگا کہ ایک طرف ابوجہل بے انتہا ظلم کر رہا ہے اور دوسری طرف حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا ہنس رہی ہے۔ جب ابوجہل نے حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کو ہنستے ہوئے دیکھا تو اَور زیادہ غصے میں آ گیا اور سوچنے لگا کہ: کیسی پاگل عورت ہے! میں اُس کو تکلیف دے رہا ہوں؛ مگر وہ ہنس رہی ہے، وہ اتنی تکلیفوں کے باوجود حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ ظالم غصے سے بے قابو ہو گیا اور اُس نے حضرت سمیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کے ساتھ انتہائی گھناؤنا معاملہ کیا، اُس کی داستان بڑی بھاری اور خطرناک ہے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی دردناک شہادت

امتِ محمدیہ کا فرعون ابوجہل گیا اور دو اونٹ لے کر آیا، اُس نے گرم ریت میں

ڈالی ہوئی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اٹھوا کر ان کے پیروں کو اونٹ سے باندھ دیا، ایک پیر کے ساتھ ایک اونٹ باندھا اور دوسرے پیر کے ساتھ دوسرا اونٹ باندھا اور دونوں اونٹوں کا چہرہ الگ الگ سمت کر دیا، ایک اونٹ کا رخ داہنی جانب (right side) میں اور دوسرے اونٹ کا رخ بائیں جانب (left side) میں کیا اور ہاتھ میں نیزہ (ભાલા) لیا، جو لوہے کا لمبا لکڑی جیسا ہوتا ہے اور جس کے آگے ایک تیز دھار نوک ہوتی ہے اور لے کر کھڑا ہوا اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ڈراتے اور دھمکاتے ہوئے ایمان چھوڑ دینے کے لیے کہتا رہا؛ مگر وہ بوڑھی خاتون اِس حالت میں بھی کلمۂ شہادت کہتی رہی، اُس پر ابو جہل ظالم نے دونوں اونٹوں کو الگ الگ سائڈ میں: ایک اونٹ کو داہنی طرف (right side) دوڑایا تو دوسرے اونٹ کو بائیں طرف (left side) دوڑانا شروع کر دیا اور اُسی وقت اپنے ہاتھ میں موجود تیز نیزے (ભાલા) کو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرم گاہ میں زور سے مارا، یہ نیزہ اتنی زور سے مارا کہ اُس نے آپ رضی اللہ عنہا کی شرم گاہ کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا، اور اُسی وقت حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا شہید ہو گئی۔

اُن کی شہادت کے وقت حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کا ساتواں سال تھا، خواتین میں دینِ اسلام کے لیے سب سے پہلے جان دینے والی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرماوے اور ہم سب کو خصوصاً ہماری امت کی بہنوں کو عافیت کے ساتھ ایسا مضبوط ایمان نصیب فرماوے اور دین و ایمان پر جمنا نصیب فرماوے، آمین!

حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہما

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ (فتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی فتح) انعام میں عنایت فرمائی۔

حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف

دنیا ہی میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے جنت کی خوش خبری پانے والی خوش نصیب عورتوں میں سے ایک کا نام "حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما" ہے، انھیں موت سے پہلے دنیا ہی میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی زبانِ مبارک سے جنت کی خوش خبری دی تھی، اُن کے والد کا نام ''حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ'' ہے، اُن کی اماں کا نام ''قتیلہ بنتِ عبدالعزی'' ہے، اور یہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی باپ شریک بہن ہیں؛ یعنی حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اور حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا دونوں، ایک ابا کی بیٹیاں ہیں؛ مگر دونوں کی مائیں الگ الگ ہیں، حضرت عبداللہ بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے سگے بھائی ہے۔

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرت سے ستائیس (۲۷) سال پہلے پیدا ہوئی تھی۔ جس وقت حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ایمان لائے، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی برکت سے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بیٹی حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بھی ایمان لے آئی۔ حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا نکاح حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پھوپھی زاد بھائی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حواری و مخلص دوست حضرت زبیر بن العوام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے ہوا، جن سے حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو اللہ تعالیٰ نے آٹھ اولاد عطا کی تھی: پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں۔

حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے فضائل

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا وہ خوش نصیب خاتون ہیں، جنھیں یہ فضیلت حاصل ہے کہ:

(۱) اُن کے والد حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ صحابی۔

(۲) اُن کے دادا حضرت ابو قحافہ و ابو عتیق: عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی صحابی۔

(۳) اُن کی دادی حضرت ام الخیر سلمیٰ بنتِ صخر رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بھی صحابیہ۔

(۴) اُن کی بہن حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بھی صحابیہ۔

(۵) اُن کے شوہر، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پھوپھی زاد بھائی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے

حواری و مخلص دوست حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی صحابی۔

⑥ اُن کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر اور منذر بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی صحابی ہیں۔

میاں بیوی اور باپ، تینوں کو جنت کی بشارت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی پوری فیملی دین دار اور نیک ماحول والی ہے، جب فیملی و خاندان کا ماحول نیک اور اچھا ہوتا ہے تو اولاد و فیملی سب کے لیے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، یہ وہ خوش نصیب جوڑا ہے جس میں میاں بیوی دونوں کو جنت کی خوش خبری ملی ہوئی ہے؛ بلکہ اُن کے ابو جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری ملی ہوئی ہے۔

شوہر کی شکایت پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نصیحت

ایک مرتبہ حضرت اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ اُن کے شوہر نے کچھ سختی کی تو وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو گئی اور فریاد لے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئی، قربان جائیے اُس باپ پر کہ انھوں نے اپنی ہی بیٹی کو سمجھایا، داماد کو کچھ نہیں کہا، اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: بیٹی! صبر کرو۔ ابو کے سمجھانے پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا واپس چلی گئی اور تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزاری۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اوّلین ایمان لانے والوں میں سے ہیں

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دعوت دی تو حضرت اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہا بالکل شروع کے ایمان لانے والوں میں سے تھی، آپ رضی اللہ عنہا اٹھارہ نمبر پر ایمان لائی۔

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی زندگی کا بڑا تکلیف والا دن

ایک مرتبہ کسی نے حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے پوچھا کہ:

تم نے زندگی میں بالکل شروع میں ایمان قبول کیا، جس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نئی نئی ایمان کی دعوت دی تھی، تم نے تو بہت مشکل اور بہت برے دن دیکھے ہوں گے، کوئی خطرناک وتکلیف والا دن بتاؤ، تو حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کہنے لگی کہ:

ایک مرتبہ مکہ کے دشمن کعبہ شریف کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے بری بری باتیں بول رہے تھے، اتنے میں حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کعبہ کے پاس آگئے تو کافر لوگ کہنے لگے کہ:

یہ اچھا موقع (Chance) ہے، تم انھیں مارو، انھیں گالیاں دو، اُن کی آواز پر جتنے کافر کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تکلیف پہنچانے کے لیے لپک پڑے اور مارنے لگے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حمایت (support) پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پر حملہ (Attack)

بہت شور ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ گھر سے باہر نکلے، کسی نے کہا کہ:

"یہ مکہ کے دشمن نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جلدی جلدی وہاں پر آگئے اور کافروں سے کہا کہ: "اے مکہ والو! تم نبی کو قتل کرنے کی بات کرتی ہو؛ حالاں کہ نبی میرے رب اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور جو بات وہ لے کر آئے ہیں، اُس پر

دلیل بھی لے کر آئے ہیں“۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ کے دشمنوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت (favor) میں بات کہی تو انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہی حملہ (attack) کر دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ کافروں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اتنا مارا تھا کہ جب انھیں گھر لایا گیا تو اُن کے بدن پر اتنے سارے زخم تھے کہ سر پر جہاں بھی ہاتھ رکھو، بال نکل جاتے تھے، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو انھوں نے زبان پر کلمہ پڑھا:

تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

ترجمہ: آپ کی ذات بڑی بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت والے! آپ کی ذات بڑی بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت والے! آپ کی ذات بڑی بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت والے! (مسند الحمیدی: ۳۲۶)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ ساری چیزیں اپنی آنکھ سے دیکھیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہو رہا ہے، میرے ابو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ظلم ہو رہا ہے؛ مگر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سب کچھ برداشت کیا۔

ہجرت کا واقعہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت

ایک دوسرا واقعہ سنیے: جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور اُن سے کہا کہ: ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت

مرحمت فرمادی ہے، یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بہت خوش ہو گئے، فوراً اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ:

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کا لمبا سفر ہے، کھانے کے لیے کچھ تیار کر دو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے ابو جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے جلدی جلدی کھانا تیار کیا اور اُن کو مدینہ کے راستے غارِ ثور کی طرف روانہ کر دیا، صحیح بات ہے کہ بیٹی کے دل میں باپ کی محبت بڑی نرالی ہوتی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر ظالم ابو جہل کا ظلم

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد مکہ کا ظالم ابو جہل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر آیا اور اس نے آ کر زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمت کر کے گھر کا دروازہ کھولا تو وہ ظالم ابو جہل کہتا ہے: اے اسماء! تیرا باپ کہاں ہے؟

اُس پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: مجھے معلوم نہیں ہے۔

اتنا کہنے پر ظالم ابو جہل نے اِتنی زور سے طمانچہ مارا کہ کان میں پہنی ہوئی بالی (Ring) بھی گر گئی اور گھر کے کونے میں دور جا کر پڑی۔ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے ابو جان کے خاطر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انتہائی صبر سے کام لیا، ابو جہل کا ظلم برداشت کیا؛ مگر ان حضرات کا پتہ نہیں بتلایا۔

ہجرت کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بے مثال خدمت

جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کھانا اور پانی تیار کر لیا تو کھانا و پانی کو باندھنے کے لیے انھیں کوئی رسی (દોરી) نہیں ملی، اُس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی

کمر پر ایک پٹا باندھا ہوا تھا، وہ کہنے لگی کہ: اللہ کی قسم! بس یہی ایک پٹا ہے، اُس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا پٹا نکالا اور اُس کو دو حصوں میں پھاڑ دیا اور ایک کے ذریعے پانی کے برتن کو باندھا اور دوسرے کے ذریعے سے کھانے کی پوٹلی باندھ دی۔ اِسی سے اُن کا لقب «ذَاتُ النِّطَاقَيْن» یعنی دو پٹے والی ہو گیا۔

کس درجہ قربانی دینے والی خاتون ہے! گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؛ مگر ظالم ابو جہل کا طمانچہ برداشت کیا اور اپنا پٹا پھاڑ کر پانی اور کھانے کو پیک کیا۔

اتنی بڑی قربانی پر حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر انھیں دعا دی:

اے اسماء! تم نے ہجرت کے موقع پر ہمارے لیے اپنے کمر کا پٹا چیر کر پانی اور کھانے کو باندھ دیا، اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں تمھیں جنت میں کمر پر باندھنے کے لیے دو (۲) پٹے عطا فرمائیں گے۔

غارِ ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت

کتابوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا غارِ ثور میں اپنے بھائی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روزانہ رات کو کھانا پہنچانے جاتی تھی، اِس غار کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ کریم میں کیا ہے:

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾ (توبہ: ۴۰)

ترجمہ: جب وہ (نبی) اپنے ساتھی (ابو بکرؓ) سے یہ فرما رہے تھے کہ تم غم مت کرو، یقین رکھو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس (نبی) پر اپنی (طرف سے) سکینت (یعنی تسلی) نازل فرمائی اور اس (نبی) کی مدد (فرشتوں کے) ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہیں آئے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ کی بات (ہمیشہ) اونچی ہی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں۔

اِسی غار میں ہجرت کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ گئے تھے، وہاں رات کے اندھیرے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کے ساتھ کھانا پہنچانے کے لیے جاتی تھی۔

مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اولاد

حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی، اور بعد میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی ہجرت کرتے ہوئے مدینہ چلی گئی، یہ اُن خوش نصیب عورتوں میں سے ایک ہے جنھوں نے باقاعدہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جتنے لوگ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے آئے، اُن میں سے کسی کو اولاد نہیں ہوتی تھی، اِس پر مدینہ کے یہودیوں نے یہ کہانی (Story) چلائی کہ: ہم نے اِن ہجرت کرنے والے مسلمانوں پر جادو کر رکھا ہے؛ اِس لیے اُن کے یہاں اولاد نہیں ہوتی ہے اور اِس طرح یہودی لوگ ہجرت کرنے والے مردوں اور عورتوں کا مذاق اڑاتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ

ہجرت کرنے والی عورتوں میں سب سے پہلا لڑکا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا، اُن کے یہاں اولاد کے آتے ہی سب مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بچہ حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا۔

بچے کی تحنیک اور کان میں اذان

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو گود میں لیا اور اپنے منہ میں کھجور چبا کر اُس بچے کی تحنیک فرمائی، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اُن کے کان میں اذان پڑھو، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے (Grand son) کے کان میں اذان پڑھی، اور اُس بچے کا نام عبداللہ بن زبیر رکھا گیا۔

الغرض! مدینہ منورہ میں ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے لڑکا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ہوا، اور اُس بچے (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کے منہ میں سب سے پہلا حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب (تھوک) گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے برکت کی دعا کی۔

عَنْ أَسْمَاءَ : أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ، فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ. (بخاری:۳۹۰۹)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: وہ مکہ میں حاملہ ہوئیں، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب

میں (مکہ سے) نکلی تو میں پورے دنوں سے تھی، پھر میں مدینہ آئی اور قبا میں ٹھہری اور قبا میں میں نے اسے (عبداللہ) کو جنم دیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں لے لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور منگوائی، اسے چبایا۔ پھر اپنا لعابِ دہن (منہ کا تھوک مبارک) اس کے منہ میں ڈال دیا، پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چبائی ہوئی) کھجور کی گھٹی اس کے تالو کو لگائی، پھر اس کے لیے دعا کی، برکت مانگی، (ہجرتِ مدینہ کے بعد) یہ پہلا بچہ تھا جو اسلام میں پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت بھانجے کے نام پر ''اُمِّ عبداللہ''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو عبداللہ نامی لڑکا ہوا؛ لیکن اُن کی بہن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اُس بچے سے اِس قدر محبت تھی کہ انھوں نے اپنی کنیت اُس بچے کے نام پر ''اُمِّ عبداللہ'' رکھ لی تھی، سبحان اللہ! بہنوں میں کیسی محبت تھی، بہنوں میں کیسا تعلق تھا، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں تھی تو انھوں نے اپنی بہن کی اولاد کو اپنی اولاد سمجھ لیا اور اُسی پر اپنی کنیت رکھ دی۔

اللہ تعالیٰ ہماری بہنوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جیسی پاک محبت عطا فرماوے اور بہنوں کی آپسی ناراضگیاں اور جھگڑوں کو اپنے فضل وکرم سے ختم فرماوے۔

باپ مال دار؛ مگر شوہر کا گھرانہ غریب

میری بہنو! حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، حضرت

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ مال دار صحابی تھے، انھوں نے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت مال خرچ کیا، اِس اعتبار سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خود تو مال دار تھی؛ لیکن شوہر اور سسرال غریب ملا، اُن کے پاس زمین نہ تھی اور نہ ہی غلام تھے؛ بلکہ ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ اِس کے باوجود بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے شادی کے بعد صبر کے ساتھ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزاری۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سارے گھریلو کام خود کرتی تھی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے گھوڑے کو دانہ کھلاتی تھی، پانی بھرنے جاتی تھی، آٹا گوندھتی تھی، اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں اٹھاکر لاتی اور اپنے ہاتھ ہی سے اُس کو پیستی تھی اور پھر گھوڑے کو کھلاتی تھی۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ: مجھے تو روٹی بنانا بھی نہیں آتا تھا، میرے آس پاس کی انصاری عورتیں مجھے روٹی بناکر دیتی تھیں۔

غریبی پر شکوہ و شکایت نہ کرو

میری دینی بہنو! اِس سے ہم کو یہ عظیم سبق ملتا ہے کہ:

(۱) جس طرح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مال دار باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود غریب سسرال میں جاکر کبھی فریاد نہیں کی؛ بلکہ صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزاری، ہمیں بھی غریبی میں شکوہ و شکایت سے دور رہتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔

شوہر کے کام میں ہاتھ بٹاؤ، گھریلو کام خود سے کرو

(۲) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جس طرح بذاتِ خود جانوروں کی خدمت کرتی تھی اور اپنے گھر کے سارے کام بھی بذاتِ خود کرتی تھی، اِسی طرح ہم بھی اپنے شوہر کے

کاموں میں ہاتھ بٹانے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کے کام جتنا ہو سکے بہ ذاتِ خود کریں، نبوی اور صحابیات کا طریقہ یہی ہے کہ ہم بجائے ملازمہ (નોકરાણી) رکھنے کے اپنے گھر کے کام اپنے ہاتھ سے ہی کریں، ہاں! کوئی مجبوری اور عذر ہو تو الگ بات ہے۔ اسی طرح اہم دینی تقاضوں میں بھی خادمہ رکھ لینا مناسب ہے۔

آس پاس کے پڑوسیوں کی مدد کرو

(۳) ایک تیسری چیز ہمیں یہ بھی سیکھنے کو ملتی ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مجھے روٹی بنانا نہیں آتا تھا تو آس پاس کی عورتیں مجھے روٹیاں بنا کر دیتی تھیں، یہ آپسی مدد کا نظام ہمیں اپنے یہاں بنانا چاہیے، آس پاس کے لوگ اور رشتے داروں کو مدد کرو، اگر ہمارے قریب کسی کو کھانا بنانا نہیں آتا ہے، گھر کے کام کاج نہیں آتے ہیں یا مہمان آجاتے ہیں تو اُن کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی و ثواب عطا فرمائیں گے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بھوک اور پڑوسی گھر کا قصہ

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی غریبی میں زندگی گزار رہی تھی اور حاملہ (pregnant) بھی تھی، ولادت قریب تھی، آخری دن چل رہے تھے، اُن کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا، ایک دفعہ اُس کے گھر میں گوشت فرائی ہو رہا تھا، اُس کی بہترین خوشبو آرہی تھی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آگ لینے کے بہانے پڑوسی کے یہاں گئی، انھوں نے یہ سوچا کہ میں وہاں جاؤں گی تو وہ مجھے کھانے کے لیے کہیں گے؛ لیکن اُس یہودی کی بیوی نے کھانے کی پیش کش (آفر) نہیں کی، حضرت

اسماء رضی اللہ عنہا کو بھوک بہت ستا رہی تھی، وہ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ گئی؛ تاکہ وہ یہودی خاتون کھانے کے لیے کہیں؛ مگر اُس نے دوسری بار بھی کھانے کے لیے نہ پوچھا، کچھ دیر کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تیسری بار بھی کسی بہانے سے گئی؛ مگر اُس خاتون نے کھانے کے لیے نہ کہا، بالآخر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھر آئی اور رونے لگی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے یہ دعا کرنے لگی کہ:

"اے اللہ! بہت بھوک لگی ہے، میری کھانے کی ضرورت پوری کر دیجیے۔"

پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہیے

یہاں سے ہمیں ایک اہم بات یہ سیکھنے کو ملتی ہے کہ: ہم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز بناوے، جس کی خوشبو آس پاس میں جاتی ہو، تو اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اُس میں سے کچھ حصہ ہم اپنے آس پاس کے گھروں میں بھیجیں؛ کیوں کہ جب ہمارے یہاں پکنے والی چیز کی خوشبو آس پاس تک پہنچے گی تو پڑوسی کے دل میں بھی اُس کا خیال آئے گا اور ہوسکتا ہے کہ وہ اتنے غریب لوگ ہوں کہ وہ ایسا کھانا نہ بنا سکتے ہوں۔ یہ بھی ایک صدقہ اور نیکی و ثواب کا کام ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ خَلِيلِي ﷺ أَوْصَانِي: إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهُ، ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ. (مسلم:۲۶۲۵)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نبی کریم ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ جب تم سالن پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ رکھو، پھر اپنے قریبی پڑوسی کے گھر والوں کو دیکھ کر (جو ضرورت مند ہوں) اس میں سے کچھ اچھے طریقے سے انھیں بھیجو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک مستجاب الدعوات خاتون تھی

ایک طرف حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دعا کر رہی تھی اور دوسری طرف پڑوس میں یہودی عورت کا شوہر گھر آیا اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ: تمھارے پاس پڑوسی عورت آئی تھی، وہ کہنے لگی کہ: ہاں، وہ آئی تھی، یہودی مرد کہنے لگا کہ: تم پہلے اُس کے گھر یہ گوشت بھیجو، پھر میں اُس میں سے کھاؤں گا، اس عورت نے گوشت سے بھرا ہوا برتن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: مجھے وہ پسند تھا تو میں نے وہ کھالیا۔

میری دینی بہنو! آپ اِس سے اندازہ لگاؤ کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کیسی مستجاب الدعوات خاتون تھی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور باری تعالیٰ کی جانب سے پڑوسی کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ فلاں گھرانے میں کھانا پہنچاؤ۔

کبھی کسی سے سوال مت کرو

دینی بہنو! ایک اہم ترین بات یہ سیکھنے کی ہے کہ: کسی سے سوال مت کرو، بس اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات مانگو، اللہ تعالیٰ کسی کو بھی ذریعہ بناکر ہماری ضروریات ان شاء اللہ! پوری کر دیں گے، صرف اللہ تعالیٰ سے کہو اور اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو سخت ترین بھوک کی حالت تھی، پڑوسی کے یہاں بنے ہوئے گوشت کی خوشبو بھی پریشان کر رہی تھی، اُن کا دل کھانے کو بہت چاہ رہا تھا؛ مگر آپ نے اُن سے کھانا نہیں مانگا؛ بلکہ آگ لینے کے بہانے وہ پڑوسی کے یہاں گئی اور جب بات نہ بن سکی تو وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آکر اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تکلیف و مصیبت کا ذکر کیا،

نہ انھوں نے شکوہ و شکایت کی، نہ کسی سے اِس کی فریاد کی؛ بلکہ صبر کیا۔

اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت

ہر کسی کی زندگی میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے، قسمت کی بات ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو طلاق ہوگئی، وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری زندگی بہت پاکیزگی کے ساتھ گزاری، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ابو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین و خلیفہ بنے، اُس وقت یہ مدینہ منورہ کی ایک جگہ "قبا" میں اپنے والد کے ساتھ رہتی تھی اور ابو جان کی بہت خدمت کرتی تھی۔

حقیقت یہی ہے کہ سسرال جانے کے بعد بھی بیٹیاں اپنے ماں باپ کو بھول نہیں سکتیں، اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کو وہ دل دیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کو بھول نہیں سکتی، وہ ماں باپ کی بہت خدمت کرتی ہیں۔

بیٹا! ہمیشہ حق پر رہنا، اگرچہ جان چلی جاوے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر دشمنوں کی طرف سے کچھ حالات آئے تو اُس موقع پر ماں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انھیں بہت اچھے اچھے مشورے دیے اور اُن کو بہت سنبھالا، حوصلہ دیا اور اُن سے کہا کہ:

بیٹا! ہمیشہ حق پر رہنا، راہِ حق میں جان دے دینا؛ مگر حق کو مت چھوڑنا، سچائی پر باقی رہنا، دنیا کی طلب کو اپنا مقصد مت بنانا۔

جب اِس مصیبت کے وقت حالت یہاں تک پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر

رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ دشمن مجھے قتل کر دیں گے تو وہ اپنی ماں سے ملنے کے لیے آئے اور اُن سے کہا کہ: ماں! میرے لیے ہمیشہ دعا کرنا۔

بیٹے کے لیے مانگی ہوئی دعا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو گلے لگایا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے تین عمل پیش کر کے دعا مانگی:

پہلا عمل یہ پیش کیا کہ: اے اللہ! میرا یہ بیٹا رات کے اندھیرے میں لمبی لمبی تہجد پڑھتا تھا، بہت روتا اور سسکتا تھا؛ حالاں کہ اُس وقت سب لوگ میٹھی نیند میں سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

دوسرا عمل یہ پیش کیا کہ: اے اللہ! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی سخت ترین گرمی میں میرا بیٹا روزہ رکھتا تھا، وہ پیاسا رہتا تھا۔

تیسرا عمل یہ پیش کیا کہ: اے اللہ! میرا بیٹا اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا۔ اور پھر دعا مانگی: اے اللہ! میرے بیٹے پر رحم فرمایئے۔

ماں سے یہ دعا سن کر بیٹے کو بھی رونا آ گیا۔ اِس سے ہم کو ایک سبق یہ مل رہا ہے کہ: "ہم اپنی اولاد کو خوب دعائیں دیں، انھیں پیار سے گلے لگائیں اور انھیں ہمت دیں۔

شہید بیٹے کے کفن کا نظم بوڑھی ماں کے ہاتھوں

بالآخر جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دشمنوں کی طرف سے بری طرح شہید کر دیے گئے، دشمنوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کے ٹکڑے کر دیے تھے تو بوڑھی ماں

نے پوری ہمت کے ساتھ دشمنوں سے اپنے بیٹے کی لاش لی اور کفن دفن کا نظم کیا۔ جوان بیٹے کا کفن دفن ایک بوڑھی ماں کے لیے کس قدر مشکل بات ہوگی؛ مگر آپ نے ہمت و مضبوطی کے ساتھ اِس کام کو انجام دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خوبیاں

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بہت مضبوط جسم (body) والا بنایا تھا، آپ بڑی عبادت گزار، بہت سخی اور انتہائی متواضع خاتون تھی، ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی تھی، لوگوں کے ساتھ سخاوت بھی بہت کرتی تھی، آپ رضی اللہ عنہا بہت احتیاط سے کام کرتی تھی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اِن سب خوبیوں کی مالک تھی، اللہ تعالیٰ یہ سب خوبیاں ہماری امت کی بہنوں کو بھی نصیب فرماوے، مدینہ میں لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو "عابدہ" اور "زاہدہ" کہتے تھے، عابدہ کا مطلب: "عبادت کرنے والی" اور "زاہدہ" یعنی "دنیا سے رغبت نہ رکھنے والی" ہوتا ہے۔

گرہن کی نماز میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بے ہوشی

بخاری شریف میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عبادت کا ایک عجیب قصہ لکھا ہے:

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سورج گرہن ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئی اور دیکھا کہ مسجدِ نبوی میں سب گرہن کی نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز میں مشغول ہیں، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: یہ کیا ہورہا ہے؟ توانھوں نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اشارہ میں بتلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے کہ آج سورج

کالا ہو گیا ہے، اُس کی لائٹ ختم ہو گئی ہے؛ اس لیے سب نماز میں ہیں؛ چناں چہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی نماز میں کھڑی ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نماز ہی میں بے ہوش ہو گئی، اُن کے سر پر پانی ڈالا، تب جاکر اُن کو ہوش آیا۔ اندازہ لگاؤ کہ ایک کمزور عورت ذات نے گرہن کی لمبی نماز پڑھی اور وہ اُس میں بے ہوش ہو گئی اور اُن پر پانی چھڑکنا پڑا۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ، وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي، فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ. فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ: أَيْ نَعَمْ. قَالَتْ: فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ... (بخاری:۱۰۵۳)

ترجمہ: حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: جب سورج کو گرہن لگا تو میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ لوگ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عائشہ بھی نماز میں شریک تھی، میں نے پوچھا کہ لوگوں کو کیا بات پیش آئی؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے سبحان اللہ کہا۔ پھر میں نے پوچھا: کیا کوئی نشانی ہے؟ اس کا آپ نے اشارہ سے ہاں میں جواب دیا۔ انھوں نے بیان کیا کہ: پھر میں بھی کھڑی ہو گئی؛ لیکن مجھے چکر آ گیا اس لیے میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی آہ وزاری کا حال

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میں ایک دن گھر پر آیا تو میں نے دیکھا کہ اسماء ایک آیت مسلسل (continue) پڑھے جارہی ہے:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ (طور:۲۷)

ترجمہ: آخر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔

قرآنِ کریم کی یہ آیت وہ مسلسل پڑھ رہی ہیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ اسماء روتی جارہی ہے، اور نماز میں بار بار یہ آیت پڑھتی جارہی ہے تو میں مارکیٹ چلا گیا، جب میں مارکیٹ سے آیا تو دیکھا کہ ابھی بھی اسماء رضی اللہ عنہا نماز ہی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی ہے کہ اے اللہ! آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں جہنم کی آگ سے بچا لیا۔

بیماروں کا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس دعا کروانا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک عجیب بات یہ تھی کہ لوگ ان کے پاس دعا کرانے آتے تھے، مدینہ منورہ میں اگر کسی کو بخار آجاتا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اُن کے لیے دعا کرتی اور بیمار کے اوپر پانی ڈالتی تھی، اِس سے بیمار اچھا ہوجاتا تھا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا لوگوں سے یہ کہتی تھی کہ:

میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: یہ بخار جہنم کی گرمی کی وجہ سے آتا ہے؛ اِس لیے پانی ڈال کر اُس کو ٹھنڈا کرو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دعا کرتی اور ٹھنڈا پانی بیمار پر ڈال دیتی تو اُس کی وجہ سے

بیمار اچھا ہو جاتا تھا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بیماری میں دعا سے شفا ملتی ہے، لوگ صرف دوا کرتے ہیں، یہ اچھا نہیں ہے اور بہت سے لوگ صرف دعا کرتے ہیں، یہ بھی اچھا نہیں ہے، صحیح طریقہ یہی ہے کہ: دعا بھی کرو اور دوا بھی کرو، اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے شفا دیتے ہیں۔

سر درد پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک بہترین عمل

آگے دھیان سے سنو:

جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو سر میں درد ہوتا تھا تو آپ رضی اللہ عنہا سر پر ہاتھ رکھتی اور پھر دونوں ہاتھ پکڑ کر کہتی تھی کہ: اے اللہ! میں بہت گناہ گار ہوں، آپ بہت فضل والے ہیں، جب آپ رضی اللہ عنہا سر پکڑ کر ایسا بولتی تھی تو فوراً دردِ سر ختم ہو جاتا تھا۔

یہ بھی ایک سیکھنے کی چیز ہے کہ جب سر میں درد ہو تو دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر یوں کہو کہ: اے اللہ! میں بہت بڑا گناہ گار ہوں؛ لیکن آپ بہت فضل والے ہیں۔ جس طرح یہ کہتے ہی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا درد ختم ہو جاتا تھا، بالکل اِسی طرح ہمارا بھی درد ختم ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ!

بیماری پر توبہ اور صدقہ

ہر بیماری میں اللہ تعالیٰ سے یہ مانگو کہ:

اے اللہ! یہ جو مجھے درد (Pain) ہو رہا ہے، وہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، اے اللہ! میرے گناہ کو معاف کر دیجیے اور مجھے شفا دے دیجیے، ہمیں یہ دعا اللہ تعالیٰ کے سامنے کرنے کی عادت بنانی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک عادت یہ تھی کہ جب کوئی بیماری آتی تھی تو غلام و باندی آزاد کر دیتی تھی، یہ بھی ایک شفا کا ذریعہ ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برکتی جبہ

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک برکتی جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، جب ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہونے لگا تو انھوں نے وہ مبارک جبہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا، واہ وا! حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کتنی خوش نصیب (Lucky) خاتون ہے کہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مل گیا، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ لیا، آنکھوں سے لگایا اور حفاظت سے رکھ دیا پھر انھوں نے یہ نظام (System) بنایا کہ:

مدینہ منورہ میں کوئی بیمار ہوتا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جبے کو پانی میں بھگو دیتی اور پھر وہ پانی بیمار کو پینے کے لیے دے دیتی، جو بھی اِس پانی کو پیتا تھا اُس کو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی سخی عورت تھی، اللہ تعالیٰ کے نام پر بہت خرچ کرتی تھی؛ حالاں کہ وہ بہت غریب تھی؛ لیکن نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ: خرچ کرو، تو اللہ تعالیٰ کے نام پر بہت خرچ کرتی تھی، اپنے بچوں سے بھی کہتی تھی کہ: جو بھی ملے، اُس میں سے اللہ کے نام پر ضرور خرچ کرو۔

کیا میں اپنے شوہر کی چیز صدقہ کر سکتی ہوں؟

ایک مرتبہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے آئی کہ:

حضور! میرے شوہر جو کچھ لاتے ہیں، وہ میرے گھر میں ہوتا ہے تو کیا میں اُس میں سے صدقہ کرسکتی ہوں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جتنا ممکن (possible) ہو، اُتنا صدقہ کرو، تھیلی کو باندھ کر مت رکھو؛ ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے اوپر تھیلی کا منہ باندھ دیں گے۔

میاں بیوی ایک دوسرے کی چیز کب صدقہ کر سکتے ہیں؟

میاں بیوی میں آپسی موافقت (understanding) ہو کہ شوہر بیوی کی چیز صدقہ کرسکتا ہو اور بیوی اپنے شوہر کی چیز صدقہ کرسکتی ہو تو یہ عمل خوب اپنانا چاہیے۔ اگر گھر میں ایسا رواج ہو تو اِس طرح صدقہ کرو۔ جیسا کہ اپنی برادری (community) میں یہ ماحول ہے کہ گھر میں سے عورت صدقہ کرلیں تو شوہر خوش ہوتا ہے اور چھوٹی چھوٹی چیز صدقہ کرنے سے تو عام طور پر کوئی ناراض نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا ہمیں اپنے گھروں میں صدقے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

باندی بیچ کر رقم صدقہ کرنا

ایک مرتبہ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کرنے کی فضیلت بیان فرمائی تو حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اپنے یہاں موجود ایک باندی بیچ دی اور اُس کی پوری رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردی، شوہر نے پوچھا کہ: وہ باندی کہاں ہے؟ تو جواب دیا کہ: میں نے اُس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کردیا، اُس پر اُن کے شوہر بھی خوش ہوئے اور کچھ نہیں بولے۔

حضرت عائشہ و اسماء رضی اللہ عنہما کی سخاوت میں فرق

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اور اُن کی بہن حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا دونوں بڑی سخی خاتون

ہیں، یہ دونوں بہنیں ہمیشہ صدقہ وخیرات میں بہت آگے رہتی ہیں؛ لیکن دونوں کا سسٹم ذرا سا الگ تھا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے پاس آنے والی ہر چیز صدقہ کر دیتی تھی خواہ زیادہ ہو یا کم؛ جب کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پہلے اپنے پاس جمع کرتی تھی اور جب زیادہ جمع ہو جاتا تو ایک ساتھ بڑا صدقہ کرتی تھی۔

ہم سخاوت کیسے کریں؟

یہ دونوں سسٹم صحیح ہیں، جو تھوڑا تھوڑا ملے، اُس کو صدقہ کرتے رہو یا ایک ساتھ پہلے جمع کرو پھر کوئی بڑا صدقہ کرو۔ ہاں! اِس میں یہ بھی کر سکتے ہیں کہ: جو چیزیں جلدی بگڑ جاتی ہے مثلاً: کھانے پینے کی چیزیں تو انھیں فوراً صدقہ کر دیا کرو اور جو چیزیں بگڑتی نہیں ہیں مثلاً نقد (cash) رقم اور پرانے کپڑے وغیرہ تو پہلے وہ جمع کرو، پھر ایک ساتھ صدقہ کر دیا کرو۔ دونوں ترتیب سے صدقہ کر سکتے ہیں۔

میراث میں ملی ہوئی رقم رشتے داروں کو ہدیہ

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ان کی ایک پراپرٹی آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ملی؛ کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں تھی اور ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں نہیں تھے، لہٰذا اسلامی شریعت کے قانون (Law) کے مطابق ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی میراث سے ایک زمین حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ملی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اُس کو ایک لاکھ درہم میں بیچ دیا اور اپنے محتاج رشتہ دار: قاسم اور ابن ابی عتیق کو دے دیا، پورے ایک لاکھ درہم چاندی کے سکے انھوں نے اپنے رشتے داروں کو دے دیے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں سوچا کہ میں خود غریب ہوں، سب صدقہ کردوں گی تو پھر کیا کھاؤں گی، یہ بڑی ہمت کی بات ہے، کسی کو غریبی میں صدقہ و خیرات کرنے کا جذبہ سیکھنا ہو تو صحابی سے سیکھے، کسی کو غریبی میں دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا سیکھنا ہو تو صحابیات کی زندگی سے سیکھے۔

مال داری کے باوجود بھی سادہ زندگی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہمیشہ موٹے (کھادی) کپڑے پہنتی تھی اور روکھی سوکھی روٹی کھاتی تھی، وہ شروع میں غریب تھی؛ مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو بعد میں بڑی مال داری دی تھی؛ لیکن اِس کے باوجود بھی انھوں نے ایک دم سادی زندگی گزاری۔

عراق کا مالِ غنیمت اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے الفاظ

ایک مرتبہ اُن کے بیٹے حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق کے مالِ غنیمت میں خواتین کے قیمتی قیمتی کپڑے آئے تو بیٹے نے وہ سارے کپڑے اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دے دیے، امی جان حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ:

”بیٹا! میں تو سادے اور موٹے موٹے کپڑے پہن کر زندگی گزارتی ہوں، یہ کپڑے مجھے نہیں چاہیے، میں اپنے موجودہ کپڑوں میں خوش ہوں۔“

سبحان اللہ ! کیسی سادگی والی زندگی ان صحابیاتؓ نے گزاری۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایمانی غیرت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک عجیب بات میں آپ کو سناتا ہوں، جس پر قرآنِ کریم کی ایک آیت بھی اتری، وہ واقعہ یہ ہے کہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ قتیلہ بنتِ عبد العزی جو ایمان نہ لائی تھی، جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلی گئی تو ماں قتیلہ بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئی، ایک تو اُنھیں اپنی بیٹی کی یاد آرہی تھی تو اُن سے ملنے کے لیے بھی آئی تھی اور اُن پر کچھ حالات بھی آئے تھے تو بیٹی سے کچھ مدد بھی مل جائے، اِس امید پر ماں قتیلہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئی، وہ ساتھ میں اپنی بیٹی کے لیے کچھ گفٹ بھی لے کر آئی، قتیلہ مدینہ منورہ پہنچی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ملی، ماں کی محبت کس بیٹی کے دل میں نہیں ہوتی ہے اور یہاں تو ماں غریبی کی وجہ سے بیٹی سے مدد کی امید میں آئی تھی، ساتھ میں ہدیہ بھی لائی تھی؛ لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اُن سے ملتے ہی کہا کہ:

”تم میری ماں ہو؛ لیکن تم ایمان نہیں لائی ہو؛ اِس لیے میں پہلے یہ مسئلہ پوچھوں گی کہ میں تمھارے ساتھ رابطہ (Contact) میں رہوں یا نہ رہوں، پھر تمھیں اپنے پاس رکھوں گی اور اُس کے بعد ہی میں تمھارا ہدیہ قبول کروں گی۔“

اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کا عالَم

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جاکر پورا حال سنایا، انھوں نے یہ مسئلہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی برکت سے قرآنِ کریم کی یہ آیت اتری:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

﴿٨﴾ إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَأَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ
دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩﴾ (ممتحنہ:٨)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو اِس بات سے منع نہیں کرتے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا کہ تم ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اور اُن سے انصاف کا برتاؤ کرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ﴿٨﴾ اللہ تعالیٰ تم کو صرف ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتے ہیں جن لوگوں نے تمھارے ساتھ دین کے معاملے میں جنگ کی اور تم کو تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے خلاف نکالنے والوں کی مدد کی اور جو ان کے ساتھ دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں۔

یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جب غزوۂ حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کا قریشِ مکہ سے صلح کا معاہدہ ہوگیا تھا۔

کافر والدین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک ضروری ہے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی برکت سے قرآنِ کریم کی مذکورہ آیت اتری اور قیامت تک کے لیے گائیڈ لائن بن گئی، اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں فرمایا: جس کا خلاصہ ہے کہ:

رشتہ دار اور خاص کرکے ماں باپ کافر بھی ہوں، تب بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرو، کوئی بھی کافر جو تمھارے پاس آوے اور تم سے لڑائی جھگڑا نہ

کرے تو تمھیں حکم ہے کہ تم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

یہ حکم سننے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی امی کو گھر میں رکھا، اُن کو خوب پیار کیا، اُن کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرنے لگی اور اُن کی بہت ساری مدد (Help) کی، اُن کی امی جو سادی چیزیں گفٹ میں لائی تھیں، وہ بھی انھوں نے قبول کر لی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی باحیا خاتون تھی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی حیا اور شرم والی خاتون تھی، ایک مرتبہ کی بات ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے کھیت میں گئی ہوئی تھی، عجیب بات یہ ہے کہ اُن کا یہ کھیت بھی اُنھیں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیے میں دیا تھا، آپ رضی اللہ عنہا وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لا رہی تھی۔ یہاں یہ بات دھیان میں رہنی چاہیے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک بڑے باپ کی بیٹی تھی؛ لیکن اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں اٹھا کر لا رہی ہے، راستے میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی جماعت کے ساتھ جا رہے تھے، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پر پڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں رحمت کے جذبات نے جوش مارا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے اور اونٹنی کو بٹھایا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: ”اسماء! سوار ہو جاؤ“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر بیٹھنے کی آفر اور آپ رضی اللہ عنہا کا انکار

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: اُس وقت حال یہ تھا کہ میں تکلیف میں تھی، کھجور

کی گٹھلیاں سر پر تھیں اور خود حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفر کی تھی کہ میری اونٹنی پر بیٹھ جاؤ؛ لیکن مجھے اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آ گئی اور شرم کی وجہ سے میں اونٹنی پر نہیں بیٹھی۔

پھر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھر گئی اور جاکر اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پوری بات بتلائی تو شوہرِ نامدار کہنے لگے کہ:

سبحان اللہ! اپنے سر پر کھجور کی گٹھلی کا بوجھ اٹھاتے ہوئے تو تمھیں شرم نہیں آئی؛ لیکن حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ نیچے کر دیا اور تم کو بٹھانے کی آفر کی تو تمھیں شرم آئی!

باپ کی طرف سے بیٹی کو غلام ہدیہ

اللہ تعالیٰ مشکلی کے بعد آسانی پیدا فرماتے ہیں، یہاں بھی ایک مدت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ایک غلام دیا، جس کی وجہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے گھر کے کام کاج میں آرام ہوا، یہ غلام گھر کے گھوڑے اور اونٹ کی خدمت کر لیا کرتا تھا۔

شادی کے بعد بھی باپ کو اپنی بیٹی کا خیال رکھنا چاہیے

اِس سے یہ معلوم ہوا کہ شادی کے بعد بھی ابا جان کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کا خیال رکھیں، بیٹی دکھ میں ہو تو اُس کی مدد کریں، شوہر کی ذمے داری تو ہے ہی؛ لیکن ابا جان کو بھی خیال رکھنا چاہیے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بہادری

جنگِ یرموک میں شرکت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی بہادر عورت تھی، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یرموک کی جنگ پر گئے، تو وہ بھی ساتھ میں گئی، اور اسلام کے سپاہیوں کی خوب خدمت فرمائی۔

اپنے پاس خنجر رکھنا

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مدینہ منورہ میں کچھ حالات ایسے پیدا ہوئے کہ چور بہت زیادہ ہو گئے، ایسے وقت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رات کو اپنے سر کے پاس ایک خنجر رکھ کر سوتی تھی، لوگوں نے پوچھا کہ: آپ سر کے پاس خنجر کیوں رکھتی ہے؟ تو کہنے لگی کہ: اگر کوئی چور اور ڈاکو آجائے تو خنجر سے اُس کا پیٹ چیر دوں گی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایسی ہمت والی خاتون تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ذہانت و ہوشیاری

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بہت ہوشیار خاتون تھی، اُن کی ہوشیاری کا ایک عجیب قصہ سناتا ہوں:

جس وقت حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو گھر میں جو

کچھ مال و دولت تھی، وہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ لے گئے تھے؛ تاکہ سفرِ ہجرت میں کام آئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قُحافہ حضرت عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ ۔جو بعد میں چل کر ایمان لائے تھے۔ کو اپنی بہو؛ یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اور بچے یعنی اپنے پوتے پوتیوں کے بارے میں فکر ہوئی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو مکہ مکرمہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں، اب ابو بکر کی بیوی اور بچوں کا کیا حال ہوگا؟ اِسی فکر میں وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آ کر کہتے ہیں کہ:

ابو بکر تو ہمیں چھوڑ کر چلے گئے، اُنھوں نے اپنے پیچھے گھر کے خرچ کے لیے کچھ چھوڑا ہے یا نہیں؟

نابینا (blind) دادا کو حسن و خوبی سے اطمینان دلانا

حقیقت یہ تھی کہ گھر میں پانچ یا چھ ہزار دینار تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے دینار سفرِ ہجرت میں لے گئے تھے، اب گھر میں کوئی دولت باقی نہ تھی، حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نابینا و اندھے (blind) تھے، اِس موقع پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بڑی ہوشیاری سے کام لیا، انھوں نے یہ کیا کہ: گھر میں ایک الماری تھی، جس میں پیسے رکھے جاتے تھے، اُس میں پیسوں کی تھیلی رہتی تھی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اُس تھیلی میں کچھ کنکر ڈال دیے اور تھیلی کو الماری میں اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ جب حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے آ کر پوچھا کہ: ابو بکر کچھ چھوڑ کر گئے ہیں یا نہیں؟ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے نابینا (blind) دادا جان کو لے کر اُس الماری کے پاس گئی اور اُس

پر ہاتھ رکھوا کر کہا (ہاتھ ٹٹول کر دیکھ لو) کہ:

”گھر میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے، کوئی کمی نہیں ہے۔“

دادا اِس پر بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ: ابو بکر نے بہت اچھا کیا کہ وہ دولت چھوڑ کر گئے، یہ دینار ہمارے کام آئیں گے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے دادا کو کتنی حسن و خوبی سے اطمینان دلایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو ساری دولت لے کر چلے گئے تھے، انھوں نے اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے بھروسے چھوڑ دیا تھا؛ لیکن پوتی نے اتنی ہوشیاری سے کام لیا کہ بوڑھے نابینا دادا کو گھر میں کچھ رقم نقد نہیں ہے اس کی خبر نہیں ہونے دی۔

غریبی میں بھی اپنے شوہر کی عزت کو بچاؤ

ہمارے ایک دوست انڈیا کے علاقۂ دمن میں رہتے ہیں، اُن کا نام حاجی نذیر صاحب ہے، یہ کسی زمانے میں بہت مال دار شخص تھے، اُن کا کاروبار بھی بالکل مشکوک (doubtful) تھا، ایک مدت کے بعد یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت و تعلق میں آئے، تو انھوں نے حرام و مشکوک (doubtful) کاروبار مکمل طور پر چھوڑ دیا، ایسا کرتے ہی آزمائش شروع ہوئی اور وہ ایک دم غریبی میں آ گئے، اُس وقت اُن کی پہلی بیوی زندہ تھی، جب اُن کی بیوی کو رشتے دار اور شادی بیاہ میں جانا ہوتا تو وہ سونے چاندی کے زیورات کی بجائے میٹل (metal) رول گول جو مثل سونا ہوتا تھا پہن کر جاتی تھی، یہ میٹل (metal) سونا (Gold) جیسا نظر آتا ہے؛ حالاں کہ وہ سونا (Gold) نہیں ہوتا ہے۔ یہ میٹل (meta) بہت سستی و معمولی قیمت میں مل

جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: میری بیوی میٹل (metal) کے سستے زیورات پہن کر جاتی تھی جو کہ سونا (Gold) کی طرح نظر آتے تھے؛ اِس لیے رشتہ دار اُس کو سونے (Gold) کے زیورات سمجھتے تھے۔

اِس خاتون نے غریبی میں بھی اپنے شوہر کی عزت کو بچایا، اللہ تعالیٰ ہماری بہنوں کو ایسا جذبہ عطا فرماوے، میری دینی بہنو! شوہر اور گھر والوں کی عزت بہت بڑی چیز ہے، اُسی میں آپ کی بھی عزت ہے؛ لہٰذا اُس کا ہمیشہ خیال رکھا کرو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا حافظہ (Memory Power)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو حافظہ (Memory Power) بھی بہت اچھا دیا تھا، قرآنِ کریم کے تیسویں (۳۰) پارے میں سورۂ فیل میں ہاتھی والوں کا قصہ ہے، یہ واقعہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہوا تھا، اُس وقت ہاتھی والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا، سوائے دو تین ہاتھی والوں کے سب ہی ہلاک ہو گئے تھے، اندازہ ہے کہ اِن دو تین کو چھوڑ دیا گیا؛ تاکہ وہ دوسروں کے لیے عبرت بنیں، اِن بچ جانے والوں کی زندگی موت سے بھی بری تھی، وہ اندھے لولے اور کمزور ہو گئے تھے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے بچپن میں اُن کو دیکھا تھا؛ لیکن بعد میں بھی اُن بچ جانے والوں کا حال انھیں یاد تھا، یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا حافظہ (Memory Power) ہے کہ بچپن میں دیکھی ہوئی چیز بھی اُن کو اچھی طرح یاد رہی اور آنے والی امت کو انھوں نے بتلایا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے چھپن احادیث منقول ہیں

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے تقریباً چھپن (۵۶) احادیث منقول ہیں، یہ حدیثیں

بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف اور ابنِ ماجہ شریف وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں، یہ کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے کہ اُن کے واسطے سے حضرت نبیِ کریم ﷺ سے سنی ہوئی چھپن (۵۶) حدیثیں امت کو نصیب ہوئیں۔

تفسیرِ قرآن میں مہارت

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو قرآنِ کریم میں بڑی اچھی سمجھ عطا فرمائی تھی، وہ قرآنِ کریم کی تفسیر بہت اچھی طرح سمجھتی تھی، ایک مرتبہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پوتے حضرت عبداللہ بن عروہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ:

دادی اماں! بتاؤ کہ حضرت نبیِ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے سامنے جب قرآنِ کریم کی تلاوت کی جاتی تھی تو اُن کی کیا حالت ہوتی تھی؟

قرآن شریف کی تلاوت پر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی حالت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: اُن کی حالت ایسی ہوتی تھی جیسی کہ قرآنِ کریم میں اُن کی صفت وخوبی بیان کی گئی کہ: جب ہماری آیات اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں:

الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (حج: ۳۵)

ترجمہ: یہ (عاجزی کرنے والے) ایسے لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جو مصیبت بھی ان کو پہنچتی ہے ان پر صبر کرتے ہیں اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو روزی ہم نے ان کو دی

اس میں سے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) وہ خرچ کیا کرتے ہیں۔

دوسری جگہ پر ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا سَمِعُوْا مَآ أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ (مائدہ:۸۳)

ترجمہ: اور جب وہ اس کلام (یعنی قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا ہے تو تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں، اِس وجہ سے کہ انھوں نے حق (یعنی اسلام) کو پہچان لیا ہے، وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ہم تو ایمان لے آئے، سو آپ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ لکھ دیجیے۔

جس وقت صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے سامنے قرآنِ کریم پڑھا جاتا تو آپ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی تھیں، قرآنِ کریم سنتے ہی اُن کی آنکھوں سے مسلسل (continue) آنسو جاری ہونے لگتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قرآنِ مجید کی عظمت کا تقاضا

حضرت عبداللہ بن عروہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: آج کل لوگ قرآنِ کریم سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں؛ جب کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بے ہوش نہیں ہوتے تھے، قرآن شریف کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ لوگ اُس کے سننے کی وجہ سے بے ہوش ہو جاوے۔ ہاں! قرآنِ کریم سُن کر آنکھوں سے آنسو آ جائے،

دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جاوے، یہ قرآنِ کریم کے ادب کا تقاضا ہے۔

ہماری تلاوت کیسی ہونی چاہیے؟

دینی بہنو! قرآنِ کریم کی تلاوت دھیان سے سنا کرو، ہماری تلاوت اِس طرح ہونی چاہیے کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگیں، ہماری تلاوت سے ایمان، اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت اور اُن کے عشق میں ترقی ہونی چاہیے، ہماری تلاوت ایسی ہونی چاہیے جو بالکل صحیح صحیح ہو، ایسی تلاوت کرو کہ دل میں نرمی پیدا ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت بڑھ جاوے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تقریباً سو (۱۰۰) سال کی عمر پائی

سبحان اللہ! حضرت اسماء رضی اللہ عنہا امتِ مسلمہ کی کیسی پیاری، نیک جذبے والی، عظمت و اکرام والی، قابلِ احترام خاتون تھی، اللہ تعالیٰ نے اِس عورت کو تقریباً سو (۱۰۰) سال کی عمر عطا فرمائی۔

یاد رکھو کہ: سخاوت، رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے، حدیث شریف میں ہے:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

(سنن ابی داوٗد: ۱۶۹۳)

ترجمہ: جو آدمی چاہتا ہے کہ اُس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اُس کی عمر بڑھا دی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

یہ جنتی خاتون (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) ستائیس (۲۷) جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کے

دن دنیا سے آخرت کے سفر پر چلی گئی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا وفات کے وقت کی ہوئی وصیتیں

انھوں نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ:

جب میری روح نکل جاوے اور میرا انتقال ہو جاوے تو:

① مجھے غسل دینا۔

② مجھے کفن پہنانا۔

③ حنوط (ایک خوشبو کا نام ہے) مت چھڑکنا۔

④ میرے جنازہ کے پیچھے آگ لے کر مت چلنا۔

سو (۱۰۰) سال کی عمر کے باوجود دانت سلامت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وصیت پوری کی گئی اور مکہ مکرمہ میں آپ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا، عجیب بات یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے تقریباً سو (۱۰۰) سال کی عمر پائی؛ مگر سب دانت سلامت تھے۔

مسواک کرنا عورتوں کے لیے بھی سنت ہے

میری دینی بہنو! مسواک کیا کرو، ہماری بہنیں یہ سمجھتی ہیں کہ مسواک کرنا صرف مردوں کے لیے سنت ہے، یہ غلط بات ہے، عورتوں کے لیے بھی مسواک کرنا سنت ہے۔ مسواک میں بے شمار فوائد ہیں:

① مسواک کرنے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔

② مسواک کرنے سے دانت میں چمک پیدا ہوتی ہے۔

③ مسواک کرنے سے عبادت کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔

④ مسواک کرنا حضرت نبیِ کریم ﷺ کی آخری عملی سنت ہے۔

⑤ مسواک کی برکت سے موت کے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

⑥ مسواک کی برکت سے ہوش و حواس اور عقل بالکل ٹھیک رہتی ہے۔

الغرض! نیکی کرنا، سخاوت کرنا، رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور نیک لوگوں کی خدمت کرنا وغیرہ انسان کے لیے دنیا میں بھی فائدے کا ذریعہ ہوتا ہے اور آخرت میں بھی جنت کا ذریعہ ہے۔ یہ ساری فضیلتیں حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل تھیں، ہمیں اُن کی زندگی سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ کی سب بہنوں کو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ساری خوبیاں عطا فرماوے، اِن سب اوصافِ جمیلہ کو اپنی زندگی میں اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

حضرت فُرَیعہ بنتِ مالک رضی اللہ عنہما

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہو گئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

بچیوں کے نام جنت کی بشارت پانے والی صحابیات کے نام پر

پیاری بہنو! یہ جنت کی بشارت پانے والی صحابیات کے پیارے پیارے، برکتی اور ایک دم نئے نئے نام ہیں، ہمارے علاقے میں لوگ جانتے نہیں، اپنے یہاں پیدا

ہونے والی بچیوں کے نام اِن بابرکت ہستیوں کے نام پر رکھنے چاہیں؛ تاکہ صحابیات سے نسبت بھی ہو جائے گی اور اُن کا مبارک نام زندہ بھی ہو جائے گا اور اُن کی مبارک نسبت سے ہماری اولاد میں بھی اللہ تعالیٰ نیکی و برکت عطا فرمائیں گے۔

حضرت فُرَیْعہ رضی اللہ عنہا کا بنیادی تعارف

دنیا میں جنت کی خوش خبری پانے والی مقدس خواتین میں سے ایک خاتون کا نام ”حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا“ ہے، آپ رضی اللہ عنہا کو ”فارعہ“ بھی کہا جاتا ہے، نیز ایک نام ”فرعہ“ بھی آیا ہے، اِن کے والد صاحب صحابیِ رسول ہیں، اُن کا نام ”حضرت مالک بن سِنان رضی اللہ عنہ“ تھا، اِن کی والدہ محترمہ بھی صحابیہ رسول ہیں، اُن کا نام ”حضرت اُنیسہ بنتِ ابی خارجہ رضی اللہ عنہا“ تھا، بعض نے آپ رضی اللہ عنہا کی والدۂ ماجدہ کا نام ”حبیبہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا“ ذکر کیا ہے، اِن کے بھائی مشہور صحابیِ رسول ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ“ ہیں۔ جنت البقیع قبرستان میں اِن کے بھائی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی قبر مشہور ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر سے آگے اِن کی قبر ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی (سگے) بھائی ہوتے ہیں۔
حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا انصار کے قبیلۂ خُدرہ سے تعلق رکھتی تھی۔

ماں کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہا کے ایک بھائی تھے، جنھوں نے بدر و اُحد میں شرکت کی، اُن کا نام ”حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ“ ہے، نیز ماں کی طرف سے ایک دودھ شریک بہن تھی جن کا نام ”حضرت اُمِّ سہل رضی اللہ عنہا“ ہے، یہ بھی بالکل شروع زمانے میں اسلام لائی تھی۔

حضور ﷺ کا استقبال

جس وقت حضور ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لے گئے تو حضرت فُریعہ کا پورا خاندان (Family) آپ ﷺ کے استقبال (Welcome) کے لیے نکلا، اور حضور ﷺ کا آپ رضی اللہ عنہا کی فیملی نے استقبال کیا۔

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر: حضرت سہل بن رافع رضی اللہ عنہ

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا پہلے حضرت سہل بن رافع رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی؛ مگر اُن کو اُن کے بھاگے ہوئے غلاموں نے قتل کر ڈالا۔

نسائی شریف کی روایت میں ہے:

عَنْ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ ، أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ أَعْلَاجٍ، فَقَتَلُوْهُ.

(نسائی: ۳۵۲۸)

ترجمہ: حضرت فارعہ بنتِ مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے شوہر (بھاگے ہوئے) غلاموں کی تلاش میں نکلے (جب وہ ان کے سامنے آئے) تو انھوں نے انھیں قتل کر دیا۔

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کی عدت کا مسئلہ

جب اُن کے شوہر کو قتل کر دیا گیا تو انھوں نے سوچا کہ اب میرا کوئی نہیں ہے تو میں اپنے ابا کے گھر چلی جاؤں، وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے آئی، اور حضور ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی کہ:

حضور! میرے شوہر بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈھنے کے لیے نکلے تھے؛ مگر

اُن غلاموں نے میرے شوہر کو قتل کر ڈالا، میرے شوہر کا کوئی ذاتی مکان نہیں ہے، انھوں نے نہ گھر چھوڑا ہے اور نہ خرچے کے لیے مال چھوڑا ہے، تو کیا میں عدت پوری کرنے کے لیے اپنے ابا کے گھر چلی جاؤں؟

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا طرزِ عمل

میری بہنو! یہ بات دھیان میں رکھو کہ: انصاری اور مہاجرین عورتیں عامۃً اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتی تھیں، جو کچھ بھی مسئلہ پیش آتا تھا وہ اُس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتی تھیں، وہ پہلے شریعت کا حکم معلوم کرتی تھی۔ اِس سے ہم سب کو یہ سبق ملتا ہے کہ: ہمیں بھی پیش آنے والے ہر مسئلہ میں سب سے پہلے شریعت کا حکم معلوم کرنا چاہیے اور پھر اُس کے مطابق اپنے کاموں کو انجام دینا چاہیے۔

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر پہلے تو حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ: ”جانا ہو تو چلی جاؤ“۔

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے جانے ہی لگی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور بلاکر فرمایا کہ: تم اپنے سوال کو دہراؤ، تو انھوں نے اپنی پوری بات دہرائی کہ میرے شوہر کا اِس طرح قتل ہوگیا، اُن کا اپنا ذاتی کوئی مکان نہیں ہے اور نہ ہی اُن کی کوئی ذریعۂ آمدنی (source of income) ہے۔

یہ سن کر حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”تم عدت پوری ہونے تک اپنے گھر میں ہی رہو، اُس کے بعد جو تم فیصلہ

(decision) لینا چاہو، لے لینا۔"

عدتِ وفات کی مدت

جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جاوے، اُس عورت کی عدت کتنی ہوگی؟ یہ حکم قرآنِ کریم میں بھی صراحت کے ساتھ واضح انداز میں آیا ہے، سورۂ بقرہ میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٣٤﴾ (بقرہ:۲۳۴)

ترجمہ: اور تم میں سے جن کی وفات ہو جائے اور وہ (مرنے والے اپنے پیچھے) بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک (عدت میں) روکے رکھیں، پھر جب وہ (عورتیں) اپنی (عدت کی) مدت کو پوری کر چکیں تو وہ اپنے بارے میں جو وہ شرعی قانون کے مطابق کرنا چاہیں تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔

عدتِ وفات کی مدت چار ماہ دس دن ہے، اگر چاند کی پہلی تاریخ کو شوہر کا انتقال ہو تو چار ماہ چاند کے حساب سے پورے کرکے اور مزید دس دن گزارنا لازم ہوگا؛ یعنی اگرچہ درمیان میں کوئی مہینہ انتیس کا ہو تو بھی وہ پورا مہینہ شمار ہوگا۔ اور اگر چاند کی پہلی تاریخ کے بعد کسی دن انتقال ہوا تو پورے ایک سو تیس دن عدت ہوگی۔

شوہر کے گھر میں عدت گزارنا

بیوہ عورت کے لیے عدتِ وفات مرحوم شوہر کے گھر میں ہی گزارنا لازم ہے،

عام حالات میں دورانِ عدت گھر بدلنا جائز نہیں ہے، لہٰذا جب تک شوہر کے گھر میں رہنا ممکن ہو تو شوہر کے گھر سے شفٹ ہو کر کسی دوسرے گھر میں قیام کرنا جائز نہیں ہے، نہ والد کے گھر میں اور نہ ہی کسی اور کے گھر میں؛ لیکن اگر شوہر کے انتقال کے بعد کسی بھی وجہ سے مرحوم شوہر کے گھر میں کفالت اور رہائش کی کوئی صورت ممکن نہ ہو، مثلاً شوہر نے ترکے میں اتنا مال بیوہ کے لیے نہیں چھوڑا جس سے بیوہ عدت کے دوران اپنا گزر بسر کر سکے اور مرحوم شوہر کے گھر میں بیوہ کی کفالت کرنے والا بھی کوئی نہ ہو یا گھر کرائے کا ہو اور کرایہ کا کوئی بندوبست نہ ہو رہا ہو، مکان کا مالک مکان خالی کروادے یا گھر فروخت کر دیا گیا ہو اور خریدار مہلت نہ دے رہا ہو تو ان صورتوں میں بیوہ کے لیے مرحوم شوہر کے گھر سے منتقل ہو کر والد (یا کسی دوسرے رشتہ دار) کے گھر میں قیام کرنا جائز ہو گا، اور عدت کی وہی پابندیاں نئے گھر میں لاگو ہوں گی جو پہلے میں لاگو تھیں۔ (فتاویٰ بنوری)

ذکر کیے گئے واقعے کی تفصیلی روایت

عون المعبود کی روایت میں ہے:

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ رضي الله عنهما - وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه - أَخْبَرَتْهَا: أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ، فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ، فَقَتَلُوهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فَإِنِّي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَعَمْ! قَالَتْ:

فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي أَوْ أَمَرَ بِي، فَدُعِيتُ لَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي، قَالَتْ: فَقَالَ: اُمْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ، قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ.(عون المعبود،ج:۶،ص:۳۲۴)

ترجمہ: حضرت فُریعہ بنتِ مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں) نے خبر دی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہی تھیں کہ کیا وہ قبیلہ بنی خُدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جاکر رہ سکتی ہیں؟ کیوں کہ ان کے شوہر جب اپنے فرار ہو جانے والے غلاموں کے پیچھے تلاش میں نکلے تو وہ سب مقامِ قدوم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان کو جالیا (یعنی وہاں جاکر پکڑا)؛ مگر انھوں نے میرے شوہر کو قتل کر ڈالا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤں؟ کیوں کہ انھوں نے مجھے جس مکان میں چھوڑا تھا وہ ان کی ملکیت میں نہ تھا اور نہ ہی خرچ کے لیے کچھ تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں (وہاں چلی جاؤ)“، حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (یہ سن کر) میں نکل پڑی لیکن حجرے یا مسجد تک ہی پہنچ پائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلالیا، یا بلانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کہا، (میں آئی) تو پوچھا: ”تم نے کیا کہا؟“ میں نے وہی قصہ دہرادیا جو میں نے اپنے شوہر کے متعلق بتایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے اسی گھر میں رہو؛ یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے“، حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں نے عدت کے چار مہینے دس

دن اسی گھر میں پورے کیے۔ جب حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا دورِ خلافت آیا تو انھوں نے مجھے بلوایا اور اس مسئلے کے متعلق مجھ سے دریافت کیا، میں نے انھیں بتایا توانھوں نے اِسی کی پیروی کی اور اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔

حضرت فُریعہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا دوسرا نکاح

جب اپنی عدت گزار لی تو اُن کا دوسرا نکاح صحابئ رسول حضرت سہل بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ہوا۔

حضرت فُریعہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے والد کا عجیب وغریب واقعہ

حضرت فُریعہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے والد حضرت مالک بن سِنان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ایک عجیب بات سناؤں، اُن کے والد صاحب کو ایسی خوش نصیبی ملی، جو بہت کم لوگوں کو ملتی ہے، آپ سب جانتے ہیں کہ: احد کی لڑائی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زخمی (injured) ہوگئے تھے، دشمن نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر پتھر برساکر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم کو لہولہان کردیا تھا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشانی لہولہان تھی، یہ دیکھ کر حضرت فُریعہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے ابا حضرت مالک بن سِنان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم سے نکلنے والا خون پی گئے۔

جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ دیکھا تو اُن کو حکم دیا کہ:

مالک! خون منہ میں سے باہر نکالو۔

حضرت مالک بن سِنان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ محبت میں کہنے لگے:

اللہ کی قسم! نبی کا خون پینے کو ملا ہے، میں اُس کو کیسے نکال دوں؟ میں اُس کو نہیں نکال سکتا ہوں۔

جس کے خون میں نبی کا خون مل گیا

بہتا ہوا خون ناپاک ہوتا ہے؛ مگر حضرت نبیِ کریم ﷺ کی تو ہر چیز نورانی ہے، اُس میں بے انتہا برکتیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں، جب انھوں نے محبت میں خون پی لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

جس کے خون میں نبی کا خون مل گیا، اُس کو جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔

حضرت فُریعہ بنتِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کیسے خوش نصیب صحابی ہیں، انھوں نے حضور ﷺ کا خون منہ میں لے کر پیٹ میں اتار دیا اور آپ ﷺ کی جانب سے انھیں بشارت ملی کہ جس کے خون میں میرا خون مل گیا، اُس کو جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی کا واقعہ

احد کی لڑائی میں والدہ کی طرف سے حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں کسی دشمن نے تیر مارا، جس کی وجہ سے اُن کی آنکھ نکل کر چہرہ اور رخسار (گال) پر آ گئی، اگر ہم ہوتے تو ایسے موقع پر فوراً ہسپتال (Hospital) دوڑتے؛ مگر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فوراً حضرت نبیِ پاک ﷺ کے پاس آئے، حضور ﷺ نے اُن کی باہر نکلی ہوئی آنکھ پکڑی اور اُس کی جگہ پر رکھ دی اور دعا کی کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ قَتَادَةَ قَدْ أَوْجَهَ نَبِيَّكَ بِوَجْهِهِ، فَاجْعَلْهَا أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا نَظَرًا. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۱۰۰۷۹)

ترجمہ: اے اللہ! قتادہ نے اپنے چہرے کو آپ کے نبی کے چہرے کے لیے ڈھال بنائے رکھا، لہٰذا آپ اس کی زخمی آنکھ کو زیادہ خوب صورت اور زیادہ تیز نظر والی آنکھ بنا دیجیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ آنکھ نہ صرف اچھی ہوگئی؛ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہوگئی۔

بیعتِ رضوان میں شرکت کا شرف

حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب خاتون ہیں جن کو صلحِ حدیبیہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اور صلحِ حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں کے جنتی ہونے کے بارے میں آیت مشہور ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ (فتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی) انعام میں عنایت فرمائی۔

اہلِ بیعتِ رضوان کے لیے خوش خبری

حدیث شریف میں ہے کہ:

جنھوں نے بیعتِ رضوان میں شرکت کی، اُن کو جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (ترمذی: ۳۸۶۰)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جن لوگوں نے (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔“

الغرض! حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا کئی ایک خوبیوں کی مالک تھیں، انھیں حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ درجے کی محبت رکھنے والی خاتون تھیں، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کو اپنا مشن بنا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا، اُن کے والد اور اُن کے بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور ہم سب کو حضرت فُریعہ رضی اللہ عنہا جیسی پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَعَلىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَالسّٰبِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہوگئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

حضرت کَبْشَہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کا کچھ تعارف

ایک اور جنتی صحابیہ اور بابرکت خاتون کا نام ”حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا“ ہے، جس طرح ہم حفصہ بولتے ہیں، اُسی طرح سے ”کبشہ“ بولا جاتا ہے، اُن کے

والد ماجد کا نام ''رافع بن عبید'' تھا، اُن کی والدہ ماجدہ کا نام ''رُبیّع بنتِ مالک'' ہے، اُن کے شوہر کا نام ''معاذ بن نعمان'' ہے، ایک بہت بڑے مشہور انصاری سردار صحابیِ رسول حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُن کے بیٹے ہوتے ہیں، انصار میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بڑے اونچے درجے کے سردار سمجھے جاتے تھے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بڑی اونچی خدمات ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن سے بڑے بڑے کاموں میں مشورہ لیتے تھے۔

حضرت کَبْشَہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا ابتدائی زمانے میں ایمان لے آئی تھی، اُن کی شادی معاذ بن نعمان سے ہوئی، اُن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کو چار بیٹے عطا فرمائیں:

١ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔

٢ حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ۔

٣ حضرت ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ۔

٤ حضرت عقرب بن معاذ رضی اللہ عنہ۔

اور انھیں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی بھی عطا فرمائی، جس کا نام ''حضرت امِّ حذام بنتِ معاذ رضی اللہ عنہا'' ہے۔

حضرت کَبْشَہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا قیام

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے اپنی طرف سے حضرت مصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کو دین سکھانے کے لیے مدینہ منورہ بھیجا تھا، جب وہ مدینہ

منورہ گئے تو اُنھیں حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کی فیملی نے اپنے گھر پر ٹھہرایا تھا۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کی چاہت

اُن کے خاندان (Family) کی چاہت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھیجے ہوئے صحابی، معلّم جس طرح ہمارے یہاں ٹھہرے ہیں، اِسی طرح حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہمارے یہاں قیام کریں۔

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو اُس وقت انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال (Welcome) کے لیے آئے، اُن آنے والوں میں بالکل آگے آگے حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کا خاندان (Family) بنو عبد الاشہل تھا، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب استقبال کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنی محبت کا پروانہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ:

اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ. اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ. اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

ترجمہ: اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔ اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔ اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ

قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرُسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ. (بخاری:۳۷۸۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ نبیِ کریم ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، تین بار آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا۔

بنو عبد الاشہل انصار کے اعلیٰ خاندان میں سے ہے

حضرت نبیِ کریم ﷺ نے حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کے خاندان کے بارے میں یہ بھی اچھی بات فرمائی کہ:

انصار کے جتنے بھی خاندان ہیں، اُن میں سب سے اعلیٰ درجے پر بنو نجار کی فیملی ہے، اُس کے بعد دوسرے نمبر پر ”بنو عبد الاشہل“ ہے، تیسرے نمبر پر: بنو حارثہ ہے، چوتھے نمبر پر بنو ساعدہ ہے اور انصار کا ہر خاندان اچھا ہے۔

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون

الغرض! حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا انصار کے خاندان بنو عبد الاشہل سے تھی، سب سے پہلے مدینہ میں ایمان قبول کرنے والی یہی فیملی بنو عبد الاشہل ہے، اور اُن میں بھی حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون تھی، بعض حضرات نے یہی بات بیان کی ہے، یہ بڑی خوش نصیب خاتون ہے۔

سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ایمان لانے والے صحابۂ کرام و صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نیز بعد میں آنے والوں میں وہ لوگ جنھوں نے اُن کی اتباع کی اُن کے اجر و فضیلت کو بیان فرمایا ہیں:

① اللہ تعالیٰ اُن سے راضی و خوش ہو گئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی و خوش ہو گئے۔ ② اللہ تعالیٰ انھیں ایسے باغات عطا فرمائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔

③ وہ لوگ اُن باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہو گئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خواتین

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ”حضرت کبشہ بنتِ

رافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا“ ہے، دوسرے نمبر پر ”حضرت امِّ عامر اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا“ ایمان لائی، تیسرے نمبر پر ”حضرت حوّا بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا“ ایمان لائی۔ اور خاندان کے اعتبار سے دیکھیں تو بنو عبد الاشہل ایمان لانے والوں میں آگے آگے رہے۔

مہاجرین کی مدینہ منورہ والوں کے ساتھ بھائی چارگی

جب مکہ مکرمہ سے حضراتِ صحابہ وصحابیات رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو مدینہ منورہ والوں کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ترتیب بنائی، جس کو ”مؤاخات“ کہتے ہیں، یعنی مدینہ منورہ کے (Proper) انصاری صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے آنے والے مہاجر صحابۂ کرام وصحابیات رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو جوڑ دیے تھے، مکہ مکرمہ سے آنے والے حضراتِ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کا مدینہ منورہ میں نہ کوئی گھر تھا اور نہ ہی اُن کا کوئی رشتے دار تھا؛ مگر چوں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ والوں کے ساتھ رابطہ (Contact) کروادیا تھا تو انھیں کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوتی تھی، اہلِ مدینہ نے ہجرت کرنے والوں کو حقیقی بھائی بہن کی طرح اپنایا، انھیں اپنے خاندان کا ایک فرد (member) سمجھا، واقعتاً اہلِ مدینہ نے اجنبی مہاجرین کو اجنبیت محسوس نہ ہونے دی، اُن کے ساتھ ہر طرح کی خیر خواہی کا معاملہ کیا۔

ماں عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے ساتھ حضرت کبشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی مؤاخات

اِس رشتۂ اخوت میں حضرت کبشہ بنتِ رافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو یہ خوش نصیبی حاصل ہے کہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے ساتھ حضرت کبشہ بنتِ رافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا تعلق جوڑ دیا تھا۔ یہ اُن کے لیے ایک بڑی خوش نصیبی ہے کہ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا جیسی عظیم صحابیہ کے ساتھ اُن کی مؤاخات یعنی بہن جیسا تعلق قائم ہو۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں

حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا بڑی خوبیوں والی خاتون تھیں، اُن کی کچھ خوبیاں یہاں بیان کی جاتی ہیں:

① حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کے اخلاق بہت پاکیزہ تھے۔

② حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا علم والی خاتون تھی۔

③ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا صبر و برداشت کرنے والی عورت تھی۔

④ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا بہت شکر کرنے والی خاتون تھی۔

⑤ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا اور اُن کی فیملی کی پانچویں خوبی یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے جہاد میں جانا اُن کو بہت اچھا لگتا تھا۔

⑥ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا شعر و شاعری میں بڑی ماہر (expert) خاتون تھیں۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے جنگِ بدر میں شریک تھے

اُن کے دو بیٹے جن میں سے ایک کا نام "عمرو" اور دوسرے کا نام "سعد" تھا، یہ دونوں بدر کی لڑائی میں گئے اور کامیاب ہوکر جب خوش خبری کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹے تو اُن کی والدہ ماجدہ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا نے بھی بہت خوشی ظاہر کی۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بذاتِ خود جنگِ اُحد میں شریک تھی

جنگِ اُحد کے موقع پر حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بہ ذاتِ خود شریک ہوئی، احد میں

اُن کے بیٹے حضرت عمرو بن معاذ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور اُن کے ساتھ فیملی کے دوسرے بارہ (۱۲) افراد شہید ہوگئے تھے اور تیس (۳۰) لوگ زخمی ہوگئے تھے؛ لیکن حضرت کبشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا وہاں زخمیوں (injured) کی خدمت کرتی تھی، انھیں پانی پلاتی تھی، اُن کی مرہم پٹی کرتی تھی۔

لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں!

غزوۂ اُحد میں بہت سے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم شہید ہوئے، مدینہ منورہ کی انصاری عورتیں اپنے شہیدوں پر رونے لگیں، اُس وقت حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا جان شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر کوئی رونے والا نہیں تھا تو حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بہت درد سے بیان فرمایا:

لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهُ. (ابنِ ماجہ:۱۵۹۱)

ترجمہ: لیکن حمزہ پر کوئی بھی رونے والا نہیں۔

حضرت سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے جب یہ آواز سنی تو انصاری عورتوں کے پاس گئے اور انھیں یہ سنایا، چناں چہ حضرت کبشہ بنتِ رافع رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ انصاری عورتوں کے ساتھ آئی اور یہ انصاری عورتیں سید الشہداء حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر رونے لگیں تو اُس پر نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ تم انصاریوں سے اور تمھاری اولاد سے راضی ہوگئے، اب رونا بند کرو۔

ابنِ ماجہ شریف میں یہ روایت مذکور ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِنِسَاءِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِينَ هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَٰكِنَّ حَمْزَةَ

لَا بَوَاكِيَ لَهُ» فَجَاءَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ حَمْزَةَ، فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: وَيْحَهُنَّ، مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ؟ مُرُوهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ، وَلَا يَبْكِينَ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ. (ابنِ ماجہ: ۱۵۹۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (قبیلہ) عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس سے گزرے، وہ غزوۂ احد کے شہداء پر رو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن حمزہ پر کوئی بھی رونے والا نہیں''، یہ سن کر انصار کی عورتیں آئیں، اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں، رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، تو فرمایا: ''ان عورتوں کا برا ہو، ابھی تک یہ سب عورتیں واپس نہیں گئیں؟ ان سے کہو کہ لوٹ جائیں اور آج کے بعد کسی بھی مرنے والے پر نہ روئیں''۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے؛ لیکن اُن کے گھر کی عورتیں ہجرت کر کے مدینہ نہیں آئیں تھیں؛ اس لیے حضور ﷺ نے ترحم کے لیے کہا تھا کہ: اُن پر کوئی رونے والا نہیں ہے، اِس جملے سے مقصد حضرت حمزہ کی بے کسی کو ظاہر کرنا تھا۔

لیکن صحابیات یہ سمجھیں کہ آپ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رویا جائیں؛ اس لیے وہ عورتیں نوحہ کرنے کے لیے جمع ہو گئی تو آپ ﷺ نے اُن کو منع فرمادیا اور واضح کر دیا کہ میرا مقصد یہ نہیں تھا۔

حضور ﷺ نے عورتوں کو چلّا کر رونے سے منع فرمایا

حضرت نبی کریم ﷺ نے اِس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی عورت اپنے منہ سے آواز کے ساتھ چلا چلا کر کے روئے۔ ہاں! زندگی میں کبھی غم کا موقع ہو تو

آنکھوں سے آنسو نکالو؛ مگر منہ سے چلا چلا کر کے رونے کی شریعتِ مطہرہ میں اجازت نہیں ہے، خاص طور پر عورتوں کی آواز تو پردہ ہے، وہ اِس طرح نہ روئے کہ آواز باہر نکلتی ہو، حدیث شریف میں ہے:

أَلَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ، وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.

(بخاری شریف:۱۳۰۴)

اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو نکلنے پر عذاب نہیں دیں گے اور نہ دل کے غم پر، ہاں! عذاب اِس کی وجہ سے ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی زبان سے چلانے، واویلا کرنے پر عذاب ہوتا ہے)، (اور اگر اُس زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا بھی باعث بنتی ہے اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے اور اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں لوگوں کو یہ وصیت کرتا ہو کہ میرے مرنے کے بعد میری میت پر نوحہ کرنا اور خوب رونا، ایسے آدمی کو اس کی وصیت کرنے کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے، اگر کسی نے اپنے گھر والوں کو نوحہ کرنے کی وصیت نہ کی ہو؛ بلکہ وہ خود اسے ناپسند کرتا ہو تو گھر والوں کے رونے کی سزا اسے نہیں ملے گی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج وصدمہ پر پکڑ نہیں فرمائیں گے؛ البتہ زبان سے بے جا کلمات نکالنے اور نوحہ کرنے پر ضرور پکڑ ہوگی۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کی شہادت کا عجیب واقعہ

غزوۂ بنو قریظہ کے موقع پر حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ایک ماں کے لیے بیٹے کی شہادت بہت بڑا غم ہوتا ہے، حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا سر اپنی گود میں لیا اور اِسی حالت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے، اللہ اکبر! جب انھیں زخم کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہونے لگی تو حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا سر اپنے گود میں لے لیا اور اِسی حال میں وہ چلے گئے۔

ہر رونے والی جھوٹی ہے سوائے امِّ سعد کے

جب حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کا پتہ چلا تو وہ بہت رونے لگی اور اشعار پڑھنے لگی، اُس پر حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كُلُّ نَائِحَةٍ تكذبُ إِلّا أُمَّ سعدٍ. (الطبقات الکبریٰ ج:۳، ص:۴۲۷)

ترجمہ: ہر رونے والی جھوٹی ہے سوائے سعد کی امی کے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوش خبری

جب حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بہت رونے لگی اور حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا تو فرمایا کہ:

اے کبشہ! سنو، تمھارا بیٹا سب سے پہلا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوئے اور مسکرائے۔ تمھارے بیٹے کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتنی بڑی فضیلت حضرت نبیِ کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی۔ جب اتنی بڑی فضیلت ماں نے سنی تو اُس کے آنسو بند ہو گئے اور اُن کا غم ہلکا ہوا۔

جب بنو قریظہ کا مالِ غنیمت آیا تو حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مال میں سے حصہ دیا۔

اُحد کی جنگ میں پوری فیملی کے لیے جنت کی بشارت

اُحد کی لڑائی میں حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی امی حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کو آتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ:

اے اللہ کے رسول! یہ میری امی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا استقبال کیا اور اُن کا اکرام کیا، نیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ:

اے سعد کی ماں! خوش ہو جا اور اپنی فیملی کے لیے خوش خبری لے جا، تمھاری فیملی کے تمام شہید جنت میں ایک ساتھ ہو گئے ہیں اور تمھاری فیملی والوں کے بارے میں سفارش قبول کر لی گئی ہے۔

گویا اُحد کے موقع پر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اور اُن کے پورے خاندان کو جنت کی خوش خبری سنائی۔ جب حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو خوشی کے مارے نعرہ لگایا اور کہا کہ:

ہم راضی ہیں۔

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی وفات

بیٹے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اُن کی امی حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا عبادت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زیادہ تر وقت لگاتی تھی، یہ بڑی صبر وسکون کے ساتھ سادگی والی زندگی گزارتی تھی، بڑی بہادر خاتون تھی، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے تھوڑے وقت (Time) کے بعد ہی حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا تھا، اُن کے بیٹے حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی اُن کے ایمان لانے کا سبب بنے تھے، دراصل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی محنت اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کبشہ بنتِ رافع رضی اللہ عنہا اور تمام صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرماوے، اللہ تعالیٰ اُن کی زندگی کی خوبیاں ہمیں اپنانے کی توفیق عطا فرماوے، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

حضرت رُبیّع بنتِ مُعوّذ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ (فتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی) انعام میں عنایت فرمائی۔

حضرت رُبَیِّع رضی اللہ عنہا کا کچھ تعارف

ایک اور جنتی خاتون ”حضرت رُبیع بنتِ مُعوّذ رضی اللہ عنہا“ ہے، آپ کے والد ماجد کا نام ”حضرت مُعوِّذ بن عَفراء انصاری رضی اللہ عنہ“ تھا۔ ”عفراء“ بھی ایک انصاریہ خاتون ہے اور بنو نجار سے تعلق رکھتی ہے، آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ کا نام ”امِّ یزید

بنتِ قیس'' ہے، حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا کی پانچویں نسل (پیڑھی) میں جاکر دادا اور نانا ایک ہوجاتے ہیں، ہمارے یہاں بھی ایسا بہت ہوتا ہے کہ آپس میں فیملی ہی میں شادی کرتے ہیں تو اِسی طرح آگے جاکر دونوں دادا اور نانا ایک ہوجاتے ہیں تو حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کے یہاں بھی پانچویں نسل میں اُن کے دادا اور نانا ایک ہوجاتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مدینہ منورہ پہنچے، وہ مدینہ والوں کے لیے عید کا دن تھا؛ کیوں کہ مدینہ منورہ والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بہت مدت سے منتظر تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آئے تو خوش نصیب بچیاں اور عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے نکلیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے والوں میں حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کی فیملی بھی شریک تھی۔

اُس وقت خواتین اور ننھی ننھی بچیوں نے بہت پیاری پیاری نظمیں پڑھی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

ترجمہ: ہم پر ''ثنیات الوداع'' سے بدر (یعنی چودھویں رات کا چاند) طلوع ہوا، ہم پر اس کا شکر لازم ہے جو داعی (یعنی بلانے والے نے) اللہ تعالیٰ کی طرف (ہمیں) بلایا۔ اے ہم میں بھیجے گئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسی بات لائے ہیں جس کی اِطاعت کی جائے گی۔

حضور ﷺ کا شادی کی مبارک بادی دینا

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا کی شادی ”حضرت اِیاس بن بُکیر رضی اللہ عنہ“ سے ہوئی، یہ ایک مہاجر صحابی تھے، جب اُن کی شادی ہوئی تو حضرت نبیِ پاک ﷺ نے بذاتِ خود جاکر اُن کو مبارک بادی دی تھی۔

شادی بیاہ میں مبارک بادی کی سنت

میری بہنو! دلہا اور دلہن کو نکاح کے بعد مبارک بادی دینا سنت عمل ہے، ہمیں پردے کے حکم کی رعایت (Follow) کرتے ہوئے یہ مبارک بادی کی سنت بھی ادا کرنی چاہیے۔ ہمارے یہاں عام طور پر لوگ شادی بیاہ میں کھاتے پیتے ہیں اور ہنسی مذاق کرتے ہیں؛ مگر مبارک بادی دینے کے سنت طریقے کو ادا نہیں کرتے، ہمارے یہاں اِس سنت پر کم ہی لوگ عمل کرتے ہیں، اصل طریقہ و نظام یہی ہے کہ دلہن و دلہے دونوں کو شادی کی مبارک بادی دینی چاہیے۔

مبارک بادی کے سنت الفاظ

حضور ﷺ نے مبارک بادی کی دعا بھی سکھائی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ، قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الخَيْرِ. (ترمذی:۱۰۹۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: حضرت نبیِ اکرم ﷺ شادی کرنے پر جب کسی کو مبارک باد دیتے تو فرماتے: «بَارَكَ اللهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الخَيْرِ» (اللہ تجھے برکت عطا کرے، اور تجھ پر

برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر پر جمع کرے)

حضرت ربیع رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو خاص مبارک بادی دینے کی ایک وجہ

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شادی کے دوسرے دن خاص حضرت ربیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو مبارک بادی دینے کے لیے تشریف لے گئے، خصوصیت واہتمام کے ساتھ جانے کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ: حضرت ربیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد ماجد اور اُن کے چچا دونوں بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پوری امت کے روحانی والد ہیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے والد اور چچا کا فریضہ انجام دیا اور بغیر باپ کی بیٹی صحابیہ حضرت ربیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو شادی کی مبارک بادی دینے کے خاطر مستقل وہاں تشریف لے گئے۔

ننھی بچیوں کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں مبالغہ

جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ربیع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شادی پر تشریف لائے تو چند بچیوں نے شادی کی نسبت سے کچھ اشعار پڑھے، اُن ننھی ننھی بچیوں نے حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھ کر یہ کہا کہ:

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ.

ترجمہ: ہم میں مستقبل (future) کی خبر رکھنے والے نبی ہیں۔

غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں

یہ بات سنتے ہی حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انھیں فوراً روک دیا اور فرمایا کہ: ایسا مت کہو؛ کیوں کہ کل کی بات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

اِس واقعے سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ:

مستقبل (ભવિષ્ય) میں کیا ہونے والا ہے؟ وہ صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا ہے، قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿۵۹﴾ (انعام:۵۹)

ترجمہ: اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، جن کو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی نہیں جانتا اور خشکی (یعنی زمین) اور سمندر میں جو بھی ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو جانتے ہیں اور (کسی بھی درخت سے) کوئی پتہ نہیں گرتا جس کا اس (اللہ تعالیٰ) کو علم نہ ہو اور زمین کی اندھیریوں میں کوئی بھی دانہ اور کوئی بھی تر او رخشک چیز ایسی نہیں ہے جو ایک کھلی ہوئی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں نہ ہو۔

بڑوں کو چاہیے کہ وہ چھوٹوں کی بروقت رہنمائی کریں

اُس کے علاوہ ایک دوسرا سبق یہ ہے کہ:

حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی میں ننھی ننھی بچیوں نے غلط بات کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اُس کی اصلاح فرمائی، بہت سی مرتبہ چھوٹے بچوں کو مسئلہ معلوم نہیں ہوتا ہے تو وہ غلط بات بول دیتے ہیں، اُس وقت بڑوں کو چاہیے کہ اُن کو ٹوک کر روکیں اور اُن کی بات کو ٹھیک کریں۔

شادی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی روایت

ابنِ ماجہ شریف کی روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ - اسْمُهُ الْمَدَنِيُّ - قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَالْجَوَارِي يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَتَغَنَّيْنَ، فَدَخَلْنَا عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رضي الله عنها، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَبِيحَةَ عُرْسِي، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ يَتَغَنَّيَانِ وَتَنْدُبَانِ آبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، وَتَقُولَانِ فِيمَا تَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَلَا تَقُولُوهُ، مَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ (ابن ماجۃ:۱۸۵۷)

ترجمہ: حضرت ابوالحسین خالد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم عاشورہ کے دن مدینہ میں تھے، لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں، پھر ہم ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گئے، ان سے یہ بتایا تو انھوں نے جواب میں کہا: حضرت نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے دن صبح میں آئے، اُس وقت میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں، اور بدر کے دن شہید ہونے والے اپنے آبا و اجداد کا تذکرہ کر رہی تھیں، گانے میں جو باتیں وہ کہہ رہی تھیں ان میں یہ بات بھی تھی: «وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ» (ہم میں مستقبل (future) کی خبر رکھنے والے نبی ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسا مت کہو، اس لیے کہ کل کی بات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا“۔

ایک دوسری روایت میں حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہما بذاتِ خود فرماتی ہیں:

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ، يَنْدُبْنَ

مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ، حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَقُولِي هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ. (بخاری:۴۰۰۱)

ترجمہ: حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ: جس رات میری شادی ہوئی تھی، حضرت نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہوں۔ چند بچیاں دف بجا رہی تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا تذکرہ تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ انھیں میں ایک لڑکی نے یہ مصرع بھی پڑھا کہ ہم میں نبی کریم ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ نہ پڑھو، بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی غزوات میں شرکت

حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ دین کے خاطر ہونے والی جنگوں میں بھی شریک رہی ہیں، بخاری شریف کی روایت میں وہ خود فرماتی ہیں کہ:

عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِينَةِ. (بخاری:۵۶۷۹)

ترجمہ: حضرت ربیع بنتِ معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہم فرماتی ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور مسلمان مجاہد کو پانی پلاتیں، ان کی خدمت کرتیں اور مقتولین اور مجروحین کو مدینہ منورہ لایا کرتیں تھیں۔

بیعتِ رضوان میں شرکت

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صلحِ حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان میں بھی شامل تھی۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج:۸، ص:۱۷۵)

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "بیعتِ رضوان میں شرکت کرنے والوں میں سے کوئی جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا" کے مطابق آپ کو جہنم سے بری ہونے کا پراوانہ مل چکا ہے۔

حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت رُبیع حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب و غریب بے تکلف تھی، انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر جاتے تھے تو وہ اپنے گھر میں جو کچھ بھی موجود ہوتا تھا وہ لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا کرتی تھی (یعنی کھانے پینے کی چیزیں)۔

ایک مرتبہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لائے تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت شوق سے تازہ (Fresh) کھجوریں رکھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شوق سے وہ کھجوریں کھائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ

ایک مرتبہ حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو بہت بڑے خوانچے بھر کر چھوارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو قبول فرمالیا۔

ایک مرتبہ حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صاع تازہ کھجور اور نرم نرم تازہ ککڑی بھیجی، ایک صاع تقریباً بتیس سو چوسٹھ (۳۲۶۴) گرام کا ہوتا ہے، آپ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی کھجوریں اور ککڑی بھیجی۔

کھجور اور ککڑی ملا کر کھانی چاہیے

یہ دونوں چیزیں (کھجور اور ککڑی) ملا کر کھانا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دونوں کو ملا کر کھاتے تھے، اِن دونوں میں سے ایک یعنی کھجور گرم ہے اور دوسری یعنی ککڑی ٹھنڈی ہوتی ہے، دونوں ساتھ کھائیں گے تو برابر ہو جائے گا، یہ چیز تندرستی (Health) کے لیے اچھی ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زیورات کا تحفہ

یہ ایک صاع کھجور اور ککڑی لے کر آپ رضی اللہ عنہا کے والد نے حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کو خود بھیجا تھا۔ جب یہ دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اُس وقت بحرین سے کچھ مال آیا ہوا تھا، اُس میں سے کچھ زیورات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کو دیتے ہوئے فرمایا کہ:

اِس کو لے لیجیے، اُس کو پہنتے رہنا۔

یہ کیسی خوش نصیب خاتون ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہدیہ (Gift) دیا۔

مسندِ احمد کی روایت میں ہے:

عَنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رضي الله عنها، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِقِنَاعٍ فِيهِ رُطَبٌ

وَأَجْرٍ زُغْبٌ، فَوَضَعَ فِي يَدِي شَيْئًا، فَقَالَ: تَحَلَّيْ بِهَذَا، وَاكْتَسِي بِهَذَا.

(مسندِ احمد: ۲۷۰۲۰)

ترجمہ: حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک تھالی میں کچھ تر کھجوریں رکھ کر اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں لے کر حاضر ہوئی، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ میں کچھ رکھ دیا اور فرمایا: ”اس کا زیور بنالینا اور اس کے کپڑے بنالینا“۔

ہدیے کا بدل دینا چاہیے

اِس واقعہ سے ایک سبق یہ مل رہا ہے کہ:

ہمارے یہاں کوئی ہدیہ بھیجے تو اُس کے جواب میں ہمیں بھی کچھ نہ کچھ ہدیہ بھیجنا چاہیے، ایسے ہی لے کر رکھ نہیں دینا چاہیے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کھجور لے کر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بدلے میں زیورات عطا فرمائے۔

ہدیہ دینے کے آداب

① اخلاص سے ہدیہ دینا۔

② مشتبہ یا حرام مواقع میں ہدیہ نہ دینا۔

③ ہدیہ دینے کے لیے مناسب وقت اختیار کرنا۔

④ رشتے داروں اور پڑوسیوں اور اہلِ فضل کو ہدیہ میں مقدم رکھنا۔

⑤ جس کو ہدیہ دیا جائے اس کی پسند کے مطابق ہدیہ دینا۔

ہدیہ قبول کرنے کے آداب

① ہدیہ واپس نہ لوٹانا، اگر کوئی عذر ہو تو ہدیہ واپس بھی لوٹایا جاسکتا ہے۔

② تکیہ، تیل اور خوشبو کو واپس نہ لوٹانا۔
③ ادنی ہدیہ کو بھی حقیر نہ سمجھنا۔
④ ہدیہ دینے والے کے لیے غائبانہ دعا کرنا۔
⑤ ہدیہ کی بنا پر چاپلوسی نہ کرنا۔
⑥ آئندہ ہدیہ کی امید نہ لگائے رکھنا۔
⑦ ممکن ہو تو ہدیہ کا بدلہ دینا۔
⑧ ہدیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرنا۔ (سنن و آداب)

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر رو دیتی تھی

حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی، انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تھا، آپ رضی اللہ عنہا رو دیتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کیسا تھا؟

تابعی حضرت ابو عبیدہ ابنِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے پوچھا کہ: امی! ذرا مجھے بتاؤ!

حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کیسا تھا؟

حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ:

”اے میرے لاڈلے بیٹے ابو عبیدہ! اگر تو حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تو ایسا لگتا کہ ابھی سورج نکل رہا ہے“۔

جب سورج صبح صبح نکل رہا ہوتا ہے تو کتنا خوش نما منظر ہوتا ہے، وہ منظر دل کو کتنا اچھا لگتا ہے، وہ بہت ہی پیارا سرخ (لال لال) نظر آتا ہے، وہ کتنی چمک (shining) کے ساتھ نکلتا ہے۔ ویسے ہی نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چہرہ طلوع ہونے والے سورج کی طرح شائننگ والا لال اور چمک دار ہوتا تھا۔

حضرت ربیع رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اتنی کیفیت بیان کرنے کے بعد حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یاد میں رونے لگی۔ یہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کیسی عاشقہ خاتون تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دنیا و آخرت اور قبر میں بھی حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پاکیزہ محبت بھری زیارت عطا فرمائے۔

(۱) درود شریف پڑھنا (۲) سنت کی پابندی (۳) اور دل پاک صاف رکھنے سے خواب میں دیدارِ مبارک نصیب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل وکرم سے یہ سعادت عطا فرمائیں، آمین!

تابعین میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احوال جاننے کا شوق

میری بہنو! حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا سے جانے کے بعد تابعین کا زمانہ آیا اور انھیں حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھنے کا بہت شوق تھا؛ مگر وہ دیکھ نہ سکے تو یہ حضراتِ تابعین صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اور صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو پوچھتے تھے کہ: ہمارے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیسے تھے؟ اُن کا چہرہ کیسا تھا؟ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسم کیسا تھا؟

ہمیں بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تعلق سے یہ سب باتیں جانی چاہیے، اِس کے لیے ہمیں سیرت پڑھنی اور سُننی چاہیے؛ تا کہ ہمیں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اَور محبت ہو جائے۔

حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کے واسطے سے وضو کا طریقہ

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر گئے اور کہا کہ: ”وضو کا پانی لاؤ“۔

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وضو کا پانی لائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروانے لگی، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو قیامت تک آنے والی امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ بتلایا:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَرْسَلَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ إِلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ رضي الله عنها، فَسَأَلْتُهَا عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَخْرَجَتْ لَهُ، يَعْنِي إِنَاءً يَكُونُ مُدًّا، أَوْ نَحْوَ مُدٍّ وَرُبْعٍ - قَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلَى الْهَاشِمِيِّ - قَالَتْ: كُنْتُ أُخْرِجُ إِلَيْهِ الْمَاءَ فِي هَذَا، فَيَصُبُّ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا - وَقَالَ مَرَّةً: يَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا - وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيُمَضْمِضُ ثَلَاثًا، وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا، وَيَغْسِلُ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، وَالْيُسْرَى ثَلَاثًا، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ - وَقَالَ مَرَّةً: مَرَّتَيْنِ - مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، ثُمَّ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا. قَدْ جَاءَنِي ابْنُ عَمٍّ لَكَ، فَسَأَلَنِي - وَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ - فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ لِي: مَا أَجِدُ فِي كِتَابِ اللهِ إِلَّا مَسْحَتَيْنِ وَغَسْلَتَيْنِ. (مسند احمد: ۲۷۰۱۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، میں نے ان سے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ پوچھا، تو انھوں نے ایک برتن نکالا جو ایک مد (آج کے اعتبار سے تقریباً سات سو ستاسی (۷۸۷) ملی لیٹر ہوتا ہے) یا سوا مد کے برابر ہوگا اور فرمایا کہ میں اِس برتن میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی نکالتی تھی، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی بہاتے تھے، پھر تین مرتبہ

چہرہ دھوتے تھے، تین مرتبہ کلی کرتے تھے، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالتے تھے، تین مرتبہ دائیں ہاتھ کو اور تین مرتبہ بائیں ہاتھ کو دھوتے تھے، سر کا آگے، پیچھے سے مسح کرتے تھے، پھر تین مرتبہ پاؤں دھوتے تھے، تمھارے ابنِ عم (چچازاد بھائی) یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی میرے پاس یہی سوال پوچھنے کے لیے آئے تھے اور میں نے انھیں بھی یہی جواب دیا تھا؛ لیکن انھوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے تو کتاب اللہ میں دو چیزوں پر مسح اور دو چیزوں کو دھونے کا حکم ملتا ہے۔

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا تفصیلی طریقہ

حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا تفصیلی طریقہ یہ ہے کہ:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے ہاتھ؛ یعنی ہتھیلیاں دھوئیں، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا۔

(۲) تین مرتبہ چہرہ دھویا۔

(۳) اُس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے۔

(۴) اور سر کا مسح کیا، سر کا مسح اِس طرح کیا کہ دونوں ہاتھ کو سر کے اوپر رکھ کر پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے، سر کا مسح آسانی سے اِس طرح ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ پانی میں بھگا کر پہلے آگے کی پیشانی کی طرف رکھ دو، اور دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لے جاؤ، اِس طرح پورے سر کا گھیراؤ (surround) ہو جائے گا اور پھر واپسی (return) اِسی طرح آگے کی طرف لے آؤ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کے دونوں طرف اندر و باہر انگلیاں پھرائیں، کان

کے مسح سے غفلت ہوتی ہے، اِس کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

(۵) اور پھر اخیر میں تین تین مرتبہ پیر دھوئے۔

حضور ﷺ کے وضو کرنے کا برتن "مُد"

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے "مُد" کو سنبھال کر رکھا تھا، یہ ایک برتن کا نام ہے جس سے حضرت نبیِ پاک ﷺ وضو فرماتے تھے، اِس مُد کو حضرت رُبیع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہمیشہ اپنے پاس حفاظت سے رکھتی تھی۔

حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا سے منقول احادیث

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کئی ایک باتیں حضور ﷺ سے سنیں اور اُس کو امت تک امانت داری کے ساتھ پہنچایا، اُن احادیث میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے جس کا مضمون ہے:

عاشورہ کے روزے کے بارے میں روایت

جب عاشورہ کا دن (محرم الحرام کی دسویں (۱۰) تاریخ) آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں انصاری علاقے میں اپنا ایک نمائندہ (messenger) بھیجا، اِس پیغام میں آپ ﷺ نے انصار سے یہ کہلوایا کہ:

آج صبح سے جس نے بھی کچھ کھایا اور پیا نہیں ہے تو وہ روزے کی نیت کر لے۔

حضرت ربیع بنتِ معوذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ:

ہم نے تو پہلے ہی سے روزہ رکھا ہی تھا اور ہم بچوں سے بھی روزہ رکھواتے تھے۔

روایت کچھ اِس طرح ہے:

قَالَ خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ: حَدَّثَتْنِي رُبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذٍ رضي الله عنها، قَالَتْ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قُرَى الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ صَائِمًا، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ أَكَلَ، فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ عَشِيَّةَ يَوْمِهِ. (مسند احمد:۲۷۰۲۵)

فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا، فَإِذَا سَأَلُونَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيهِمْ حَتَّى يُتِمُّوا صَوْمَهُمْ. (مسلم:۱۱۳۶)

ترجمہ: حضرت خالد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاشورہ کے روزے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بستی میں اپنا نمائندہ بھیجا اور اعلان کروادیا کہ: تم میں سے جس شخص نے آج روزہ رکھا ہوا ہو، اسے چاہیے کہ اپنا روزہ مکمل کرلے اور جس نے پہلے سے کچھ کھاپی لیا ہو، وہ دن کا باقی حصہ کچھ کھائے پیے بغیر ہی گزار دے۔

پھر آگے بشر کی حدیث کی طرح روایت ذکر کی سوائے اِس کے کہ انہوں نے کہا کہ ہم ان بچوں کے لیے روئی کی گڑیا بناتے؛ تاکہ وہ ان سے کھیلیں اور وہ ہمارے ساتھ مسجد میں جاتے پھر جب وہ ہم سے کھانا مانگتے تو ہم انہیں وہ گڑیا دے دیتے اور وہ ان سے کھیل میں لگ کر روزہ بھول جاتے؛ یہاں تک کہ ان کا روزہ پورا ہو جاتا۔

گڑیا سے کھیلنا

ہماری شریعت میں تصویر اور مجسمے بنانے سے، اُس کو رکھنے سے منع کیا گیا ہے؛ اس لیے بچیوں کو مجسمہ کی شکل کی گڑیا کھیلنے دینا جائز نہیں ہے، اِس جیسی احادیث میں احتمال ہے کہ وہ گڑیا کے کان، ناک نہ ہو، اور یہ احتمال بھی ہے کہ تصویر کی حرمت سے

پہلے کی بات ہو۔ (ماخوز: فتاویٰ بنوری)

عاشورہ کے دو روزے رکھنے چاہییے

میری بہنو! عاشورہ (دسویں (۱۰) محرم الحرم) کا روزہ بڑی فضیلت والا روزہ ہے، اور اِس میں ایک دن پہلے یعنی نویں (۹) اور دسویں (۱۰) دونوں دنوں کے روزے رکھنے چاہیں یا پھر دس (۱۰) اور گیارہ (۱۱) محرم کو روزہ رکھنا چاہیے۔

عاشورہ کو اچھا کھانا بنانا اور فیملی ممبرز کو کیش رقم گفٹ دینا

عاشورہ (۱۰رمحرم الحرام) کے دن گھر میں اچھا کھانا بناؤ، نیز دسویں محرم الحرام کے دن خاندان کے افراد (family members) کو نقد رقم (cash) روپیوں میں بھی ہدیہ (Gift) دو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ وَسَّعَ عَلَى أَهْلِهِ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ سَنَتَهُ كُلَّهَا. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ٥١٣٦)

اپنے بچوں کو روزے کی عادت ڈلواؤ

حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ:

ہم اپنے بچوں کو بھی اِس دن روزہ رکھواتے تھے، اگر بچوں کو بھوک لگتی اور وہ رونے لگتے تو ہم اُنھیں اون سے بنے ہوئے کھلونے (toys) دے دیتے تھے۔ وہ اُس سے کھیلتے رہتے؛ یہاں تک کہ شام ہوجاتی یعنی افطار کا وقت ہوجاتا اور وہ اپنا روزہ مکمل کر لیتے تھے۔

میری بہنو! صحابیہ کیسی اپنے بچوں کی دینی تربیت کرنے والی عورتیں تھیں! وہ بچوں کو روزے کا عادی بنانے کے لیے کس طرح سے مشق کرواتی تھیں، یہ ہم سب کے لیے نمونہ کی باتیں ہیں، اپنے بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت بناؤ؛ تاکہ وہ اپنی پوری زندگی روزہ رکھنے والے بن سکیں۔

میت چاہے مرد ہو یا عورت اُن کے لیے اچھی بات کہا کرو

ایک دوسری حدیث حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ عنہا نے نقل کی ہے کہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور میت کے لیے کوئی اچھی بات بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میں نے اُن کی گواہی قبول کرلی، اُن باتوں میں جس کو وہ جانتے ہیں، اور میت کے گناہوں کو میں نے بخش دیا۔

ہمیں اِس روایت میں ذکر کیے ہوئے عمل کی بھی عادت بنانی چاہیے کہ کسی کا انتقال ہو جاوے تو میت چاہے مرد ہو یا عورت، اُس کے لیے اچھی بات بولو۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ: میت کے لیے اچھی بات بولنی چاہیے، میت کے لیے زندہ لوگ جب اچھی بات بولتے ہیں تو اُس کی برکت سے اللہ تعالیٰ میت کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اور اُن کے لیے جنت پکی ہو جاتی ہے۔

میت سے ناراضگی کی بنیاد پر اُس کو بُرا کہنا

میری بہنو! ہمیں ہر ایک کے لیے - چاہے زندہ ہو یا مردہ - اچھی بات بولنی چاہیے؛ مگر خاص طور پر میت کے لیے اچھی بات بولنے کا اہتمام کرنا چاہیے، بہت سی بہنیں غصہ نکالتی ہیں، میت سے زندگی میں کوئی ناراضگی ہوئی تو لوگ اُس کے مرنے

کے بعد غلط غلط باتیں بولتے ہیں، یہ اچھی عادت نہیں ہے، ایسا کبھی مت کرو، مرنے والوں کے لیے ہمیشہ اچھی بات کہنے کا مزاج بنالو۔

حدیث شریف میں ہے کہ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اُذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ، وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ. (ابوداود: ۴۹۰۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے رکے رہو۔''

حضرت رُبیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ساری خوبیوں کی مالک

الغرض! حضرت ربیع بنتِ معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑے پاکیزہ جذبے والی خاتون تھی، وہ بہت عبادت گزار، پاک صاف رہنے والی، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، صبر و برداشت کرنے والی خاتون ہے۔ سچائی، سخاوت، اخلاص، سمجھ داری اور بڑے اونچے اخلاق کی مالک یہ خاتون تھی۔ انھوں نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث قیامت تک آنے والی امت کو پہنچائی۔

یہ اُن خوش نصیب خواتین میں سے ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی خوش خبری پائی، یہ ایمان لانے والوں میں سابقینِ اولین (سب سے آگے رہنے والوں) میں شامل تھی، اُن کا ایک ''محمد'' نام کا لڑکا تھا، حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بڑی لمبی اور اچھی زندگی پاکر اِس دنیا سے تشریف لے گئی، اللہ تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی خوبیاں ہمیں اپنی زندگی میں اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

حضرت اُمِّ ہشام بنتِ حارثہ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ (فتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی) انعام میں عنایت فرمائی۔

حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا کچھ تعارف

آج کی اِس بابرکت مجلس میں خوش نصیب صحابیہ حضرت امِّ ہشام بنتِ حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے متعلق کچھ باتیں ہوں گی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ایک انصاری خاتون ہے اور قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتی ہے، مشہور صحابیِ رسول حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدِ ماجد ہیں، اُن کی والدہ امِّ خالد بنتِ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عُمارہ رضی اللہ عنہ، سے ہوا تھا۔

بنو نجار خاندان کا تعارف

ایک خاندان ''بنو نجار'' کا نام ہم نے بار بار سنا ہے، یہ بہت اچھا خاندان اور قبیلہ ہے، آج بھی مدینہ منورہ میں اس خاندان کے لوگ خاص علاقے میں رہتے ہیں، الحمد للہ! میں نے مدینہ منورہ میں اِس خاندان کے محلوں کی زیارت کی ہے۔

اِس خاندان کی تھوڑی سی تاریخ (History) سمجھنی چاہیے، ہم سب کے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا کا نام ''ہاشم'' ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم'' ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ''ہاشم'' بہت مال دار تھے اور بڑے تاجر (business man) تھے، یہ ملکِ شام تجارت کے لیے جایا کرتے تھے، قریش خاندان میں سردی وگرمی میں کاروباری مقصد سے سفر کا سلسلہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ''ہاشم'' نے شروع کیا تھا، جس کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ قریش میں تذکرہ کیا ہے:

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾ (قریش:۱-۴)

ترجمہ: چوں کہ قریش کے لوگ مانوس ہیں ﴿۱﴾ وہ سردی اور گرمی میں (یمن اور شام کا) سفر کرنے سے مانوس ہیں ﴿۲﴾ اس لیے ان کو چاہیے کہ وہ اس گھر (یعنی کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں ﴿۳﴾ جس نے ان کو بھوک کی حالت میں کھانا دیا،

اور خوف سے ان کو امن دیا۔

”ہاشم“ کا بنو نجار کی خاتون کو نکاح کا پیغام

مدینہ منورہ میں ہاشم کے کچھ دوست تھے، جب ہاشم ملکِ شام کے سفر کے لیے جاتے تھے تو بیچ میں مدینہ منورہ میں اپنے دوستوں کے یہاں رکتے تھے، ایک سفر میں مدینہ منورہ کے ایک خاندان بنو مالک بن نجار کی ایک خوب صورت عورت ”سلمٰی بنتِ عمرو“ پر نظر پڑی، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیملی یوں تو (properly) مکہ مکرمہ کی ہے؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم شام جاتے ہوئے بیچ میں ٹھہرے تھے، جب پردادا ہاشم کی نظر ”سلمٰی“ پر پڑی تو انھوں نے اس کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔

نکاح کے لیے دو شرطیں

ہاشم بڑے آدمی تھے، ان کا پیغام رد نہیں کیا جاسکتا تھا، اس لیے خاندانِ بنو نجار کی اُس خاتون نے ہاشم کے پیغامِ نکاح کے جواب میں دو شرطیں رکھیں:

(۱) ”مجھے یہ شادی قبول تو ہے؛ مگر میں مکہ مکرمہ سسرال نہیں آؤں گی، میں اپنی والدہ کے خاندان کے ساتھ مدینہ منورہ ہی میں رہوں گی۔

(۲) دوسری شرط خاندان والوں نے یہ رکھی کہ ہماری بیٹی کے اختیار میں طلاق رہے گی، وہ جب چاہے گی اپنی ذات پر طلاق واقع کر سکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا اصلی نام ”شیبۃ الحمد“ ہے

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ”ہاشم“ نے یہ کنڈیشن قبول کرلی کہ کوئی بات

نہیں، سسرال مت آنا، اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنا، میں یہاں آجایا کروں گا۔
اِس شادی کی برکت سے حضور ﷺ کے دادا ہاشم کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، یہ بچہ بہت ہی خوب صورت تھا، گویا چاند کا ٹکڑا ہو؛ لیکن قدرتی بات یہ ہوئی کہ پیدائش کے وقت ہی سے اُس بچے کے سر میں کچھ بال سفید تھے، اِس لیے پر دادا ہاشم نے اِس بچے کا نام "شَيْبَةُ الحمْد" رکھا، "شیبہ" عربی میں اُس بوڑھے آدمی کو کہتے ہیں جس کے بال سفید ہو گئے ہو۔ قرآنِ کریم کی آیت میں بھی ہے:

وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا (مریم:۴)

ترجمہ: اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اٹھا۔

ہاشم کا انتقال غزہ (Gaza) میں

حضور ﷺ کے پر دادا "ہاشم" "غزہ (Gaza) تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے، اور وہیں آپ کا انتقال ہو گیا اور غزہ (Gaza) ہی میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ ﷺ کے دادا "عبدالمطلب" سے کیسے مشہور ہوئے؟

ہاشم کے ایک بھائی تھے جنھیں "مُطّلِب" کہتے ہیں، وہ اپنے بھائی کی وفات کے بعد اُن کی وصیت (موت کے بعد کسی چیز کی ملکیت یا اس کے نفع کو بہ طورِ عطیہ کسی کو دینے یا کسی کام کے کرنے کا حکم دینے کو اصطلاح میں "وصیت" کہتے ہیں) کے مطابق مدینہ منورہ گئے اور اپنے بھتیجے "شیبۃ الحمد" کو مکہ مکرمہ لانے کے لیے نکل پڑے، ہاشم نے انھیں اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا، سفر کی وجہ سے بچے کے کپڑے میلے کچیلے تھے، ساتھ ہی والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا تو چہرے پر یتیمی کے آثار بھی نظر

آ رہے تھے۔

اُس زمانے میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی آدمی سفر میں جائے اور واپسی میں اپنے ساتھ کوئی چھوکرا لاوے تو لوگ یوں سمجھتے تھے کہ یہ کوئی غلام خرید کر لایا ہے، تو جب یہ دونوں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مکہ مکرمہ کے لوگ یوں سمجھے کہ مطلب کوئی غلام خرید کر لائے ہیں، چناں چہ مکہ والوں نے اُس بچے کو ”عبدالمطلب“ سے مشہور کر دیا۔عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام، مطلب کو جب معلوم ہوا تو وہ لوگوں کو سمجھانے لگے کہ یہ میرا غلام نہیں ہے؛ بلکہ میرا بھتیجا ہے، میرے بھائی ہاشم جو انتقال کر گئے ہیں، اُن کا بچہ ہے، میں اُس کو مدینہ منورہ لینے گیا تھا۔

لیکن اتنی دیر میں تو وہ پورے شہر میں ”عبد المطلب“ کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

آج سے یہ بات ذہن میں رکھو کہ: حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا اصل نام ”شیبۃ الحمد“ تھا؛ مگر لوگوں نے انھیں عبدالمطلب سے مشہور کر دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کو اپنا ننھیال بتایا

اوپر معلوم ہوگیا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ”ہاشم“ نے بنو نجار کی خاتون ”سلمٰی“ سے شادی کی تھی، اور اُن سے شیبۃ الحمد پیدا ہوئے، جو عبدالمطلب سے مشہور ہوئے، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کے لوگوں کو ”ماموں“ کہتے تھے، گویا کہ بنو نجار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ننھیال ہے۔ جناب اکبر شاہ نجیب آبادی کی کتاب ”تاریخِ اسلام“ میں ہے:

تم بنو نجار! میرے ماموں ہو، اس لیے میں بھی تم میں شامل ہوں اور میں خود تمہارا نقیب (سردار) ہوں۔ (تاریخِ اسلام: ۱۶۴)

آپ ﷺ کا ننھیال تو مکہ مکرمہ میں بنو زہرہ کی فیملی ہے؛ کیوں کہ آپ ﷺ کی والدۂ ماجدہ بنو زہرہ سے تھی اور مدینہ منورہ میں تو آپ ﷺ کے دادا "عبدالمطلب" کا ننھیال ہے؛ مگر عربوں میں دادا کے ننھیال کو پوتے کا ننھیال بھی کہہ دیا کرتے ہیں اور دادا کے ماموؤں کو پوتے کے ماموں کہہ دیا جاتا ہے؛ اِس لیے آپ ﷺ نے بنو نجار کی فیملی والوں کو اپنا ماموں بتایا۔

حضرت اُمِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کی پوری فیملی کا ایمان لانا

حضرت اُمِّ ہشام بنتِ حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا بڑی خوش نصیب خاتون ہے، اُن کی پوری فیملی حضور ﷺ کی مدینہ منورہ آنے سے پہلے ایمان لے آئی تھی، ہجرت سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ مدینہ منورہ داعی اور استاذ بن کر گئے تھے، اور حضرت اسعد بن زُرارہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ کے گھر پر قیام کیا، اُس وقت اِس خوش نصیب خاتون کے والدِ ماجد حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ایمان لائے، اُن کی اتباع میں اُن کی پوری فیملی؛ حضرت اُمِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا، اُن کی بہنیں: سودہ، عَمرہ، اُمِّ کلثوم اور امۃ اللہ وغیرہ ایمان لے آئیں۔

حضرت اُمِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے والد کی خدمات

جب باپ اچھا ہو تو اولاد پر اُس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ حضرت اُمِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے ابا جان حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ بدر سے لے کر تبوک تک تمام جنگوں میں

شریک رہے، حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بدر کے موقع پر اُن کی بہادری سے خوش ہو کر اُن کی تعریف کی، حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے والد بالکل سادہ زندگی گزارنے والے صحابیِ رسول تھے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فیملی کے لیے مکانات

حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے والد حضرت حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بہت خدمت کی، اِن کے پاس بہت سارے مکانات تھے، حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پاک بیٹیاں: حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا وحضرت امِّ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا اور دوسرے فیملی والے جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے اُن کے رہنے کے لیے اپنے مکانات پیش کر دیے۔

حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے لیے گھر کا انتظام

جب حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شادی حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا سے ہوئی تو وہ بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے والدِ محترم حضرت حارثہ بن نعمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کے گھر کے ایک کمرے میں ہی رہتی تھی۔

حضرت ماریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے لیے گھر کا انتظام

سبحان اللہ! کیا خدمت کا جذبہ تھا! انھوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اُن کی فیملی کو رہنے کے واسطے گھر دے دیے، جب مصر (egypt) کے بادشاہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے حضرت ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کو ہدیہ کے طور پر بھیجا تو اُن کے لیے بھی حضرت حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ نے گھر کا انتظام کر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے مکان کی پیش کش

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی سے دور رہتے تھے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری بیٹی! مجھے تم سے ملنے کے لیے دور تک آنا پڑتا ہے، میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تم مسجد کے قریب رہنے کے لیے آجاؤ۔ جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انھوں نے بذاتِ خود آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کش کی کہ:

"یارسول اللہ! آپ بی بی فاطمہ کو اپنے گھر کے قریب بلالیجیے، میرے گھر آپ کے لیے بنو نجار کے گھروں سے زیادہ قریب ہیں، میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، اللہ کی قسم! آپ میری جو چیز قبول کر لیتے ہیں وہ مجھے اُس چیز سے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے جس کو آپ نے قبول نہ کیا ہو"۔

یہ بات سُن کر حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان پر دعائیہ کلمات جاری ہو گئے کہ: تم نے سچ کہا: اللہ تمھیں برکت دے۔

اب تو مجھے حارثہ سے کہنے میں شرم آتی ہے

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اتنے سارے گھر بہ خوشی دے دیے کہ جب حضرت فاطمہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے گھر کی بات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اب تو مجھے حارثہ کو کہتے ہوئے شرم آتی ہے"۔

کسی غریب کے لیے گھر کا انتظام کر دینا بہت بڑی نیکی ہے

میری بہنو! کسی کے لیے گھر کا انتظام کر دینا بہت بڑی نیکی کا کام ہے، کوئی دوسرے ملک سے آوے اور آپ کے پاس زائد (extra) گھر ہو، تو اُس کو

فری میں رہنے کے لیے دو، جب وہ سیٹ ہو جائے گا تو وہ اپنا انتظام کر لے گا۔ آپ کے پاس زائد گھر ہو تو غریبوں کو رہنے کے لیے دینا چاہیے، یہ بہت بڑی نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (مسلم:۲۶۹۹)

ترجمہ: جو شخص کسی مومن کی دنیا کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور فرما دے گا۔

اسی روایت میں آگے مذکور ہے:

وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ. (مسلم:۲۶۹۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا ماں کی خدمت کرنا

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی بھی خوب خدمت کرتے تھے، باوجود مال دار ہونے کے وہ اپنی اماں کے کپڑے خود دھوتے تھے، خود سے کھانا بناتے، انھیں اپنے ہاتھ سے لقمہ بنا بنا کر کھلاتے تھے، اپنی امی کے بالوں میں تیل لگاتے، انھیں کنگھی کر دیتے تھے، اتنی ساری خدمت کے باوجود جب ماں کچھ کہتی اور انھیں سمجھ نہ آتا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے؟ تو ہاتھ باندھ کر ادب سے ماں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور اپنی بیوی سے کہتے کہ:

امِّ ہشام! امّی کو ذرا دھیان سے سنو کہ وہ کیا کہہ رہی ہے؟

ماں کی خدمت کا بدلہ "جنت میں قرآنِ کریم پڑھنے کا اعزاز"

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی امی کی اتنی خدمت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دنیا میں ہی جنت کی خوش خبری دے دی۔ امی جان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ. كَذَاكُمُ الْبِرُّ، كَذَاكُمُ الْبِرُّ. وَقَالَ مَرَّةً: عَنْ عَائِشَةَ إِنْ شَاءَ اللهُ. (مسندِ احمد: ۲۴۰۸۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں قرآنِ کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ: یہ "حارثہ بن نعمان" ہیں، تمھارے نیک لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں، نیک لوگ اسی طرح ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو خوش خبری دی کہ: اللہ تعالیٰ نے تمھیں والدہ کی فرماں برداری کی برکت سے جنت میں قرآنِ کریم پڑھنے کا موقع دیا۔

راوی نے ایک مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

مسلمانوں کو حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرح ماں کی خدمت کرنی چاہیے

ایک موقع پر فرمایا کہ:

"تمام مسلمانوں کو اپنی ماں کی ایسی خدمت کرنی چاہیے، جیسی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کی خدمت کی"۔

حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے، حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے؛ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے سلام نہیں کیا؛ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلل (disturb) نہ ہو۔ جب وہ دوسری بار آئے تو حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ:

حارثہ! تم نے اُس آدمی کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ بات چیت کر رہا تھا۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! میں نے انھیں دیکھا تھا۔

اُس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حارثہ! وہ جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھے، اور وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ: یہ حارثہ مجھ کو سلام کرتے تو میں جواب دیتا۔

۸۰ / فی صد صحابہ میں سے ایک

کیسے خوش نصیب صحابی تھے کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات کہہ رہے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ: یہ اسّی (۸۰) فیصد (percent) میں سے ایک آدمی ہے۔ پوچھا گیا کہ: ۸۰ / فیصد میں سے ایک ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو کہا کہ: یہ حنین کی طرف اشارہ ہے کہ جب حنین میں لوگ اِدھر اُدھر ہو جائیں گے تو اسّی (۸۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے حفاظت کے لیے رہیں گے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی فیملی کو جنت کی بشارت

پھر سیدنا جبریلِ امین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی فیملی کے لیے یہ خوش خبری سنائی کہ: اللہ تعالیٰ نے حارثہ اور اُن کی اولاد کے لیے جنت میں روزی دینا اپنے ذمے میں لے رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود یہ ذمہ داری لی ہے کہ اُن کو اور اُن کی فیملی کو جنت میں روزی دیں گے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا حال

حضرت امِّ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدِ ماجد حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بڑے سخی تھے، اُن کی سخاوت کی ایک عجیب بات سننے جیسی ہے، آخری زندگی میں جب اُن کی آنکھ کمزور ہوگئی اور اُن کو نظر نہیں آتا تھا تو گھر میں جہاں وہ نماز پڑھتے تھے، وہاں سے لے کر دروازے تک ایک رسّی باندھ دی تھی، اور اپنے پاس ایک کھجور کا بھرا ہوا ٹوکرا رکھتے تھے، جب دروازے پر کوئی سوال کرنے آتا تو رسی کے سہارے دروازے کے پاس جاتے اور سوال کرنے والے غریب کو کھجور دیتے۔ جب گھر والوں نے کہا کہ: آپ خود کیوں تکلیف اٹھاتے ہو؟ یعنی گھر میں سے کسی کو کہہ دو تو وہ غریب کو صدقہ دے دے گا۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ:

میں نے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: غریب مسکین اور سائل یعنی سوال کرنے والے کو جو اپنے ہاتھ سے صدقہ دے گا، اللہ تعالیٰ اُس کو بری

موت سے بچاتے ہیں۔

حضرت اِمّ ہشام رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے کھانا پہنچانا

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مکان پر رہتے تھے، حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پڑوس ہی میں حضرت اِمّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا گھر تھا۔حضرت اِمِ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو یہ سنہرا موقع (golden chance) ملا تو انھوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچایا، اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس کو کھایا۔کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اُن کے گھر سے حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کھانا کھایا۔

ڈھائی سال تک ایک تنور

اُس زمانے کی ایک عجیب بات سنو:

حضرت اِمِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا گھر بالکل پاس پاس میں تھا، دو یا ڈھائی برس تک حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت اِمِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تنور (روٹی پکانے کا چولہا) ایک ہی تھا۔

سبحان اللہ ! حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں اِس سے تعلیم دی کہ پڑوسی کے ساتھ کیسے رہنا چاہیے، ایک ہی تنور سے دونوں گھروں میں روٹی بنتی تھی۔کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ جس کو مشترک (common) رکھنے میں دو تین فیملی کا فائدہ ہو جاتا ہے، خرچہ بھی کم ہوتا ہے اور سب کا کام چل جاتا ہے۔

ابوظھبی (abu dhabi) میں اجتماعی ہریسہ

ابوظھبی (abu dhabi) سے ایک طالبِ علم پڑھنے کے لیے آیا تھا، وہ ہمارے یہاں سے عالم بن کر گیا، اُس نے ایک عجیب بات سنائی کہ:
وہاں ہریسہ بنتا ہے، یہ کھچڑے اور حلیم کی ہائی کالیٹی (Top quality) ہوتی ہے، وہاں عموماً اُس میں تقریباً پچاس (۵۰) چیزیں ملاکر ہریسہ بناتے ہیں، وہ طالبِ علم بتارہا تھا کہ: وہاں پانچ سے دس گھر کی عورتیں آپس میں پہلے طے کرتی ہیں کہ اِن چیزوں میں سے فلاں فلاں یہ لے کر آئے گی، فلاں یہ لے کر آئے گی، اِس طرح ہر ایک کے حصے میں کچھ چیزیں آتی ہیں، سب آپس میں مثلاً پانچ پانچ چیزیں تقسیم کر لیتی ہیں، پھر وہ پانچ دس گھر کی عورتیں ایک جگہ جمع ہوکر ہریسہ بناتی ہیں اور اپنے اپنے گھر میں جتنا چاہے ضرورت کے مطابق برتن میں بھر کر لے جاتی ہیں، اِس سے بوجھ (load) بھی کم ہوتا ہے اور کھانا بھی اچھا بنتا ہے اور محبت بھی بڑھتی ہے، مجھے یہ طریقہ بہت اچھا لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی زبان سے سورۂ قٓ سُن کر یاد کرنا

حضرت اُمِّ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہا براہِ راست (Direct) حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبے میں اور فجر کی نماز میں "سورۂ قٓ" پڑھتے تھے اور اِن کا گھر بالکل مسجدِ نبوی کے پاس تھا تو انھوں نے ڈائریکٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی پوری سورۂ قٓ حفظ کر لی۔

آپ اندازہ لگائیں کہ: کیسی قرآنِ کریم کی شوق رکھنے والی خاتون ہوگی! اور

کتنا دھیان سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرآن سنتی ہو گی کہ ڈائریکٹ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبانی سنا اور اسے زبانی یاد کر لیا۔

بیعتِ رضوان میں شرکت کا شرف

حضرت امِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کتبِ حدیث میں دس (۱۰) احادیث منقول ہیں، یہ خاتون ہجرت کے چھٹے سال صلحِ حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان میں شامل تھیں، اُن کو دو دو مرتبہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کرنے کا سنہرا موقع ملا، یہ بڑی خوش نصیب خاتون ہے اور ایسی خوش نصیب ہستیوں ہی کو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوش خبری سنائی:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ (مجادلہ:۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہوں گے۔

بیعتِ رضوان میں شرکت کرنے والوں کے لیے بشارت

جو مرد اور عورت بالکل شروع میں ایمان لائے اور بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے، اُن کے لیے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (ترمذی:۳۸۶۰)

ترجمہ: حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جن لوگوں نے (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل

نہیں ہو گا''۔

دوسری حدیث میں کچھ اِس طرح ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيَدْخُلَنَّ الجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الجَمَلِ الأَحْمَرِ. (ترمذی:۳۸۶۳)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی (یعنی بیعتِ رضوان میں شریک رہے) وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے، سوائے سرخ اونٹ والے کے''۔

لال اونٹ والا ایک منافق ''جُد بن قیس'' تھا

حضرت اُمِّ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِس مبارک بیعت میں شریک تھی، اِن بیعت کرنے والوں میں ایک لال اونٹ والا منافق بھی تھا اور وہ منافق ایسے ہی گھومتے گھومتے آ گیا تھا؛ اِس لیے حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ جنت میں نہیں جائے گا، اِس کے علاوہ باقی جتنے بھی لوگوں نے بیعتِ رضوان میں شرکت کی، وہ سب جنت میں جائیں گے اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حضرت اُمِّ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوبیاں ایک نظر میں

الغرض! حضرت اُمِّ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی خاتون ہیں:

① جن کو بیعتِ رضوان میں شرکت کا موقع ملا۔

② یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑوسی رہی۔

③ اِن کے خاندان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو گھر دیا۔

④ انھوں نے ڈائریکٹ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قرآنِ کریم سنا اور یاد کیا۔

⑤ یہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نانی کے خاندان سے تعلق رکھنے والی عورت تھی۔

⑥ اُن کا روٹی پکانے کا چولہا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ رہا۔

⑦ اُن سے تقریباً دس (١٠) احادیث کتبِ حدیث میں منقول ہیں۔

⑧ ابتداء میں اسلام لانے والوں میں شامل ہے۔

⑨ ان کی تربیت ایسے ہاتھ ہوئی جنھوں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خوب خدمتیں کیں۔

⑩ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے کھانا بنا کر بھیجنے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

حضرت اِمِّ ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا میں کئی خوبیاں اور اچھے اوصاف ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن خوبیوں کو اپنی زندگی میں اپنانے کی توفیق و سعادت عطا فرمائیں، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

شہیدہ وقاریہ حضرت
امِّ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ (احزاب:۳۵)

ترجمہ: یقیناً مسلمان (یعنی فرماں بردار) مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور عبادت کرنے والے مرد اور عبادت کرنے والی عورتیں اور سچائی والے مرد اور سچائی والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے (یعنی دل سے جھکنے والے) مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور (اپنی شرم گاہ کی) حفاظت کرنے والی عورتیں

اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (اللہ تعالیٰ کا بہت) ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا (شان دار) بدلہ تیار کر رکھا ہے۔

حضرت اِمِّ ورقہ بنتِ عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کون؟

آج کی اِس مجلس میں آپ لوگ ”حضرت اِمِّ ورقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا“ کے بارے میں کچھ باتیں سنیں گے، یہ عورت مدینہ کے انصار خاندان سے تعلق رکھتی تھی، انصاری خاندان بنو مالک ابنِ نجار کے خاندان سے اُن کا تعلق تھا، اِس عورت کا نام ”لیلیٰ“، اُن کی کنیت ”امِّ ورقہ“ اور اُن کے القاب ”شہیدہ“ اور ”قاریہ“ ہیں۔ اِس عورت کو ایسی خوبی ملی جو اُن سے پہلے کسی کو نہیں ملی اور اُن کے بعد کسی کو نہیں مل سکتی۔

حضرت اِمِّ ورقہ رضی اللہ عنہا کو امامت کی اجازت

یہ خوبی حدیث شریف میں آئی ہوئی ہے:

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رضي الله عنها بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا. (ابوداود:۵۹۲)

ترجمہ: حضرت نبیِ کریم ﷺ حضرت اِمِّ ورقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ملنے اُن کے گھر تشریف لے جاتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا، جو اذان دیتا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔

یہ خصوصیت صرف حضرت اِمِّ ورقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حاصل ہے کہ انھیں اپنے خاندان والوں کو امامت کروانے کی اجازت ملی، یہ حکم اُن کی زندگی تک صرف اُن کی

ذات کے لیے خاص تھا۔

حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کی چند خوبیاں

حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا وہ خوش نصیب عورت ہیں جو ہجرت کے بعد ایمان لائیں اور انھیں اللہ تعالیٰ نے کئی ایک خوبیوں سے نوازا تھا:

① حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا پورے قرآنِ کریم کی حافظہ تھیں۔ بہت کم ایسی صحابیات ہیں جنھوں نے پورا قرآن شریف حفظ کیا ہو، اُن چند صحابیات میں سے جنھوں نے قرآن شریف مکمل حفظ کیا، ایک نام حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کا ہے۔

② حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا نمازیں بہت پڑھتی تھیں۔

③ حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا بہت اچھی عبادت کرنے والی خاتون تھیں۔

④ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کا بہت لحاظ (respect) کرتے تھے، اُن کی قدر کرتے تھے۔

چلو! ہم شہیدہ سے ملنے چلیں

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کبھی فرماتے تھے کہ: چلو! شہیدہ کے گھر چلیں۔

فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ وَرَقَةَ رضي الله عنها يَقُولُ: انْطَلِقُوا نَزُورُ الشَّهِيدَةَ. (مسندِ احمد: ۲۷۲۸۲)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنہُ نے فرمایا کہ: حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: آؤ! شہیدہ کی زیارت کر کے آئیں۔ جس وقت حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انھیں ''شہیدہ'' کا لقب

دیا، اُس وقت کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ حضور ﷺ سے پوچھے کہ: حضور! آپ حضرت اُمِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کو شہیدہ کیوں فرماتے ہیں؟

ہر جمعہ کو حضرت اُمِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا سے ملاقات

ایک روایت میں ہے کہ: حضرت نبِیِ کریم ﷺ ہر جمعہ کو حضرت اُمِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رضي الله عنها: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَزُورُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ. (مسندِ احمد: ۲۷۲۸۲)

ترجمہ: حضرت اُمِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے حوالہ سے مروی ہے کہ حضرت نبِیِ کریم ﷺ ہر جمعہ کے دن ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

جنگِ بدر میں شرکت کی درخواست اور شہادت کا شوق

جب بدر کی جنگ ہوئی تو حضرت اُمِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا حضور ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ:

حضور! آپ مجھے بھی بدر لے چلو، میں بیماروں کی خدمت کروں گی، زخمیوں کا علاج کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے ”شہیدہ“ بنا دیوے۔

حضرت نبِیِ کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ:

اُمِّ ورقہ! تم اپنے گھر میں ہی رہو، اللہ تعالیٰ تم کو وہیں شہادت کا درجہ عطا فرمائیں گے۔

وَأَنَّهَا قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ - يَوْمَ بَدْرٍ - أَتَأْذَنُ لِي، فَأَخْرُجُ مَعَكَ. أُمَرِّضُ

مَرْضَاكُمْ، وَأُدَاوِي جَرْحَاكُمْ، لَعَلَّ اللهَ يُهْدِي لِي شَهَادَةً؟ قَالَ: «قَرِّي فَإِنَّ اللهَ عز وجل يُهْدِي لَكِ شَهَادَةً». (مسندِ احمد: ۲۷۲۸۲)

ترجمہ: انھوں نے غزوۂ بدر کے موقع پر عرض کیا تھا کہ: اے اللہ کے نبی! کیا مجھے اپنے ساتھ بدر چلنے کی اجازت دیتے ہیں، میں آپ کے مریضوں کی تیمار داری کروں گی اور زخمیوں کا علاج کروں گی، شاید اللہ مجھے شہادت سے سرفراز کر دے؟ حضرت نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: تم یہیں رہو، اللہ تمھیں شہادت عطا فرما دیں۔

حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں ہی رہتی تھی، دن بھر قرآن شریف پڑھتی تھی، قرآنِ کریم کے معانی (Means) اور اُس کی تفسیر سمجھتی تھی اور رات میں تہجد پڑھتی تھی اور اللہ اکبر، اِس خوش نصیب خاتون نے بڑی سادگی کے ساتھ زندگی گزاری۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اُن کے گھر جاکر سلام دعا فرمانا

حضرت نبیِ کریم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضراتِ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبیِ کریم ﷺ کی اتباع میں اُن کے گھر جاتے تھے، انھیں سلام کرتے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب امیر بنے اور فجر کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے ہوتے ہوئے گزرتے تھے، اس وقت حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں قرآن شریف کی تلاوت کرتی تھی۔

تہجد کی نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کا معمول بناؤ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہتے تھے کہ:

”دیکھو! یہ میری عزت والی خالہ حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا قرآن شریف پڑھ رہی ہیں“۔

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنہ انھیں کہتے تھے کہ:

میری خالہ جان! تم رات کو تہجد میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑی ہوتی ہو۔ تمھیں مبارک ہو، تمھیں مبارک ہو، تمھیں مبارک ہو۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنہ فجر پڑھا کر جب واپس ہوتے تو اُس وقت بھی حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا قرآنِ کریم پڑھتی رہتی تھی۔

پرانے زمانے کی بہت سی خواتین میں یہ مشترکہ خوبی تھی کہ وہ صبح صبح جلدی تہجد میں اٹھ جاتی تھی اور دیر تک اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز میں کھڑی ہوتی تھی اور صبح صبح قرآن شریف کی تلاوت بھی خوب کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسی توفیق عطا فرماوے۔

غلام و باندی کی طرف سے احسان فراموشی اور ظلم

حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے گھر میں ایک غلام تھا، اور ایک کام کرنے والی باندی تھی، حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا اُن کو بہت اچھی طرح رکھتی تھی، انھیں خرچہ بھی دیتی تھی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے اُن دونوں سے وعدہ کیا تھا کہ: میرے انتقال کے بعد تم دونوں آزاد ہو؛ لیکن اُن دونوں کی طبیعت گندی اور نیت خراب تھی، اُن دونوں غلام و باندی نے ایک مرتبہ رات کو حضرت امِّ ورقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کو چادر میں اس طرح کَس کر لپیٹ دیا کہ ان کا سانس گھٹنے لگا اور کھینچ کر گھر کے ایک کونے میں

ڈال دیا، جس کی وجہ سے حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شہید ہوگئی۔

صبح جب اُن کی تلاوت کی آواز سنائی نہیں دی

یہ گندا و گھناؤ ناکام کرکے وہ دونوں غلام و باندی بھاگ گئے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کے لیے اُن کے گھر کے پاس سے گزرے تو انھیں حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ عنہا کے تلاوتِ قرآن کی آواز نہیں آئی، انھوں نے دوبارہ تلاوت سننے کی کوشش کی؛ مگر پھر بھی آواز نہ آئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دل میں شک ہوا، وہ جلدی سے مسجد گئے، نماز پڑھائی اور حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی کہ: خالہ جان! آپ کہاں ہیں؟ لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے چین ہوگئے، آخر کار کسی بھی طرح سے دروازہ کھول کر اندر گئے اور حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تلاش کیا، وہ گھر میں کہیں نظر نہیں آرہی تھی، اِدھر اُدھر بہت تلاش کیا، آخر گھر کے ایک کونے میں چادر میں لپیٹی ہوئی ایک لاش ملی، جب چادر ہٹائی گئی تو وہ حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لاش تھی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھتے ہی فرمایا کہ: «صَدَقَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم» اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ بات فرمائی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں کہتے تھے کہ: چلو! شہیدہ کے پاس چلتے ہیں۔ اُس وقت سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں ”شہیدہ“ کیوں کہہ رہے ہیں؛ لیکن آج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشاد کی حقیقت کو سمجھ گیا۔

دونوں مجرموں کو پکڑ کر سولی

دوسری طرف غلام باندی کو پکڑنے کے لیے بھیجا، انھیں پکڑ کر لایا گیا، اِن دونوں کو مدینہ منورہ کے دروازے پر پھانسی دے دی گئی، یہ پہلے مجرم تھے جن کو مدینہ منورہ میں سولی کی سزا سنائی گئی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی سننِ کبری میں یہ روایت ہے:

... وَإِنَّهَا غَمَّتْهَا جَارِيَةٌ لَهَا وَغُلَامٌ كَانَتْ قَدْ دَبَّرَتْهُمَا فَقَتَلَاهَا فِي إِمَارَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَقِيلَ: إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ رضی اللہ عنہا قَتَلَتْهَا جَارِيَتُهَا وَغُلَامُهَا، وَأَنَّهُمَا هَرَبَا، فَأُتِيَ بِهِمَا فَصَلَبَهُمَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبَيْنِ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، كَانَ يَقُولُ: «انْطَلِقُوا نَزُرِ الشَّهِيدَةَ».

(سنن الكبرى للبيهقي:۵۳۵۳)

ترجمہ: ... ان کی لونڈی اور غلام نے مل کر ان کو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے دورِ حکومت میں مار ڈالا۔ کہا گیا کہ: اِمّ ورقہ کو اس کے غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا ہے اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ ان کو پکڑ کر لایا گیا اور سولی دی گئی۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحیح فرمایا تھا کہ چلو ہم شہیدہ سے ملنے چلیں (یعنی واقعۃً ان کو شہادت ملی)۔

دینی بہنو! حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی بات ہمیشہ صحیح اور سچی ہی نکلتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا کہ یہ شہیدہ عورت ہے تو حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اُس وقت تو سمجھ میں نہیں آیا تھا؛ لیکن اُنھیں یقین تھا کہ حضور

ﷺ نے فرمادیا تو ویسا ہی ہونے والا ہے اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی فرمائی ہوئی باتوں پر یقینِ کامل نصیب فرماوے، حضرت امِّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ جو پاکیزہ خوبیاں اور اوصاف تھے، اللہ تعالیٰ وہ سارے اوصاف ہمیں بھی نصیب فرماوے، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

خطیبُ النِّساء حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهُ وَنَسۡتَعِيۡنُهُ وَنَسۡتَغۡفِرُهُ، وَنُؤۡمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ، وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ أَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّآتِ أَعۡمَالِنَا، مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشۡهَدُ أَنۡ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهُ لَا شَرِيۡكَ لَهُ، وَنَشۡهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيۡعَنَا وَحَبِيۡبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهُ وَرَسُوۡلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصۡحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهۡلِ بَيۡتِهِ وَأَهۡلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسۡلِيۡمًا كَثِيۡرًا كَثِيۡرًا، أَمَّا بَعۡدُ!

فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالۡمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ؕ (بقرہ:۲۲۸)

ترجمہ: اور جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہو وہ عورتیں تین مرتبہ حیض آنے تک خود کو روکے رکھیں۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کا تعارف

آج کی اِس مجلس میں ہم جنت کی خوش خبری پانے والی ایک نیک خاتون؛ حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کا تذکرہ کریں گے۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا وہ نیک خاتون ہیں جو حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دینی مسائل پوچھا کرتی تھیں، بلکہ مدینہ منورہ میں عورتوں کی طرف سے سوال کرنے میں ہمیشہ آگے آگے رہا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا اور حضرت امِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے بعد سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والی خواتین میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے۔

ان کی کنیت ''اُمِّ سلمہ''اور ''اُمِّ عامر'' بیان کی جاتی ہے۔ اِن کی والدہ کا نام ''اُمِّ سعد'' تھا، اور اِن کے شوہر مشہور صحابی ''حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ'' تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے کَزِن (پھوپھی زاد بھائی) ہوتے ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے ہی ایمان لے آئی تھیں، جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ میں دینِ اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کے لیے آئے، تو ان کی محنت اور کوشش سے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی بہن ''حوّا'' نے اسلام قبول کیا۔ وہ اور ان کا پورا خاندان ایمان لے آئے اور دینِ اسلام میں داخل ہو گئے۔ مشہور انصاری خاندان: اوس آپ ہی کا خاندان ہے۔

(تذکارِ صحابیات: ص ۴۰۸۔۴۰۹، نساء حول الرسول: ص ۱۰۶، سیر الصحابیات: ص ۱۶۶)

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چار خوبیاں

یہ خاتون بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں:

① سب سے پہلی خوبی یہ تھی کہ وہ بہت ہوشیار اور سمجھ دار تھیں۔

② دوسری خوبی یہ کہ وہ نہایت دین دار اور شریعت کی باتوں پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔

③ تیسری خوبی یہ کہ ان کی تقریر بہت شاندار ہوتی تھی۔ اِس لیے انہیں ''خَطِیْبُ النِّسَاء'' کہا جاتا تھا؛ یعنی عورتوں میں بہترین انداز میں بیان کرنے والی خاتون۔

④ چوتھی خوبی یہ تھی کہ اللہ کے راستے میں جہاد، قتال اور دینی خدمت کے جذبے میں وہ بہت آگے تھیں۔ (حیاتِ صحابیات کے درخشاں پہلو: ۱۷۱)

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کا انوکھا سوال

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کے ساتھ تشریف فرما تھے، کہ عورتوں کی ایک جماعت وہاں آئی، جس کی نمائندگی حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کر رہی تھیں۔حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا بڑے ادب و احترام سے آگے بڑھیں اور عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہم ایمان والی عورتیں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں، دونوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ ہم عورتیں تو گھروں میں رہتی ہیں۔مرد مسجد میں جاکر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں، جمعہ پڑھتے ہیں، جنازے کی نماز پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، اور جہاد میں شرکت کرتے ہیں؛ لیکن ہم عورتیں گھر میں رہ کر بچوں کی تربیت کرتی ہیں، شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، گھر کے کپڑے خود تیار کرتی ہیں“۔

دینی بہنو! اُس زمانے میں عورتیں اپنے ہاتھ سے کپڑا بُنا کرتی تھیں، چرخے پر روئی سے دھاگا بُنتی تھیں اور سوت کات کر کپڑا تیار کرتی تھیں۔

کیا ہمیں مرد کے برابر ثواب ملے گا؟

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے عرض کرنے کا حاصل یہ تھا:

”حضور! ہم گھر کے کام کرتے ہیں، مرد دین کے بڑے بڑے کام باہر جاکر انجام دیتے ہیں۔اب سوال یہ ہے: کیا ہمیں بھی ان نیک اعمال میں مردوں کی طرح

ثواب ملے گا؟"

یہ سوال اتنے خوب صورت انداز میں پوچھا گیا کہ حضرت نبیِ کریم ﷺ مسکرا دیے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے فرمایا:

"کیا تم نے کبھی کسی عورت سے ایسی شاندار بات سنی ہے؟"

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ! ہم نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کوئی عورت ایسی شاندار بات کرسکتی ہے"۔

مردوں کے برابر اجر و ثواب

حضرت نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا:

"اُن عورتوں کو جاکر کہو، جنھوں نے تمھیں بھیجا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی بات مانے، اس کی خدمت کرے، اور شریعت کے احکام کی پابندی کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے مردوں کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں"۔

یعنی مرد گھر سے باہر جاکر جو نیکیاں اور اجر کماتے ہیں، اگر عورتیں گھر میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی گزاریں، شوہر کی خدمت کریں، تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی ویسا ہی ثواب عطا فرماتے ہیں۔

یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوش ہوئیں اور بلند آواز سے "لا إله إلا الله" پڑھتی ہوئی عورتوں کی مجلس میں واپس چلی گئیں۔ (تذکارِ صحابیات: ۴۰۷)

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خالہ کا واقعہ

عجیب بات یہ ہوئی کہ جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت نبیِ کریم ﷺ

کے پاس آئیں تو ان کی خالہ بھی ساتھ تھی، اور ان کی خالہ نے اپنے ہاتھ میں سونے (Gold) کے کنگن، چوڑیاں اور انگوٹھیاں (باعث ઝીટીચ) پہن رکھی تھیں۔ حضرت نبیِ کریم ﷺ نے ان کی خالہ سے پوچھا:

”خالہ جان! آپ یہ سب سونا (Gold) پہنتی ہو، کیا زکاۃ دیتی ہو یا نہیں؟“

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنہَا کی خالہ نے سچ بات کہہ دی: نہیں، میں زکاۃ نہیں دیتی۔

حضرت نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم کو یہ پسند ہے کہ آخرت میں اس سونے (Gold) کے بدلے تمھارے ہاتھوں میں جہنم کی آگ کی چوڑیاں اور کنگن پہنائے جائیں؟“

یہ حدیث بہت دھیان سے سنو! زیورات پہنو تو زکاۃ ادا کیا کرو، زکاۃ ادا نہیں کروگے تو اس کی سزا میں جہنم کی آگ کے زیورات تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے اپنی خالہ سے کہا کہ:

”خالہ جان! یہ ہاتھوں میں جتنا سونا (Gold) ہے نکال دو“

انھوں نے ہاتھوں سے سارا سونا (Gold) نکال کر پھینک دیا۔

حضرت اسماء بنتِ یزید اور اُن کی خالہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُمَا کیسی پاک جذبے والی صحابیہ عورتیں تھیں کہ اس بات کی بھی کوئی فکر نہیں کہ کوئی اٹھا لے گا یا لے جائے گا۔

تب تو شوہر ہماری طرف متوجہ نہ ہوں گے

پھر حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے نبیِ کریم ﷺ سے ایک عجیب سوال کیا:

”حضور! اگر ہم زیورات یا سونا (Gold) نہیں پہنیں گے تو شوہر ہم سے محبت نہیں کریں گے، ان کی نظر میں ہم معمولی سمجھی جائیں گی“۔

سونے کے زیورات نہ ہو تو چاندی کے پہن لو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر سونا (Gold) نہیں ہے، تو چاندی (Silver) کا زیور بناؤ، اور اس پر زعفران لگا دو“۔ (مسندِ احمد: ۲۷۶۰۲)

زعفران لگانے کی وجہ سے چاندی (Silver) بھی سونے (Gold) کی طرح چمک جائے گی اور چاندی (Silver) سستی بھی ہوتی ہے“۔

(تذکارِ صحابیات: ۴۰۹-۴۱۰، صحابیات طیبات: ۱۰۴-۱۰۵)

کتنی اچھی تدبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی کہ اگر کوئی عورت غریب یا مڈل کلاس کی ہے اور سونا (Gold) نہیں پہن سکتی تو چاندی (Silver) پہن لے اور اس پر زعفران لگا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقت کے تقاضے کو دیکھ کر حضراتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اچھی ہدایات (guidelines) دیتے تھے۔

روایت:

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ كَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ جَاءَتْهُ خَالَتِي. قَالَتْ: فَجَعَلَتْ تُسَائِلُهُ وَعَلَيْهَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: أَيَسُرُّكِ أَنَّ عَلَيْكِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟! قَالَتْ: قُلْتُ: يَا خَالَتِي، إِنَّمَا يَعْنِي سِوَارَيْكِ هَذَيْنِ، قَالَتْ: فَأَلْقَتْهُمَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّهُنَّ إِذَا لَمْ يَتَحَلَّيْنَ، صَلِفْنَ عِنْدَ أَزْوَاجِهِنَّ، فَضَحِكَ

رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَقَالَ: أَمَا تَسْتَطِيعُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَجْعَلَ طَوْقًا مِنْ فِضَّةٍ، وَجُمَانَةً مِنْ فِضَّةٍ، ثُمَّ تُخَلِّقَهُ بِزَعْفَرَانٍ، فَيَكُونُ كَأَنَّهُ مِنْ ذَهَبٍ، فَإِنَّهُ مَنْ تَحَلَّى وَزْنَ عَيْنِ جَرَادَةٍ مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ خَرْبَصِيصَةٍ - كُوِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(مسندِ احمد: ۲۷۶۰۲)

غزوۂ خندق میں حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی فیملی کی قربانی

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا خاندان بھی بہت اچھا تھا۔غزوۂ خندق کے موقع پر ان کی فیملی کے لوگوں نے حضرت نبیِ کریم ﷺ اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے اور دشمنوں سے آپ ﷺ کا دفاع (defence) کرنے کے لیے پوری محنت کی اور دین کے لیے اپنی جان تک لگادی۔

جب دشمنوں نے حضرت نبیِ کریم ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو انصاری صحابہ آگے بڑھے اور دشمنوں سے آپ ﷺ کا زوردار دفاع (بچاؤ) کیا۔

(صحابیات طیبات: ۱۰۶-۱۰۷)

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حضور ﷺ سے محبت

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت نبیِ کریم ﷺ کی سچی عاشقہ تھیں اور حضور ﷺ سے بے حد محبت اور بہت زیادہ عشق رکھتی تھیں۔احد کی لڑائی میں حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ابا، بھائی اور چچیرے بھائی (Cousins) شہید ہو گئے۔جب لوگوں نے حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بتایا کہ تمھارے ابا، بھائی اور کزن سب شہید ہو گئے ہیں، تو ایسا لگا کہ انھوں نے یہ بات سنی ہی نہیں۔

انھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ: یہ بتاؤ!

میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیسے ہیں؟

حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے

اتنے میں حضرت نبیِ کریم ﷺ تشریف لائے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنی زبان سے بولی:

كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ.

ترجمہ: آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے۔

یعنی اے اللہ کے نبی! آپ زندہ ہیں تو ساری مصیبتیں آسان ہیں، والد شہید ہوئے، اُن کا غم ہے، بھائی شہید ہوئے اُن کا غم ہے، دوسرے رشتے دار شہید ہوئے، اُن کا غم ہے؛ مگر آپ ﷺ زندہ ہیں، یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جنگوں میں شرکت

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی ہمت والی عورت تھیں کہ انھوں نے بہت سی لڑائیوں اور جنگوں میں بھی حصہ لیا:

① غزوہ خندق میں بھی تھیں۔
② فتحِ مکہ میں بھی تھیں۔
③ صلح حدیبیہ کے وقت بیعتِ رضوان میں بھی تھیں۔
④ خیبر میں بھی تھیں۔
⑤ غزوۂ حنین میں بھی تھیں۔
⑥ یرموک کی جنگ میں بھی تھیں۔ (صحابیات: ۱۰۶-۱۰۷)

حضور ﷺ کے لیے سویٹ ڈیش (Sweet dish)

خندق کے حالات تو آپ نے سنے ہیں۔ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُم پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودنے کا کام کرتے تھے۔ ہم مدینہ منورہ جاتے ہیں تو وہاں زیارت کے لیے بھی جاتے ہیں۔ خندق کی مسجد، وہ جگہ جہاں حضرت نبیِ کریم ﷺ کی دعا قبول ہوئی تھی وغیرہ سب مدینہ منورہ کی یادگار جگہیں ہیں۔

حضرت نبیِ پاک ﷺ اور صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُم پیٹ پر پتھر باندھ کر کھڈے کھود رہے تھے، اس وقت حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا نے ایک بہت بڑی پلیٹ لی، کھجور اور گھی ملا کر ایک میٹھے کھانے کی قسم (sweet dish) تیار کی، اور حضرت نبیِ پاک ﷺ کے لیے بھیجی۔ اُس وقت نبیِ پاک ﷺ حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے پاس تھے۔ حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کتنی اچھی عورت تھیں کہ جب حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے یہاں سے میٹھے کی پلیٹ (sweet dish) آئی تو اس میں سے ضرورت کے مطابق لے لیا، اور باقی دوسرے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُم میں تقسیم کر دیا۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُم نے پیٹ بھر کے کھایا؛ مگر کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ کھانا جیسا کا تھا، ویسا ہی بچا ہوا رہا۔

اچھی چیزیں بھی غریبوں کو دینی چاہیے

اس قصے میں ہمارے لیے ایک بہت بڑا سبق یہ ہے کہ:

میٹھے کی پلیٹ (Sweet dish) جیسی کھانے کی چیزیں بھی بھوکے لوگوں کو بہ طور ہدیہ بھیجنی چاہییں، جب کہ کچھ لوگوں کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ وہ صرف بچا ہوا

کھانا یا جس کو ہلکا کھانا سمجھا جاتا ہے، وہی دیتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو عمدہ سے عمدہ کھانا تقسیم کرنا چاہیے۔

جتنی ضرورت ہو، اُتنا رکھو اور باقی تقسیم کردو

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زیادہ کھانا آوے تو جتنا خود کے لیے ضروری ہو وہ رکھ لو اور باقی دوسروں میں بانٹ دو۔

بہت سے لوگوں کی طبیعت میں لالچ ہوتی ہے، اپنی ضرورت سے زیادہ چیزیں گھر میں جمع کرتے رہتے ہیں، پھر وہ سڑ جاتی ہیں، خراب ہو جاتی ہیں، تب غریب کو دینے کا خیال آتا ہے۔ ایسا مت کرو! جتنی ضرورت ہو، اُتنا ہی لو، باقی دوسروں میں تقسیم کردو۔

یرموک کی جنگ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بہادری کا حال

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر بنے، تب یرموک کی جنگ ہوئی۔ اِس لڑائی میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کے ساتھ مل کر ایسا زوردار، طاقتور دفاع (powerful defense) کیا کہ رومیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ صرف ایک لکڑی کے ذریعے نو (۹) رومیوں کو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہنم رسید کیا۔ اندازہ لگاؤ، کیسی بہادر اور باہمت عورت ہوں گی!

حیض کے بعد غسل کس طرح کیا جائے؟

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ انھوں نے حیض کے بعد غسل کا مسئلہ پوچھا۔ تو حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

باتیں ارشاد فرمائیں، میں اس کا خلاصہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

جب حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حیض کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلی بات یہ بیان فرمائی کہ:

”حیض کے بعد غسل کرنا ہو تو پانی میں بیری کے پتے ڈال کر اسے گرم کرو“۔

پرانے زمانے میں بدن اور سر کو دھونے کا طریقہ

پرانے زمانے میں، آج کی طرح مختلف شیمپو (Shampoo) اور صابن نہیں ہوا کرتے تھے۔ بیری کے پتے ہوتے تھے، لوگ اُس سے اپنے بدن اور سر کو صاف کرتے تھے؛ گویا اس طرح کی قدرتی چیزیں استعمال کی جاتی تھیں۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کریں تو وہ پانی سبز (ہرے) رنگ کا ہو جائے گا اور وہ قدرتی شیمپو (Shampoo) کا کام دے گا۔

بدن پر پانی کس طرح بہائیں؟

دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ:

اپنے سر کے بالوں پر پانی ڈالو، خوب اچھی طرح بالوں کو دھوؤ، اتنا دھوؤ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک؛ یعنی سر کی کھال اور چمڑی تک پہنچ جائے اور پھر پورے بدن میں جہاں کہیں بھی ناپاکی لگی ہو، اسے اچھی طرح صاف کرلو۔ اس کے لیے کوئی نارمل، صاف ستھری اور ہلکی خوشبو والی چیز بھی استعمال کر سکتے ہیں؛ + تاکہ حیض کی بدبو (smell) ختم ہو جائے۔ اس طرح حیض کے بعد اچھی طرح غسل کرنے کا طریقہ حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو مسئلے کے طور پر سکھایا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دلہنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیلی

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا وقت آیا، تو حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انھیں اچھی طرح تیار کیا۔ پھر جب کچھ انصاری عورتیں دلہن کو لینے کے لیے آئیں تو حضرت امِّ رومان رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس لے کر گئیں۔ (نساء مبشرات بالجنۃ: ۳۲-۳۴)

دلہن دیکھ کر زبان سے دعائیہ جملے کہو

انصاری عورتوں نے دلہن کو دیکھ کر کتنی اچھی بات کہی!

عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَۃِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ.

تمھارا آنا خیر کا ذریعہ ہو، برکت ہو اور نیک فال ہو۔

میری بہنو! ایسی دعائیں سیکھو! ہمارے یہاں جب دلہنوں کو تیار کرتے ہیں تو عورتیں صرف کپڑوں، زیورات اور مہندی پر تبصرے (Comments) کرتی ہیں کہ: ”ڈریس بہت اچھا، نیکلس (Necklace) بہت اچھا، مہندی بہت اچھی، میک اپ بہت اچھا“، بس ایسی کمنٹس (Comments) کرتی رہتی ہیں۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ دلہن کو دعائیں دو! انصاری صحابیات رضی اللہ عنہن نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دلہن کے روپ میں دیکھا تو انھوں نے دلہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعائیں دیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی اور دودھ کا پیالہ

حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رخصتی

کا وقت تھا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"ایک پیالہ یا پیالے جیسا برتن دودھ کا تھا۔ حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا دودھ پیا، اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہا کو دیا، وہ شرمانے لگیں، تو حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہا نے کہا: عائشہ! دودھ پی لو، یہ سنہرے موقع میں سے ہے!

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہا کا عاشقانہ طریقے سے دودھ پینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرماتے ہوئے دودھ لیا، ایک گھونٹ پی کر واپس دے دیا۔ پھر حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ تھوڑا سا پی کر حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہا کو دیا۔ حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہا کی محبت اور ہوشیاری دیکھیے! وہ دودھ کے پیالے کو گول گول گھمانے لگیں؛ تاکہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ لگا ہو، اسی جگہ اپنا منہ لگا کر دودھ پی سکیں اور برکت والی جگہ سے پی کر خوب برکتیں حاصل کریں۔

تمھیں پینے کا دل کر رہا ہے پھر بھی نا کہتے ہو؟

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی گہری محبت تھی! دوسری عورتیں بھی وہاں موجود تھیں۔ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی فرمایا:

دودھ پی لو! مگر وہ شرم کے مارے کہنے لگیں: "ابھی نہیں پینا"۔

اس پر حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بھوک لگی ہے؛ یعنی پینے کا دل ہے، اور اوپر سے "نا" بھی کہتی ہو!" (نساء مبشرات بالجنۃ: ۳۲-۳۴)

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، إِحْدَى نِسَاءِ

بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: لَا أَشْتَهِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ جِئْتُهُ، فَدَعَوْتُهُ لِجِلْوَتِهَا، فَجَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهَا، فَأُتِيَ بِعُسِّ لَبَنٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَتْ. قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَانْتَهَرْتُهَا، وَقُلْتُ لَهَا: خُذِي مِنْ يَدِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَتْ: فَأَخَذَتْ، فَشَرِبَتْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِي تِرْبَكِ». قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَلْ خُذْهُ، فَاشْرَبْ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ مِنْ يَدِكَ، فَأَخَذَهُ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهِ. قَالَتْ: فَجَلَسْتُ، ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى رُكْبَتِي، ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيرُهُ، وَأُتْبِعُهُ بِشَفَتِي لِأُصِيبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِنِسْوَةٍ عِنْدِي: «نَاوِلِيهِنَّ». فَقُلْنَ: لَا نَشْتَهِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا». فَهَلْ أَنْتِ مُنْتَهِيَةٌ أَنْ تَقُولَ: لَا أَشْتَهِيهِ؟ فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ، لَا أَعُودُ أَبَدًا. (مسند احمد: ۲۷۵۹۱)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تیار کرنے والی اور نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں انھیں پیش کرنے والی میں ہی تھی، میرے ساتھ کچھ اور عورتیں بھی تھیں، نبیِ کریم ﷺ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، جسے نبیِ کریم ﷺ نے پہلے خود نوش فرمایا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہ پیالہ دے دیا، وہ شرما گئیں، ہم نے ان سے کہا کہ: حضرت نبیِ کریم ﷺ کا ہاتھ واپس نہ لوٹاؤ، بلکہ یہ برتن لے لو، چنانچہ انھوں نے شرماتے ہوئے وہ پیالہ لیا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی لیا، پھر نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ مجھے دے دو“، پھر نبیِ کریم ﷺ نے دوبارہ نوش کر کے مجھے پکڑا دیا، میں بیٹھ گئی اور پیالے کو اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اسے گھمانے لگی؛ تاکہ وہ جگہ مل جائے جہاں نبیِ کریم ﷺ نے اپنے ہونٹ

لگائے تھے، پھر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”یہ اپنی سہیلیوں کو بھی دو“، سہیلیوں نے عرض کیا کہ: ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے، نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کرو۔“ (یہ قصہ سنا کر حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے راوی حضرت شہر بن حوشب سے کہا کہ): کیا اب تم یہ کہنے سے باز آؤ گے کہ ”مجھے خواہش نہیں ہے“، (حضرت شہر فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: اماں جان! آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر میں نماز

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک دن مغرب کے وقت حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف لے گئے، گھر کے صحن میں ایک مخصوص عبادت کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ پہلے بھی میں نے آپ سے کہا ہے کہ گھر میں نماز کے لیے ایک کمرہ یا کم سے کم ایک جگہ ضرور بنانی چاہیے۔

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر کے آنگن میں نماز کی جگہ تھی، حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہاں مغرب کی نماز ادا فرمائی۔

تھوڑا سا سالن چالیس (۴۰) صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو کافی ہوگیا

پھر ایک برتن میں شوربہ اور کچھ روٹیاں لائی گئیں۔حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے عرض کیا: ”حضور! کھانا تناول فرمالیجیے“۔

اب ذرا سوچو کہ ایک باؤل میں کتنا سالن ہو سکتا ہے؟ لیکن نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اور آپ کے ساتھ موجود صحابہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے وہ تھوڑا سا کھانا کھانا شروع کیا۔سب نے پیٹ بھر کر کھایا، چالیس صحابہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم تھے اور سب نے پیٹ بھر کر کھایا، پھر بھی

کھانا بچ گیا!

اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ: گھر میں اگر کھانے کے وقت کوئی آجائے تو اُسے کھانا ضرور کھلانا چاہیے، اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔

مہمان کے سامنے کھانا بغیر پوچھے پیش کرنا چاہیے

بعض لوگ بار بار پوچھتے ہیں: آپ کھانا کھائیں گے یا نہیں کھائیں گے؟ اِس سے سامنے والے کو شرمندگی ہونے لگتی ہے۔ اگر کھانا موجود ہو تو تکلف چھوڑ کر فوراً کھانا پیش کر دینا چاہیے اور اگر کوئی مہمان کھانے کے وقت آجائے، تو بلا جھجک کھانا کھلا دینا چاہیے۔ اسی طرح آنے والے کو بھی تکلف نہیں کرنا چاہیے، اگر کھانے کو دیا جائے تو خوش دلی سے کھالینا چاہیے۔

حضور ﷺ کا استعمال کیا ہوا برتن محفوظ کرلیا

اب وہ واقعہ یاد کریں:

جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک برتن میں تھوڑا شوربہ اور کچھ روٹیاں پیش کیں، تو حضرت نبیِ کریم ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے وہ کھانا تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس برتن کو برکت کی چیز سمجھ کر سنبھال کر رکھ لیا۔ اگر گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو وہ اس برتن میں پانی ڈال کر پلاتی تھیں اور بیمار اچھا ہو جاتا تھا۔

حضور ﷺ کا استعمال کیا ہوا مشکیزہ

اسی طرح حضرت نبیِ کریم ﷺ نے ان کے مشکیزے سے پانی پیا تھا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے بھی برکت کے لیے حفاظت سے رکھ لیا، بعد میں وہ

خود اسی برتن سے پانی پیا کرتی تھیں۔

اس سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ: اللہ کے نیک بندوں کی برکت والی چیزیں یادگار کے طور پر سنبھال کر رکھنی چاہیے؛ کیوں کہ ان میں خاص برکت ہوتی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی برکت سے امت کو عدت کا قانون

ایک عجیب اور سبق آموز واقعہ ہے کہ:

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کو جب طلاق ہوئی تو مدینہ میں یہ طلاق اور عدت کا پہلا معاملہ تھا، اُس وقت تک عدت سے متعلق کوئی شرعی قانون نازل نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عدت کے بارے میں قرآنِ مجید کی آیت نازل فرمائی:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ:۲۲۸)

ترجمہ: اور جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہو وہ عورتیں تین مرتبہ حیض آنے تک خود کو روکے رکھیں۔

یوں عدت کا پہلا شرعی حکم اِسی واقعے میں نازل ہوا کہ طلاق والی عورت تین حیض (Period) تک عدت گزارے گی۔ اِس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کی برکت سے امت کو عدت کا قیمتی قانون عطا ہوا۔

دجالی فتنے کی سنگینی سُن کر حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا رونے لگیں

ایک مرتبہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دجال کے فتنے کی سنگینی اور سختی کے بارے میں صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو بیان فرمایا۔ تمام صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم رونے لگے اور کہنے لگے کہ:

”ارے! دجال کا فتنہ اتنا خطرناک ہے؟“

حضرت نبیِ کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے، پھر جب واپس تشریف لائے، تو دیکھا کہ حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا بہت رو رہی تھیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: ”اسماء! تم کیوں رو رہی ہو؟“

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے عرض کیا: ”حضور! ہم تو تھوڑی سی بھوک بھی برداشت نہیں کر پاتے اور دجال کے زمانے میں تو بہت قحط پڑے گا اور سخت بھوک کا عالَم ہوگا تو ہم اُس حالت میں کیسے گزارا کرسکیں گے؟“

آج ہمارا حال یہ ہے کہ گھر میں کام کرنے والی نوکرانی ہے، وہ آٹا گوندھتی ہے اور روٹی بناتی ہے، اِس میں اگر اُس سے کبھی کچھ تاخیر ہو جائے تو ہم سے صبر نہیں ہوتا ہے۔

دجالی فتنوں سے بچنے کا نبوی نسخہ

جب حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ عَنہَا نے روتے ہوئے حضور ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے بہت بڑی بات ارشاد فرمائی:

”اے اسماء! دجال کے زمانے میں اللہ کا ذکر کرنا؛ کیوں کہ ذکر کی برکت سے بھوک نہیں لگے گی۔“ (مسندِ احمد: ۲۷۵۶۸)

آج بھی تجربہ یہی ہے کہ:

”جب بھوک لگے تو تسبیح اور قرآنِ کریم پڑھو، اِس کی برکت سے بھوک بھول جاؤ گے اور بھوک دب جائے گی۔“ یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔

یہی حقیقت دجال کے زمانے کے بارے میں بھی حضرت نبیِ کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھی: جب دجال کے وقت میں قحط اور بھوک کا دور ہو گا، اُس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے، اور قرآنِ پاک کی خوب تلاوت کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ بھوک کو ختم فرمادیں گے۔

میری زندگی میں دجال نکلا تو میں اپنی امت کو بچالوں گا

پھر حضرت نبیِ کریم ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”اے اسماء! زیادہ مت رو، اگر دجال کے زمانے میں میں زندہ رہا، تو میں اپنی امت کو دجال سے بچاؤں گا اور اگر میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد دجال آئے، تو پھر ہر مسلمان کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ کریں گے“۔

مسندِ احمد کی روایت ہے:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ، فَقَالَ: «إِذَا كَانَ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، حَبَسَتِ السَّمَاءُ ثُلُثَ قَطْرِهَا، وَحَبَسَتِ الْأَرْضُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا، فَإِذَا كَانَتِ السَّنَةُ الثَّانِيَةُ، حَبَسَتِ السَّمَاءُ ثُلُثَيْ قَطْرِهَا، وَحَبَسَتِ الْأَرْضُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا، فَإِذَا كَانَتِ السَّنَةُ الثَّالِثَةُ، حَبَسَتِ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ، وَحَبَسَتِ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ، فَلَا يَبْقَى ذُو خُفٍّ وَلَا ظِلْفٍ، إِلَّا هَلَكَ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ لِلرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ إِبِلَكَ ضِخَامًا ضُرُوعُهَا، عِظَامًا أَسْنِمَتُهَا، أَتَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَتَمَثَّلُ لَهُ الشَّيَاطِينُ عَلَى صُورَةٍ فَيَتَّبِعُهُ، وَيَقُولُ لِلرَّجُلِ: أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ أَبَاكَ وَابْنَكَ، وَمَنْ تَعْرِفُ مِنْ أَهْلِكَ، أَتَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ؟

فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَتَمْثُلُ لَهُ الشَّيَاطِينُ عَلَى صُوَرِهِمْ فَيَتَّبِعُهُ». ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَبَكَى أَهْلُ الْبَيْتِ، ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَبْكِي، فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكُمْ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا ذَكَرْتَ مِنَ الدَّجَّالِ، فَوَاللهِ إِنَّ أَمَةَ أَهْلِي لَتَعْجِنُ عَجِينَهَا، فَمَا تَبْلُغُ حَتَّى تَكَادَ تَتَفَتَّتُ مِنَ الْجُوعِ، فَكَيْفَ نَصْنَعُ يَوْمَئِذٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكْفِي الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ يَوْمَئِذٍ التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ». ثُمَّ قَالَ: «لَا تَبْكُوا، فَإِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ، وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي، فَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ». (مسند احمد: ۲۷۵۶۸)

ترجمہ: حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے گھر میں تھے، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دجال کے نکلنے سے تین سال پہلے آسمان ایک تہائی بارش اور زمین ایک تہائی نباتات روک لے گی، دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش اور زمین دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی مکمل بارش اور زمین اپنی مکمل پیداوار روک لے گی اور ہر موزے اور کھر والا ذی حیات ہلاک ہو جائے گا، اس موقع پر دجال ایک دیہاتی سے کہے گا: یہ بتاؤ کہ اگر میں تمھارے اونٹ زندہ کردوں، ان کے تھن بھرے اور بڑے ہوں اور ان کے کوہان عظیم ہوں تو کیا تم مجھے اپنا رب یقین کرلو گے؟ وہ کہے گا: ہاں! چناں چہ شیاطین اس کے سامنے اونٹوں کی شکل میں آئیں گے اور وہ دیہاتی دجال کی پیروی کرنے لگے گا۔ اسی طرح دجال ایک اور آدمی سے کہے گا: یہ بتاؤ کہ اگر میں تمھارے باپ، تمھارے بیٹے اور تمھارے اہلِ خانہ میں سے اُن تمام لوگوں کو جنھیں تم پہچانتے ہو زندہ کردوں تو کیا تم یقین کرلو گے کہ میں ہی تمھارا رب ہوں؟ وہ

کہے گا: ہاں! چناں چہ اس کے سامنے شیاطین ان صورتوں میں آجائیں گے اور وہ شخص دجال کی پیروی کرنے لگے گا''۔ پھر حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور اہلِ خانہ رونے لگے، جب حضرت نبی کریم ﷺ واپس آئے ہم اُس وقت رو رہے تھے، حضرت نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم کیوں رو رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے دجال کا جو ذکر کیا ہے، واللہ! میرے گھر میں جو باندی ہے، وہ آٹا گوندھ رہی ہوتی ہے، ابھی وہ اسے گوندھ کر فارغ نہیں ہونے پاتی کہ میرا کلیجہ بھوک کے مارے پارہ پارہ ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے، تو اُس دن ہم کیا کریں گے؟ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس دن مسلمانوں کے لیے کھانے پینے کے بجائے تکبیر اور تسبیح و تحمید (اللہ تعالیٰ کا ذکر) ہی کافی ہوگی''۔ پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مت روؤ، اگر میری موجودگی میں دجال نکل آیا تو میں اُس سے مقابلہ کروں گا اور اگر میرے بعد اس کا خروج ہوا تو ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میرے نائب ہیں''۔

دجالی فتنے سے حفاظت کے لیے ایک آسان اور مؤثر نسخہ

دینی بہنو! دجال کے فتنوں سے حفاظت کے لیے ایک مؤثر نسخہ یہ ہے کہ: سورۂ کہف کی پہلی اور آخری دس دس آیتوں کو یاد کر کے پڑھ لیا کرو، یا سورۂ کہف کی پہلی اور آخری تین تین آیتیں یاد کر کے روزانہ پڑھنے کی عادت بناؤ۔ اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے دجال کے فتنے سے حفاظت فرمائیں گے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اِس معمول کی وجہ سے آج کل تیزی سے چلنے والے چھوٹے چھوٹے دجالی فتنوں سے بھی ہمیں محفوظ رکھیں گے، لہٰذا اِن آیتوں کو زبانی یاد کرلو اور روزانہ ان کو پڑھنے کا معمول بنالو۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی وحی کی کیفیت

جب حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی، تو وہ کوئی ہلکی چیز نہ تھی؛ بلکہ اُس کا ایک بہت بڑا بوجھ (load) ہوتا تھا، چناں چہ سخت سردی میں موتی کے مانند پسینے کے قطرے دکھائی دیتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے اترتے وقت بہت تکلیف ہوتی تھی، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی وحی کے نزول کو دیکھا ہوا ہے، وہ فرماتی ہے کہ:

"ایک مرتبہ میں نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی رسی پکڑ کر کھڑی تھی، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ وحی کے نازل ہونے کی کیفیت اتنی سخت تھی کہ مجھے خوف ہوا کہ اونٹنی کے پیر ٹوٹ نہ جائیں"۔

اِس سے اندازہ لگائیں کہ: وحی اترتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی!

اللہ تعالیٰ سب کو معاف کردیں تب بھی اُس کو کوئی پرواہ نہیں

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے تقریباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو اِکاسی (۱۸۱) احادیث منقول ہیں، اُن میں سے ایک حدیث میں آپ کو سناتا ہوں:

عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: «إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، وَلَا يُبَالِي، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». (مسندِ احمد: ۲۷۶۱۳)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت اس طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ وَلَا

يُبَالِيْ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ (زمر:۵۳) (یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اُن کو کوئی پرواہ نہیں ہے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔)

دعا کی قبولیت کا نبوی نسخہ: اسمِ اعظم

ایک اَور حدیث حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے منقول ہے، جس میں وہ فرماتی ہے:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾﴾ (بقرہ:۱۶۳) وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: ﴿اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (بقرہ:۲۰۵)». (ابوداود:۱۴۹۶)

ترجمہ: حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم (جس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو قبول ہوجاتی ہے) ان دو آیتوں میں ہے: وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ (بقرہ:۱۶۳) دوسری آلِ عمران کی شروع والی آیت ﴿اللهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (بقرہ:۲۰۵)۔

حدیث شریف میں دو آیتیں بیان کی گئیں، جو اللہ کے اسمِ اعظم (بڑا نام) کہلاتے ہیں، جس کو پڑھ کر دعا مانگنے سے دعا قبول ہوتی ہے، اِن دو آیتوں کو اچھی طرح یاد کرلو اور اپنی دعا کے شروع میں یہ دو آیتیں پڑھنے کا معمول بناؤ اور پھر دعا مانگو، ان شاء اللہ دعا قبول ہوگی۔

اسمِ اعظم والی مذکورہ آیتیں امت کے لیے بڑا تحفہ ہے

وہ دو آیتیں یہ ہیں:

وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ (بقرہ:۱۶۳)

ترجمہ: اور تمھارا (حقیقی) معبود ایک (اللہ تعالیٰ) ہی معبود ہے، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں، جن کی رحمت سب کے لیے ہے (اور وہ) بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ (آل عمران:۱-۲)

ترجمہ: الم ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں، جو ہمیشہ زندہ (اور) پوری کائنات کو سنبھالنے والے ہیں۔

یہ جو اسمِ اعظم والی آیتیں ہیں، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر امت تک پہنچائیں۔ یہ قیامت تک آنے والی امت کے لیے بہت بڑا تحفہ ہے۔

دعا مانگنے کی صحیح نبوی ترتیب

دعا مانگنے کا جو طریقہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا، وہ یہ ہے کہ:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا؛ یعنی تعریف کریں: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ» پھر حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں، پھر وہ دو آیتیں پڑھیں جن میں ”اسمِ اعظم“ ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کی دعا کریں اور دعا مکمل کرنے کے بعد پھر سے درود شریف پڑھیں، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ایسی

دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کی وفات

حضرت اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا اپنی زندگی کے آخری دنوں میں دمشق تشریف لے گئیں، یہ دمشق شام (syria) کا دارالحکومت ہے، آپ کا وہیں انتقال ہوا اور آج بھی دنیا والوں کے لیے دمشق کے قبرستان میں آرام فرما رہی ہیں، اور حقیقت میں وہ جنت کی نعمتوں میں آرام فرما رہی ہیں، ان کی قبر آج بھی مشہور ہے۔

الغرض! جنتی خاتون حضرت اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بہت خدمت کی، انھوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دین کی بہت سی باتیں سیکھیں اور قیامت تک آنے والی امت تک وہ سب باتیں امانت داری کے ساتھ پہنچائیں، آپ صلحِ حدیبیہ اور بیعتِ رضوان جیسی مبارک مجلسوں میں بھی شریک رہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کی اِن مبارک خدمات کی برکت سے انہیں دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری عطا فرما دی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو جنت میں بلند فرمائے، اور ہمیں ان جیسی نیک صفات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيًّا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (ممتحنہ:۱۲)

ترجمہ: اے نبی! جب ایمان والی عورتیں تمھارے پاس آئیں کہ اِس بات پر تم سے بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور چوری نہیں کریں گی اور زنا بھی نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور ایسا بہتان نہیں باندھیں گی جو انھوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گڑھ لیا ہو اور کسی (شرعی) بھلائی کے کام میں وہ تمھاری نافرمانی نہیں کریں گی تو تم ان عورتوں کو بیعت کرلو اور تم ان عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں۔

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کا ایمان لانا

دنیا میں جنت کی خوش خبری پانے والی صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنہُنَّ میں سے ایک ”حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ عَنہا“ ہیں، حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللہُ عَنہُ کو مدینہ منورہ کی طرف معلّم اور استاذ بنا کر بھیجا تھا، حضرت مصعب رَضِیَ اللہُ عَنہُ کی محنت سے مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ ایمان لے آئے، اُن ایمان لانے والوں میں حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا بھی تھیں، گویا یہ خاتون حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی ہجرت سے پہلے ہی ایمان لے آئی تھی۔

رشتے میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی ننھیالی خالہ

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کی دوسری خوبی یہ ہے کہ: وہ رشتے میں حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی خالہ ہوتی ہے؛ کیوں کہ مدینہ منورہ میں بنو نجار کا خاندان حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا ننھیال تھا، اور حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا بھی بنو نجار ہی سے تھیں؛ اِس لیے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم انھیں اپنی خالہ کے درجے میں مانتے تھے۔ یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی دادا کی طرف سے خالہ تھیں۔ عربوں میں باپ دادا کی خالہ کو اپنی خالہ کہہ دیتے ہیں۔

دو مرتبہ بیعت کا شرف

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا وہ خوش نصیب صحابیہ ہیں جنھوں نے دو مرتبہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم سے بیعت کیں، ایک تو بالکل شروع زمانے میں اسلام کی بیعت کیں اور دوسری ہجرت کے بعد چھٹے سال میں بیعتِ رضوان ہوئی تھی، اُس موقع پر بھی یہ

خوش نصیب خاتون شریک تھیں۔

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کا نکاح، اولاد، کنیت

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا ایک صحابیِ رسول حضرت قیس بن صَعصعہ رَضِیَ اللہُ عَنہُ کے نکاح میں تھیں، اُن سے مُنذِر نام کا ایک لڑکا پیدا ہوا، اور اُس لڑکے کے نام پر اُن کی کنیت "امِّ منذر" ہو گئی تھی۔

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کی بہنیں

جب حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ عَنہَا ایمان لائیں تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کے ساتھ آپ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کی دو بہنیں؛ حضرت اُمِّ سُلیم اور حضرت عُمیرہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا بھی ایمان لائیں، صحابیات میں سے کچھ نام ایسے ہیں جو مشہور نہیں ہیں؛ مگر اُن صحابیات کے کارنامے بہت اچھے ہیں، آج کل لوگوں کو نئے نام رکھنے کا شوق ہوتا ہے تو اِن صحابیات کے ناموں کو اپناؤ، اُس میں ایک برکت تو یہ ہے کہ اچھی نسبت مل جائے گی اور دوسرا یہ کہ نام بھی نیا مل جائے گا۔

اُن کی دونوں بہنوں میں سے حضرت اُمِّ سُلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا تو مشہور ہیں؛ مگر حضرت عُمیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کا نام ہمارے معاشرے میں زیادہ مشہور نہیں ہے۔ یہ دونوں بہنیں ساتھ میں ایمان لائی تھیں، اِن کا ایک عجیب واقعہ سننے کے قابل ہے، اُس میں ہم سب کے لیے نصیحت ہے۔

پہلے ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر استقامت کی بھی بیعت ہوتی تھی

خود حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کہتی ہیں کہ:

میں چند انصاری عورتوں کے ساتھ نبیِ کریم صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں بیعت ہونے

کے لیے گئی۔صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ ایمان کی بھی بیعت کرتی تھی اور ایمان لانے کے بعد استقامت اور اعمالِ صالحہ کی بھی بیعت کرتی تھیں۔ یہ دونوں چیزیں ہماری دینی بہنوں کو اپنے اندر لانے کی ضرورت ہے، الحمد للہ! ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے ایمان تو عطا فرمایا ہے، اب ایمان میں استقامت باقی رہے، اچھے اعمال زندگی میں آوے اور برے اعمال سے دور رہیں؛ اِس کے لیے استخارہ کر کے کسی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے سے بیعت ہونا چاہیے، بیعت سے اللہ والوں کی روحانی توجہ ملتی ہے، ہماری زندگی میں نیک اعمال کی ترقی ہوتی ہے۔

عورتوں میں بھی بیعت کا سلسلہ ہونا چاہیے

میری والدہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت تھیں، اور اہلیہ کو بھی میں نے شادی کے فوراً بعد دیوبند لے جاکر میرے مرشد حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رَحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت کروایا۔ہم نے شادی کے بعد سب سے پہلا سفر بیعت ہی کے لیے کیا تھا، حضرت کے انتقال کے بعد میں نے اپنی اہلیہ اور صاحب زادی کو ایک اَور بڑے اللہ تعالیٰ کے گمنام ولی حضرت قاری امیر حسن صاحب نور اللہ مرقدہ سے بیعت کروایا۔ یہ بزرگ حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولا دامت برکاتہم العالیہ کے بھی پیر ومرشد ہیں۔ اِس بزرگ کا بھی انتقال ہوگیا تو اُن کے بعد میں نے اپنی اہلیہ اور بیٹی کو ہمارے حضرت الاستاذ شیخ المشائخ حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت کروایا۔ الغرض! عورتوں میں بھی بیعت کا سلسلہ ہونا چاہیے، اپنے محرم کے واسطے سے اللہ والوں سے بیعت ہوکر اپنی روحانی زندگی

کو پروان چڑھانا چاہیے۔

حضور ﷺ عورتوں سے کن باتوں میں بیعت لیتے تھے

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رضی اللہ عنہا بھی چند انصاری عورتوں کے ساتھ حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرنے گئی تو آپ ﷺ نے چند باتوں پر بیعت فرمائی۔ اِس بیعت کا تفصیلی ذکر قرآنِ کریم میں موجود ہے:

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (ممتحنہ:۱۲)

ترجمہ: اے نبی! جب ایمان والی عورتیں تمھارے پاس آئیں کہ اِس بات پر تم سے بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور چوری نہیں کریں گی اور زنا بھی نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور ایسا بہتان نہیں باندھیں گی جو انھوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گڑھ لیا ہو اور کسی (شرعی) بھلائی کے کام میں وہ تمھاری نافرمانی نہیں کریں گی تو تم ان عورتوں کو بیعت کرلو اور تم ان عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا

① پہلی بات یہ تھی کہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنانا ہے۔

یہ توحید ہے جو ایمان کی بنیاد ہے۔
دینی بہنو! اِس موقع پر میں آپ سے ایک بات عرض کروں گا کہ: اِس وقت پورے عالم میں ایمان کو برباد کرنے والی محنتیں ہورہی ہیں، ایمان کو بچانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طریقہ بتلایا ہے، ایک حدیث میں حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَدِّدُوا إِيْمَانَكُمْ»، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ نُجَدِّدُ إِيْمَانَنَا؟ قَالَ: «أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ». (مسندِ احمد: ۸۷۱۰)

ترجمہ: حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید؛ یعنی اس کو تازہ کرتے رہا کرو، کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم اپنے ایمان کی تجدید کیسے کرسکتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ کی کثرت کیا کرو۔

ایمان کی تجدید کے لیے دو اہم کام

دینی بہنو! حدیث شریف کے مطابق ایمان کو تازہ رکھنے کے لیے لا الہ الا اللہ کی کثرت ضروری ہے؛ اِس لیے صبح وشام کم ازکم سو سو (۱۰۰) مرتبہ اور رمضان المبارک میں ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھنے کا معمول بناؤ۔ اِس سے ایمان میں تازگی آئے گی اور ایمان مضبوط ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ: گھر میں چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو کم ازکم تین مرتبہ کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت بلند آواز سے پڑھاؤ، نیز علاقائی زبان میں اُس کا ترجمہ بھی سمجھاؤ، اِس سے بچوں کے دلوں میں ایمان کی تازگی پیدا ہوگی۔ یہ اِس وقت کے

ایمان سوز ماحول میں کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

بیعت میں دوسری بات: چوری نہیں کرنا

② دوسری بات یہ تھی کہ: چوری نہیں کرنا ہے۔

میں آپ کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں، کچھ عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو چوری کرتی ہیں؛ حالاں کہ چوری کرنا حرام ہے، قرآنِ کریم میں اُس کا تذکرہ ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ (مائدہ:۳۸)

ترجمہ: اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت سو تم ان دونوں کے (پہنچوں سے) ہاتھ کاٹ دو، یہ ان دونوں کے کیے ہوئے کام کا بدلہ ہے (اور یہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں۔

جو بھی چوری کرے خواہ مرد ہو یا عورت، اُس کی سزا یہ ہے کہ اُس کے ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے گا، ہاں! اُس میں ضروری ہے کہ کچھ شرطیں پائی جائیں، تب جاکر یہ سزا جاری ہوگی۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عورتیں سبزی لینے کے لیے جاتی ہیں، مثلاً ایک کلو سبزی لی، پھر دکان دار سے نظر چرا کر کے ایک دو آلو یا ایک دو پیاز یا ایک دو ٹماٹر اپنی تھیلی میں ڈال دیتی ہیں، یہ بھی چوری ہی ایک شکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت میں دوسری بات یہ رکھی کہ: کسی بھی طرح سے چوری نہیں کروگی۔ ایسے ہی بعض

عورتیں اپنے شوہر کے پیسے میں سے نظریں بچاکر پیسے اُڑاتی رہتی ہیں، اس سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

بیعت میں باقی پانچ باتیں

③ تیسرے نمبر پر یہ بات کہ زنا نہیں کرنا ہے۔

④ چوتھے نمبر پر ہے کہ اولاد کو قتل نہیں کرنا ہے۔

⑤ پانچویں نمبر پر یہ بات کہ کسی پر بہتان نہیں لگانا ہے۔

⑥ نمبر چھ پر یہ بات رکھی کہ: نیکی کے کاموں میں حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو بھی کہیں گے ہم اُس کو کریں گے۔

⑦ ساتویں بات یہ تھی کہ: اپنے شوہر کے ساتھ دھوکے بازی نہیں کرنا ہے۔

یہ ساتوں بہت ضروری اعمال ہیں، جب تمام صحابیات بیعت ہوکر نکلیں تو آپس میں چرچا کرنے لگیں، جیسا کہ عورتوں کا عام مزاج ہے، وہ کہنے لگیں کہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یوں فرمایا کہ شوہر سے دھوکا مت کرو، اُس کا کیا مطلب ہے؟ اُن میں یہ بات ہوئی کہ اِس کے بارے میں کوئی خاتون حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھنے جائیں۔

شوہر کے ساتھ دھوکا بازی نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا ہمت کر کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھنے گئیں کہ: حضور! شوہر کو دھوکا نہ دینے کا کیا مطلب ہے؟

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: اپنے شوہر کے مال میں سے بغیر اُس کی اجازت کے کسی کو ہدیہ دے دینا۔

مسندِ احمد کی روایت ہے کہ:

عَنْ سَلْمَى بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنها - وَكَانَتْ إِحْدَى خَالَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ صَلَّتْ مَعَهُ الْقِبْلَتَيْنِ، وَكَانَتْ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ - قَالَتْ: جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَبَايَعْتُهُ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا شَرَطَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَهُ فِي مَعْرُوفٍ، قَالَتْ: قَالَ: «وَلَا تَغْشُشْنَ أَزْوَاجَكُنَّ». قَالَتْ: فَبَايَعْنَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا، فَقُلْتُ لِامْرَأَةٍ مِنْهُنَّ: ارْجِعِي فَاسْأَلِي رَسُولَ اللهِ ﷺ: مَا غِشُّ أَزْوَاجِنَا؟ قَالَتْ: فَسَأَلَتْهُ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ مَالَهُ، فَتُحَابِي بِهِ غَيْرَهُ». (مسند احمد: ۲۷۱۳۳)

ترجمہ: حضرت سلمیٰ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جو کہ نبی کریم ﷺ کی ایک خالہ اور قبلتین (دونوں قبلوں) کی طرف نماز پڑھنے والوں میں سے تھیں۔ سے مروی ہے کہ میں کچھ مسلمان خواتین کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں اور نبی کریم ﷺ نے یہ شرط لگائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کرو گی، بدکاری نہیں کرو گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی، کوئی بہتان اپنے ہاتھوں پیروں کے درمیان نہیں گھڑو گی اور کسی نیکی کے کام میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کرو گی اور اپنے شوہروں کو دھوکا نہیں دو گی، ہم نے حضرت نبی پاک ﷺ سے ان شرائط پر بیعت کر لی، جب ہم واپس جانے لگے تو ان میں سے ایک عورت کہنے لگی کہ جا کر نبی پاک ﷺ سے پوچھو کہ شوہر کو دھوکا دینے سے کیا مراد ہے؟ چناں چہ سوال کرنے پر حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کا مال لے کر غیر پر انصاف سے ہٹ کر خرچ کرنا“۔

شوہر کے مال میں سے بغیر اجازت کے کسی کو ہدیہ دینا

حدیث شریف میں بتلایا گیا کہ: اگر شوہر کا مال ہو اور کسی کو ہدیہ دینا ہو تو پہلے شوہر کو پوچھ لو، شوہر کو پوچھے بغیر اُس کے مال میں سے کسی کو گفٹ مت دو۔ بہت سی مرتبہ اپنا بھائی یا کوئی رشتے دار آجاوے تو عورتیں اپنے شوہر کو پوچھے بغیر ہی ان کو ہدیہ دے دیتی ہیں، تو اِس طرح بغیر پوچھے کسی کو ہدیہ دینا بھی ایک طرح کا دھوکا ہے۔ ہم سب کو اِس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، اس میں خاندانی، گھریلو عرف و رواج کا لحاظ بھی ہوگا۔

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کی غزوات میں شرکت

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا غزوۂ احزاب میں موجود تھیں، پھر غزوۂ بنو قریظہ ہوا تو اُس میں بھی یہ شریک تھیں، یہ صحابیہ بیمار صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہِم کی خدمت کرتی تھیں، زخمیوں کو دوا، مرہم پٹی لگانا اور پانی لا لاکر اُن کو پلانا وغیرہ خدمات انجام دیتی تھیں۔ الغرض! غزوات میں حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہِم کی خوب خدمات انجام دیں۔

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ عَنہَا کی ایک یہودی کے بارے میں سفارش

حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا میں ایک عجیب جذبہ تھا، یہ جذبہ ہم سبھی کو اپنی ذات میں پیدا کرنے کی بہت بڑی ضرورت ہے، ذرا دھیان سے اُن کا یہ واقعہ سنو: بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا، اِس یہودی خاندان کا ایک شخص تھا جس کا نام

"رِفاعہ" تھا، یہ حضرت سلمیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے بھائی سُلیط کا پکا دوست تھا، بنو قریظہ والی جنگ میں تمام لوگوں کو پکڑ کر سزا دی گئی، اِس سلیط کے پاس اُن کا دوست "رِفاعہ" آیا اور کہنے لگا کہ: سُلیط! آپ اپنی بہن سے کہو کہ وہ سفارش کریں؛ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سزا نہ دیوے اور مجھے معاف کر دیں؛ اِس لیے کہ مجھے معلوم ہے کہ تمھاری بہن اُمِّ منذر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ماں کے درجے میں سمجھتے ہیں، اگر وہ سفارش کرے گی تو میں بچ جاؤں گا۔

حضرت سلمیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کو ترس آ گیا؛ رحم دل صحابیہ تھیں، انھوں نے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر سفارش کیں کہ: حضور! یہ یہودی رِفاعہ قُرظی ہمارے گھر آتا جاتا ہے؛ اِس لیے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اُس کو معاف کر دیجیے، اُس کو سزا نہ دیجیے، میں اُس کی حفاظت کی ذمے داری لیتی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش قبول کر لی

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمیٰ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا کی درخواست کو قبول کر لیا، اندازہ لگاؤ کہ بنو قریظہ کی جنگ میں تمام قیدی بہت خطرناک تھے، سب قیدیوں کے لیے سزا کا حکم تھا؛ لیکن حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا مقام نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنا اونچا ہوگا کہ اُنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بات مان لی اور رِفاعہ کی سزا معاف کر دی۔

حضرت رِفاعہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی وجہ

یہ رفاعہ حضرت سلمیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے گھر میں رہتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور اونٹ

کا گوشت بھی کھاتے تھے، ایک دن حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آکر کہنے لگیں کہ: ”حضور! رفاعہ میرے گھر میں رہتا ہے، نماز پڑھتا ہے اور اونٹ کا گوشت بھی کھاتا ہے“۔

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ سُن کر ہنس دیے اور کہا کہ: اگر وہ اپنے یہودی مذہب پر ہوئے، تو اچھا نہیں ہے۔

میری بہنو! حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے رفاعہ یہودی کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ وہ مسلمان ہو گئے، اور کلمہ پڑھ لیا؛ حالاں کہ بنو قریظہ کے یہودی بہت خطرناک سمجھے جاتے ہیں؛ مگر حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کس قدر اخلاق سے پیش آئی ہو گی کہ: وہ یہودی ایمان لے آیا اور کلمۂ طیبہ پڑھ لیا۔

نوکروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے

میری بہنو! اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا، ماتحتوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا، ان کے ساتھ احسان کرنا وغیرہ باتیں ہمیں اپنانے کی ضرورت ہے، ہمارے گھروں میں خدمت کے لیے افریقن غریب لوگ آتے جاتے ہیں، ہم اُن کے ساتھ اِتنا اچھا سلوک کریں کہ وہ اِس حسنِ سلوک کی برکت سے ایمان میں داخل ہو جاوے، یہ عمل ہماری جنت بنانے کا بہترین ذریعہ ہے اور ہمیں تو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی پوری زندگی اِس کی تاکید کی کہ:

خادموں، ماتحتوں اور نوکروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

حتیٰ کہ اِس دنیا سے پردہ فرما جانے کے وقت بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبانِ مبارک

پر یہ الفاظ تھے:

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ: «الصَّلَاةَ، الصَّلَاةَ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ». (الأدب المفرد: ١٥٨)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبیِ کریم ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز کی پابندی کرنا، نماز کی حفاظت کرنا اور اپنے غلاموں، باندیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا''۔

ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے فوائد

ہم اِن کے ساتھ اچھی نیت سے بہتر سلوک کریں گے تو اُن کے دلوں میں بھی ایمان و اسلام کی محبت پیدا ہوگی اور وہ دینِ اسلام میں داخل ہو جائیں گے، اُن سب کا ثواب ہم کو ملے گا۔ آج کے حالات کے تعلق سے ایک نازک بات بھی میں آپ سے کہہ دوں کہ: اِس حسنِ سلوک کی برکت سے اُن کے دلوں میں آپ کی عزت، آپ کا اکرام اور آپ کی عظمت پیدا ہوگی، جس کے بعد وہ کبھی بھی آپ کے سامنے باغی نہیں بنیں گے اور آپ سے لڑنے نہیں کھڑے ہوں گے۔

حضور ﷺ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کے ساتھ تعلق

حضرت نبیِ کریم ﷺ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بے تکلف تشریف لے جاتے تھے، اُن کے یہاں کھانا کھاتے تھے، حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کھانا حضرت نبیِ کریم ﷺ کو بہت پسند تھا، خاص طور پر جمعہ کے دن یہ صحابیہ ایک خاص قسم کا کھانا پکاتی تھیں۔ بخاری شریف میں ''کتاب الجمعہ'' میں ایک واقعہ موجود

ہے، اُس روایت میں نام کی صراحت تو نہیں ہے؛ لیکن اندازہ یہی ہے کہ یہ حضرت سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا ہی کا واقعہ ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَأْخُذُ أُصُولَ السِّلْقِ، فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا، فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا، وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ، وَمَا كُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَاللهِ مَا فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ. (بخاری: ۵۴۰۳)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہمیں جمعہ کے دن بڑی خوشی رہتی تھی، ہماری ایک بزرگ (بوڑھی) خاتون تھیں وہ چقندر (جسم کو مضبوط اور دماغ کو تیز رکھنے والی ایک سبزی ہے) کی جڑیں لے کر اپنی ہانڈی میں پکاتی تھیں، اوپر سے کچھ دانے جَو کے اس میں ڈال دیتی تھیں۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر ان کی ملاقات کو جاتے تو وہ ہمارے سامنے یہ کھانا رکھتی تھیں، جمعہ کے دن ہمیں بڑی خوشی اِسی وجہ سے رہتی تھی، ہم نمازِ جمعہ کے بعد وہ کھانا کھایا کرتے تھے، اللہ کی قسم! نہ اس میں چربی ہوتی تھی نہ گھی۔

حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کی دعوت کا انتظار

ہمارے یہاں جس طرح گوشت میں کھچڑا اور حلیم بناتے ہیں، اِس طرح کی ایک سبزی حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا بناتی تھیں اور حضراتِ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو کھلاتی تھیں، اوپر روایت میں آیا کہ: صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو جمعہ کی اِس دعوت کا باقاعدہ انتظار رہتا تھا کہ کب جمعہ آوے اور یہ بڑی اماں ہم کو بنا کر کھلائے۔

جنت میں داخل کرنے والے چار اہم کام

میری بہنو! حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرح کھانا پکا کر کھلانا، بہت بڑا نیکی و ثواب کا کام ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے مدینہ منورہ کی سرزمین پر جو سب سے پہلے بات سنی وہ یہ تھی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. (ابن ماجہ: ۳۲۵۱)

ترجمہ: "لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتوں کو جوڑو، اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز ادا کرو، (ایسا کرنے سے) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے"۔

میری بہنو! اِس روایت میں چند اعمال بتلائے گئے کہ اِن اعمال کی پابندی کریں گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ وہ اعمال یہ ہیں:

① سلام کو خوب عام کرو۔

دینی بہنو! آپس میں ایک دوسرے سے سلام کرنے کا خوب رواج ڈالو، اِس سے محبت بڑھے گی، دل کی ناراضگیاں ختم ہو جائیں گی۔

② کھانا کھلاؤ۔

③ رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

④ جس وقت رات میں لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوں، اُس وقت تہجد کی نماز پڑھو۔

اِس حدیث میں بھی آیا کہ کھانا کھلانا بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ دینی بہنو! جماعت

آئی ہو یا سفیر حضرات چندے میں آئے ہوں، ہمارے یہاں دوسرے غریب گھرانے ہوں یا بیمار رشتے داروں کو کھانا بنا کر کھلانا بہت بڑی نیکی اور جنت کمانے کے لیے آسان سی نیکی ہے، اِن چھوٹے چھوٹے اعمال کے ذریعے انسان بہت جلد جنت حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے الگ سے کھانا تیار کرنا

ایک مرتبہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس دن کچھ کمزور تھے، حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کھجور لٹک رہی تھی، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس میں سے توڑ کر کھانے لگے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھا رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: علی! تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو، اور یہ کھجور بھاری خوراک ہے، تم اُس کو مت کھاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ دو چار دانے کھانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر رُک گئے، اب یہ ہوشیار خاتون حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھجور کھانے سے منع کر دیا ہے؛ کیوں کہ وہ گرم ہوتی ہے تو وہاں سے حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھ کر گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے الگ سے کھانا تیار کیا۔ جیسے ہمارے یہاں بیماروں کے لیے کانجی وغیرہ بنایا جاتا ہے جو آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے، ویسے ہی حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایک کھانا بنا کر لائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگیں کہ:

علی! تم اِس کو کھاؤ، یہ تمھاری بیماری میں تم کو فائدہ دینے والی خوراک ہے۔
جب حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا وہ کھانا لے کر آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کو تناول فرمایا۔

بیمار کے لیے الگ سے کھانا بنانا چاہیے

میری دینی بہنو! یہ واقعہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ: عورتوں میں دین کی خدمت کا جذبہ ہو اور ساتھ میں سمجھ داری بھی ہونی چاہیے، گھر میں کوئی بیمار ہے، اب ایک ہی جیسا کھانا تو سب کو چلے گا نہیں، ایسے وقت میں بیمار کے لیے اپنی طرف سے، کسی کے کچھ کہے بغیر، کچھ ایسا الگ کھانا بنا دیوے جو بیمار کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو، یہ سمجھ داری ہے اور اِس طرح کی باریک باریک گھریلو اوصاف و عادات ہمیں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔

دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی سعادت

حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ سعادت اور خوش نصیبی بھی حاصل ہے کہ: اُن کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا موقع ملا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بھی موقع میسر ہوا۔

جنھوں نے مدینہ منورہ کی زیارت کی ہے، انھوں نے دیکھا ہو گا کہ:

مدینہ منورہ میں ایک مسجد ہے، جس کو «مَسْجِدُ الْقِبْلَتَيْن» کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائیں، اِس جگہ پر ایک ہی نماز دو قبلوں کی طرف رخ کر کے پڑھی گئی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف

رخ کر کے نماز پڑھا رہے تھے کہ دورانِ نماز ہی حکم ہوا کہ اب قبلہ بیت اللہ شریف ہوگیا ہے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مع صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم وصحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کے نماز ہی میں اپنے رخ کو پھیر کر بیت اللہ شریف کی طرف گھوم گئے۔ اِس نماز میں شریک حضرات میں سے ایک حضرت سلمٰی بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا بھی تھیں۔

بیعتِ رضوان بھی شرکت کا شرف

۶ھ میں بیعتِ رضوان ہوئی، اُس میں بھی حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا شامل تھیں، اِس بیعت میں جہاں مردوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ پر بیعت لی تھی، وہاں عورتوں نے بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کیں، اُن بیعت کرنے والوں میں حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا شامل تھیں۔

بیعتِ رضوان میں شرکت کرنے والوں کے لیے جنت

ترمذی شریف کی روایت کے مطابق جو بھی حضراتِ صحابۂ کرام وصحابیات رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے، وہ سب جنت میں یقیناً جائیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيَدْخُلَنَّ الجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الجَمَلِ الأَحْمَرِ. (ترمذی:۳۸۶۳)

ترجمہ: حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی (یعنی بیعتِ رضوان میں شریک رہے) وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے، سوائے سرخ اونٹ والے کے۔

قرآنِ کریم میں بیعتِ رضوان کا ذکر

بیعتِ رضوان جس مقام پر ہوئی، پہلے تو اُس جگہ پر جانا مشکل تھا؛ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بڑی آسانی ہوگئی، خود سعودی حکومت اُس کو سیاحت کی جگہ (tourism) کے نام سے ڈیولپ (develop) کر رہی ہے، ترقی دے رہی ہے، گزشتہ حج کے موقع پر ہم حدیبیہ گئے تھے جہاں پر حضرت نبیِ کریم ﷺ نے چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ وصحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے بیعت لی تھی۔ اِس بیعتِ رضوان کا تذکرہ قرآنِ کریم میں بھی موجود ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ (فتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو اُن کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی) انعام میں عنایت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زندگی میں حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں، اور حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں، آمین!

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی سادگی والی زندگی

ایمان والی بہنو! حضرت نبیِ کریم ﷺ نے تربیت کر کے حضراتِ صحابیات

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کا سادگی والا مزاج بنایا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جہاں انھیں شریعتِ مطہرہ سکھائی، اُن کو دین داری بتلائی، وہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی تربیت سے اُن کو ہر چیز میں سادگی اپنانے کی بھی تربیت فرمائی، کھانے پینے میں سادگی، شادی بیاہ میں سادگی وغیرہ سب کچھ صحابیات نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تربیت میں سیکھا اور انھوں نے اپنے آپ کو تعلیماتِ نبوی کے سانچے میں اِسی طرح ڈھال دیا۔

سادگی والی زندگی کے فائدے

میری بہنو! صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کی سادگی والے مزاج کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ: صحابیات کے پاس جو کچھ بھی ہوتا، وہ خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اُس چیز کو خیرات کردیتی تھیں، اب ظاہر ہے کہ جس کے مزاج میں پیسے اُڑانا ہو، اسراف وفضول خرچی ہو، اُس کے پاس زیادہ بچت نہیں ہوتی ہے اور صدقہ کرنا مشکل ہوتا ہے؛ اِس لیے سادگی والے مزاج کو اپناؤ، اِس سادی زندگی گزارنے میں کوئی بوجھ بھی نہیں رہتا ہے اور آسانی کے ساتھ زندگی گزر جاتی ہے۔

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کی معاملات میں صفائی

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ کی ایسی تربیت ہوئی تھی کہ:

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ جہاں عبادات میں آگے رہتی تھیں، وہیں معاملات میں بھی بالکل صاف ستھری رہتی تھیں۔ مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ: ایک صحابی عورت نے اپنے شوہر کے مال میں سے کچھ لینے کے متعلق آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کیا:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرُوفِ». (مسلم: ۱۷۱۴)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حضرت ہند رضی اللہ عنہا حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسفیان کنجوس آدمی ہیں، اگر ان کے مال میں سے ان سے اجازت لیے بغیر ان کی اولاد کے کھانے پینے پر کچھ خرچ کر دوں تو کیا میرے لیے کوئی حرج (نقصان وگناہ) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معروف (عام دستور) کے مطابق خرچ کرنے میں تمھارے لیے کوئی حرج نہیں“۔

اِس سے اندازہ لگاؤ کہ گھر میں میاں بیوی بن کر ساتھ رہتے ہوئے بھی صحابی عورت اپنے شوہر کے مال میں سے کچھ لینے کے متعلق سوال کرتی ہے۔ اِسی طرح سارے معاملات میں بھی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بالکل صاف معاملہ رکھتی تھیں۔ ہمیں بھی اپنے معاملات بالکل صاف رکھنے چاہیے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

خاتونِ اُحد حضرتِ اُمّ عُمارہ رضی اللہ عنہا

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ (فتح:۱۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ایمان والوں سے خوش ہو گئے جب کہ وہ تم سے (ایک) درخت کے نیچے (جہاد میں جم کر رہنے پر) بیعت کرنے لگے، سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس (اللہ تعالیٰ) کو وہ معلوم تھا، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (مسلمانوں) پر دل کا اطمینان اتارا اور ان کو نزدیک کی ایک فتح (خیبر کی) انعام میں عنایت فرمائی۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کا تعارف

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا ایک جنتی خاتون ہیں، قبیلۂ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں، مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی شریف سے تھوڑی دوری پر پہاڑی علاقہ ہے، اُن پہاڑیوں کے بیچ میں یہ فیملی رہتی ہے اور اب تو مدینہ منورہ اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ شہر کے

لوگ بھی وہاں تک پہنچ گئے ہیں۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا نام "نُسیبہ" تھا، یہ بہت اچھا نام ہے؛ لیکن لوگ آپ کو "احد کی خاتون" (Woman of Uhud) کہتے تھے؛ کیوں کہ احد کی لڑائی میں اِس عورت نے ایسی خدمت کی کہ اُن کا نام ہی "Woman of Uhud" بن گیا۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے دو بھائی تھے: ایک حضرت عبد اللہ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور دوسرے حضرت عبد الرحمٰن بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ حضرت عبد اللہ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تو بدری صحابی ہیں اور حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بھی اللہ سے ڈرنے والے اور خوب رونے والے صحابی تھے۔ گویا اُن کے دونوں بھائی بڑے نیک اور اچھے تھے۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا پہلا نکاح اور اولاد

جب نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو اُن کی عمر تقریباً چالیس (۴۰) سال تھی۔ یہ خاتون حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی محنت کی برکت سے ایمان لے آئی تھیں۔ اُن کی شادی انھی کے چچازاد بھائی (Cousins) حضرت زید بن عاصم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ہوئی۔ اُن سے دو لڑکے پیدا ہوئے:

① حضرت حبیب بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ② حضرت عبد اللہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا دوسرا نکاح اور اولاد

جب حضرت زید بن عاصم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا انتقال ہوا تو حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دوسرا نکاح حضرت غَزِیَّہ بن عَمرو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے کیا۔ اُن سے دو لڑکے پیدا ہوئے،

جن میں سے ایک کا نام تمیم بن غزیہ ہے اور دوسرے کا نام ضَمُرہ بن غزیہ ہے، اِن باپ بیٹوں نے غزوۂ احد میں بڑا حصہ لیا اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی، جس کا نام خولہ بنتِ خزیہ ہے۔

شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی

صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا عام مزاج یہ تھا کہ: جب ایک شوہر دنیا سے چلے جاتے تو اکثر وہ جلدی جلدی دوسری شادی کر لیتی تھیں۔ بعض صحابیات اولاد کے لیے صبر کرتی تھیں اور فوراً شادی نہیں کرتی تھیں۔

بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شرکت

حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا وہ خوش نصیب عورت ہیں جنھوں نے حج کے زمانے میں منیٰ میں حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیعت میں شرکت کی۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابھی تک مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی، اُس سے پہلے جب حج کا موسم آیا تو مدینہ سے ایک قافلہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مدینہ منورہ تشریف لانے کی دعوت دینے کے لیے گیا تھا، اُس میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھ پر آنے والے لوگوں نے بیعت کی تھی، جس کو بیعتِ عقبۂ ثانیہ کہا جاتا ہے، اُس میں تہتر (۷۳) مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اُن دو عورتوں میں سے ایک حضرت اُمِّ عُمارہ نُسَیبہ بنتِ کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور دوسری حضرت اُمِّ منیع اسماء بنتِ عمرو انصاریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا تھیں۔

غزوات میں شرکت کا شرف

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عورتوں سے بیعت کرتے وقت مصافحہ نہیں فرماتے تھے؛ بلکہ

زبانی بیعت کر لیتے تھے۔ جب حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے مدینہ منورہ واپس آئیں تو وہ دین کی تبلیغ میں لگ گئی۔ یہ ایسی خوش نصیب خاتون ہیں جس نے احد، صلحِ حدیبیہ، حنین، یمامہ وغیرہ کئی جنگوں میں حصہ لیا ہے۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کی بہادری

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا بڑی بہادر خاتون تھیں، جنگِ احد میں تو انھوں نے عجیب کارنامہ انجام دیا، جب دشمنوں نے پیچھے سے زوردار وار کیا تو سب لوگ اِدھر اُدھر ہو گئے، اُس وقت حضرت امِّ عُمارہ اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دفاع میں لگ گئی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا زوردار دفاع (Defense) کیا۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ڈھال تھی، وہ اُس کو لے کر جارہا تھا تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس سے کہا کہ: تمھاری ڈھال اِن کو دے دو، یہ لوگ لڑیں گے اور بچائیں گے۔جس وقت کافر ”ابنِ قَمِیہ“ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پتھر مارا، جس کی وجہ سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دانت مبارک ٹوٹ گیا تھا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا، جب یہ ابنِ قمیہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر حملہ کرنے کے لیے آیا تو اُس نے حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کو بھی اتنی زور سے مارا کہ اُن کے کندھے پر بڑا سا زخم آیا اور خون اِس قدر بہنے لگا کہ وہ بے ہوش ہو گئیں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس موقع پر فرمایا تھا کہ: جلدی سے اُن کو پٹی باندھو، بہت خون بہہ رہا ہے۔

جب اِن کو ہوش آیا تو وہ بس ایک ہی بات پوچھ رہی تھی کہ حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہاں ہیں؟ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سلامت ہیں یا نہیں؟ جب لوگوں نے کہا کہ: حضرت نبیِ

پاک ﷺ سلامت ہے تو اُن کو سکون ہوا۔

نُسیبہ کا مقام تو فلاں فلاں مردوں سے بھی بڑھا ہوا ہے

میری بہنو! اندازہ لگاؤ کہ یہ خاتون حضور ﷺ سے کس قدر محبت کرنے والی ہوگی! حضرت نبیِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ:

”آج نُسیبہ نے وہ کام کردکھایا کہ اُس کا مقام ومرتبہ فلاں اور فلاں سے بہت بہتر اور اونچا ہے“۔

یعنی اِن مردوں سے زیادہ بہادر تو حضرت اُمِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

انتقال کے وقت بدن پر زخم

اُن کے جسم پر غزوۂ اُحد کے دن تیرہ (۱۳) زخم لگے ہوئے تھے، ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: جب حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، اور میں نے انھیں غسل دیا تو میں نے اُن کے جسم (body) پر زخموں کو گنا تو وہ کل تیرہ (۱۳) زخم لگے ہوئے تھے۔ اُن تیرہ زخموں میں سب سے بڑا زخم وہ تھا جو ابنِ قمیہ نے اُحد کے دن لگایا تھا۔

ایک موقع پر حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے ایک کافر گھوڑے پر آیا تو حضرت اُمِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس کو روکا؛ مگر وہ بھاگا اور نیچے گرا، اُس وقت حضرت نبیِ کریم ﷺ نے اُن کے بیٹے سے کہا کہ:

اے اُمِّ عُمارہ کے بیٹے! اپنی والدہ کی مدد کرو۔

حضرت اُمِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کے بیٹے نے مل کر حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے آئے ہوئے دشمن کو ختم کر ڈالا۔ اندازہ لگائیں کہ یہ کس قدر بہادر خاتون ہوگی!

نرسنگ کے کام میں مہارت

یہ نرسنگ کے کام میں بھی بڑی ماہر (expert) تھیں۔ زخمیوں کو پٹی باندھنا، اُن پر دوا لگانا وغیرہ یہ سارے کام وہ بہ ذاتِ خود کر لیتی تھیں۔ ایک دفعہ دشمن نے اُن کے بیٹے کے بازو پر ایسا وار کیا جس سے بیٹے کے بازو کا اوپر والا حصہ کٹ گیا، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فوراً اُن کی امی سے کہا کہ:

”اے اُمِّ عُمارہ! بیٹے کے زخم کی مرہم پٹی کرو“۔

اے اُمِّ عُمارہ! تمھارے جیسی عورت کہاں ملے گی؟

ماں نے اپنے بیٹے کے زخم پر مرہم پٹی کر دی اور کس قدر ہمت والی خاتون ہو گی کہ بازو کٹ گیا ہے، پھر بھی زخم پر مرہم پٹی لگانے کے بعد کہتی ہے کہ:

بیٹا! جاؤ، دشمن کا مقابلہ کرو۔

اِس پر حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

اے اُمِّ عُمارہ! تمھارے جیسی عورت کہاں ملے گی؟

کون سی ماں ایسی طاقت رکھتی ہے کہ اپنے بیٹے کو زخم کے ساتھ دیکھنے کے بعد بھی دشمن سے مقابلے کے لیے بھیجے۔

بیٹے کا بدلہ

میدانِ جنگ ہی میں کچھ دیر میں وہ کافر نظر آیا جس نے اُن کے بیٹے کے ہاتھ پر حملہ کیا تھا تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فوراً حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کو بتایا کہ:

دیکھو! یہ وہ کافر ہے جس نے تمھارے بیٹے کے بازو پر حملہ کیا تھا۔

حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا اُس کافر کو دیکھ کر بڑی جوش میں آگے گئیں اور اِس قدر تیزی سے حملہ کیا کہ اسی جگہ اُس کافر کو ختم کر ڈالا۔

دشمن کے مقابلے میں کامیابی پر مبارک باد

سبحان اللہ! کیسی بہادر خاتون تھی، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے اُن کی بہادری کو دیکھ کر فرمایا: تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جنھوں نے تم کو کامیاب کر دیا، تمھاری آنکھ کو دشمن سے ٹھنڈا کیا اور تمھاری آنکھوں کے سامنے تمھارے بیٹے کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے دکھایا۔

حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا کو "خاتونِ اُحد" کیسے کہا جانے لگا

حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا نے احد کی جنگ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی اِس قدر حفاظت کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ:

مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي.

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ج:٤، ص:١٩٩)

ترجمہ: میں نے داہنی (right) جانب دیکھا اور میں نے بائیں (left) طرف دیکھا، ہر طرف میں اُمِّ عمارہ کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میرے لیے دفاع (defense) کا کام کر رہی ہیں، وہ ہر طرف سے میری حفاظت کے لیے لڑ رہی ہیں۔

اُسی وقت سے حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا کا لقب "خاتونِ احد" بن گیا۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی خوشی اور دعائیں دینا

اُحد ہی میں حضرت نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم اُن سے بہت خوش ہوئے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

حضرت امِّ عمارہ رضی اللہ عنہا اور اُن کی فیملی کی خدمات کی تعریف فرمائی اور برکت کی دعا دی: اے امِّ عُمارہ کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تمھیں خوب برکت دے، تمھاری امی کا مقام فلاں اور فلاں سے بہتر ہے، اور تمھاری امی کے شوہر غزیہ بن عمرو کا مقام فلاں اور فلاں سے بہتر ہے، اے امِّ عُمارہ کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتیں برساتے رہے۔

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معیت کی دعا

جب حضرت امِّ عُمارہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج بہت خوش ہیں اور ہماری فیملی کی تعریف فرما رہے ہیں تو انھوں نے دھیرے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ:

قَالَتْ أُمُّ عُمَارَةَ:ادْعُ اللّٰہَ تَعَالَی أَنْ نُرَافِقَكَ فِي الْجَنَّةِ.

”حضور! آپ میری فیملی کے لیے دعا کر دیجیے کہ: اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں آپ کے ساتھ رکھیں“۔

اُن کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی فیملی کے لیے دعا کر دی کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:اللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِي فِي الْجَنَّةِ. (مناقب النساء الصحابيات لعبد الغني المقدسي، ص: ٥٦)

ترجمہ: اے اللہ! حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کی پوری فیملی کو جنت میں بھی میرے ساتھ کر دینا۔

ہمیں بھی اللہ والوں کے پاس دعائیں کروانی چاہیں

میری دینی بہنو! اللہ اکبر! حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کیسی خوش نصیب صحابیہ

ہیں! اُن کا جذبہ بھی کس قدر عمدہ ہے! انھوں نے جیسے ہی حضور ﷺ کو خوش پایا، جنت میں پوری فیملی کو حضور ﷺ کی رفاقت مل جائے، اُس کی دعا کروادی۔ اِس سے یہ سبق ملتا ہے کہ: ہمیں اللہ والوں کے لیے جس قدر ہو سکے اپنی جان و مال کو نچھاور کرنا چاہیے، اُن کے پاس جاکر اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے جنت میں معیت وساتھ ملنے کی دعائیں کروانی چاہیے۔

دعا ملنے پر حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ

جب حضرت عمار ہاُمِّ عَمارہ نے حضور ﷺ کی مبارک و نورانی زبان سے اپنی فیملی کے لیے یہ دعا سنی تو بہت زیادہ خوش ہوگئیں اور خوشی میں جھوم کر کہنے لگیں کہ:

مَا أُبَالِي مَا أَصَابَنِي مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا.

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ج:٤، ص:١٩٩)

ترجمہ: اب مجھے دنیا میں کوئی ٹینشن نہیں ہے، جو بھی ہونا ہو، میرے ساتھ ہوتا رہے۔

حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کیوں کر اِس قدر خوش نہ ہوتیں، حضور ﷺ کی نورانی و پاکیزہ زبان سے پوری فیملی کے لیے جنت کا سرٹیفکیٹ مل گیا، اب انھیں دنیا کی کوئی فکر باقی نہ رہی؛ کیوں کہ جو چیز ہر مؤمن کی مقصود ہوتی ہے وہ انھیں مل گئی۔

جنگ میں کفارِ مکہ کی عورتیں صرف گانے گاتی تھیں

حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا فرماتی ہیں کہ:

کفارِ مکہ کی عورتیں بھی جنگِ احد میں آئی ہوئی تھیں؛ مگر وہ صرف گیت گاتی تھیں

اور دُف بجاتی تھیں، اس کے سوا وہ کچھ نہیں کرتی تھیں؛ جب کہ ہم سب نے تو حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔

زخمی ہونے کی وجہ سے حمراء الاسد میں شریک نہ ہونا

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کو احد میں زخموں کی وجہ سے بہت خون نکلا اور وہ بہت کمزور ہو گئیں، وہ احد کی جنگ کے بعد اِس قدر کمزور ہوئیں کہ اُحد کے فوراً بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حمراء الاسد گئے؛ مگر حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا اپنی کمزوری کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نہ جاسکیں۔

جب تک امِّ عُمارہ کا حال معلوم نہیں ہو جاتا، میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا

جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے گھر میں داخل نہ ہوئے؛ بلکہ باہر رُک گئے اور حضرت امِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کے بھائی حضرت عبد اللہ بن کعب رَضِیَ اللہُ عَنہُ کو بھیجا کہ:

”جاؤ، تمھاری بہن حضرت امِّ عُمارہ کیسی ہے، پہلے اُن کی طبیعت معلوم کر کے آؤ، جب تک اُن کی طبیعت کا مجھے پتہ نہیں چلے گا، میں گھر نہیں جاؤں گا، اِس عورت نے احد میں میرے لیے اتنا اتنا کام کیا ہے“۔

جب حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا کے بھائی نے اُن کو دیکھا کہ بہن کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو رہی ہے تو آ کر حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بتلایا۔ اُن کی طبیعت کا حال سننے کے بعد حضرت نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اطمینان ہوا۔

میری دینی بہنو! اندازہ لگاؤ کہ اُن کی کس قدر قربانی ہو گی کہ آپ ﷺ یہ کہہ رہے ہیں: جب تک مجھے اُن کا حال معلوم نہیں ہو جاتا میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا۔

حدیبیہ میں سر منڈوانے والوں کے لیے دعائے رحمت

جنّتی خاتون حضرت امِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حدیبیہ میں بھی شرکت کا موقع ملا، حدیبیہ میں آپ ﷺ نے جانور ذبح کیا، پھر ایک خیمے (tent) میں گئے اور بال کاٹنے والے کو بلایا اور سر مبارک سے بال صاف کروائے اور سر مُنڈوانے والوں کے لیے رحمت کی دعا کی:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ: رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ، مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. قَالَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ: وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ: وَالْمُقَصِّرِينَ. (بخاری:۱۷۲۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرمایئے! حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا: اور کتروانے والوں پر؟ نبیِ کریم ﷺ نے اب بھی دعا کی: اے اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمایئے! حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے پھر عرض کیا: اور کتروانے والوں پر؟ اب آپ ﷺ نے فرمایا: اور کتروانے والوں پر بھی۔

لیث نے کہا کہ: مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ نبیِ کریم ﷺ نے یہ جملہ، ”اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے“ ایک یا دو مرتبہ فرمایا۔ انھوں نے بیان کیا کہ:

عبید اللہ نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ چوتھی مرتبہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ ”بال کتروانے والوں پر بھی“ (رَحِمَ اللہُ الْمُقَصِّرِینَ تین مرتبہ فرمایا)۔

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک سے بیماروں کو شفا

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک حضراتِ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم لے کر جانے لگے، اُن بالوں میں سے کچھ حضرت امِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بھی مل گئے، انھوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک کو پوری حفاظت سے اپنے پاس رکھا، کوئی بیمار ہوتا تو اُس سے کہتیں کہ: پانی لے آؤ، جب وہ پانی لے آتا تو حضرت امِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال مبارک اُس پانی میں ہلا کر دے دیتی تھیں، پھر کہتیں کہ: اِس کو پی جاؤ۔ اُن کے اِس عمل سے بیمار کو شفا ہو جاتی تھی۔

بال منڈوانے کا حکم اور ہماری کوتاہی

ہمارے یہاں بعض لوگ احرام کھولنے کے بعد بال نہیں منڈواتے ہیں؛ حالاں کہ وہ مبارک جگہ ایسی ہے کہ مردوں کو تو بال صاف کر دینے چاہیں، کسی کے بڑے بڑے بال ہوں تو وہ قصر کر لے گا؛ یعنی ایک پورو ے کے بقدر بھی اوپر سے بال کاٹ لے گا تو بھی اُس کا احرام کھل جائے گا اور عورتوں کو تو صرف ایک پورو ے جتنے بال اپنی چوٹی میں سے کاٹنے ہیں، اتنے بال کاٹتے ہی اُس کا احرام کھل جائے گا۔

حضرت امِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ:

میں نے قینچی لی اور میرے بال کاٹ کر اپنا احرام کھولا۔

خیبر کی غنیمت میں سے حصہ

حضرت اُمِّ عُمارہ رضی اللہ عنہا خیبر میں بھی شریک تھی، خیبر میں جب ”صعب“ نامی قلعہ فتح ہوا تو وہاں سے اناج بہت مقدار میں ملا، اتنی مقدار میں اناج ملا کہ کسی کو اندازہ نہ تھا کہ اتنا زیادہ اناج ہوگا، حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک مہینے یا اُس سے زیادہ مدت تک اُس میں سے کھایا اور اپنے جانوروں کو بھی اُس میں سے کھلایا، ایک ماہ تک وہ اناج سب کے لیے کافی ہوگیا۔ اُس قلعے سے کچھ قیمتی قیمتی ہیرے ملے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جنگ میں بیس (۲۰) صحابیہ عورتیں شریک تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قیمتی ہیرے اُن کے درمیان تقسیم کروادیے۔ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو مخمل جیسا کوٹن کا کپڑا، یمن کی چادر اور دو دینار، نیز قیمتی ڈائمنڈ عطا فرمائے۔

عمرۃ القضا اور حنین میں شرکت

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے ساتویں سال عمرے کی قضا فرمائی، اُس عمرۃ القضا میں بھی حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھیں۔ حنین کے موقع پر بھی حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلوار لے کر حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑی تھیں اور مردوں کو غیرت دلا رہی تھیں کہ: اے لوگو! کہاں بھاگ رہے ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہو اور اُن کی مدد کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرو۔

کس قدر بہادر خاتون ہوگی! میدانِ جنگ میں حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں افراتفری پھیل گئی اور وہ سب تیروں کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہوگئے؛ مگر یہ خاتون

ہمت کے ساتھ وہاں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس جم کر مردوں کو غیرت دلاتی رہیں۔

بیٹے کو مسیلمہ کذاب کا بری طرح قتل کرنا

حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا کے بیٹے حضرت حبیب بن زید رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو مسیلمہ کذاب نے ظلماً قتل کر دیا تھا، حضرت حبیب بن زید رَضِیَ اللہُ عَنْہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے خط لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس گئے تھے تو اُس ظالم نے حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کے بیٹے کو قتل کر دیا اور صرف قتل ہی نہیں کیا؛ بلکہ اُن کی پورے جسم (body) کے الگ الگ ٹکڑے کر دیے۔ جب اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا نے اپنے بیٹے کی لاش دیکھی تو انتہائی صبر کے ساتھ اپنے آپ کو قابو میں رکھا؛ مگر بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی۔

یمامہ کی جنگ میں شرکت اور ہاتھ کٹنا

چناں چہ یمامہ کی جنگ میں یہ گئیں، یہ جنگ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے زمانے میں ہوئی، اِس جنگ میں حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کا ہاتھ کٹ گیا؛ گویا حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کے جسم سے پہلے اُن کا ہاتھ جنت میں چلا گیا، پہلے اُن کا ہاتھ شہید ہوا، پھر اُن کا انتقال ہوا۔ یمامہ کی جنگ کے وقت اُن کی عمر ساٹھ (۶۰) سال سے زیادہ تھی؛ لیکن اِس کے باوجود جہاد کا ایسا شوق تھا کہ اپنے بیٹوں کے ساتھ یمامہ کی جنگ میں شریک رہیں، وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ اتنی بڑی عمر میں بھی جان، مال اور وقت کی قربانی دیتی رہیں۔

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حضرت اُمِّ عمارہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا کے گھر جانا

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حضرت اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا سے بڑی محبت تھی،

حضور ﷺ اُن کے گھر جاتے تھے، ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ حضرت امِّ عمارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کے گھر پہنچے تو انھوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھانا رکھا۔ اُس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ: امِّ عمارہ! تم بھی کھاؤ، وہ کہنے لگی کہ: حضور! میرا تو روزہ ہے۔

روزے دار کے مخصوص عمل پر فرشتوں کی دعائے رحمت

اُس وقت حضور ﷺ نے اُن کو بڑی خوش خبری دی کہ:

کوئی روزہ رکھے، اور روزگار کے سامنے کھانا کھایا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اُس روزے دار کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔

ترمذی شریف میں یہ روایت ہے:

عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَوْلَاةً لَنَا يُقَالُ لَهَا: لَيْلَى تُحَدِّثُ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ الأَنْصَارِيَّةِ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: «كُلِي»، فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ المَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا»، وَرُبَّمَا قَالَ: «حَتَّى يَشْبَعُوا». (سنن الترمذی: ۷۸۵)

ترجمہ: حضرت امِّ عمارہ بنتِ کعب انصاریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا کہتی ہیں کہ: حضرت نبیِ اکرم ﷺ ان کے پاس آئے، انھوں نے آپ کو کھانا پیش کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم بھی کھاؤ“، انھوں نے کہا: میں روزہ سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزے دار کے لیے فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں، جب اس کے پاس کھایا جاتا ہے جب تک کہ کھانے والے فارغ نہ ہو جائیں“۔ بعض روایتوں میں ہے

"جب تک کہ وہ آسودہ نہ ہو جائیں" یعنی اچھی طرح پیٹ نہ بھر جاویں۔

اگر ہم روزے سے ہوں اور ہمارے سامنے کوئی کھاتا ہو، تو یہ بہت بڑی رحمت ہے۔ کوئی غیر مسلم خادم کھا رہا ہو، یا کام والی کھا رہی ہو یا کوئی غیر مسلم غریب آ جائے اور ہم نے اُس کو کھانا دیا اور وہ ہمارے سامنے کھا رہا ہو، اِس موقع سے ہم صبر کریں تو جتنی دیر تک وہ ہمارے سامنے کھانا کھائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے صبر کرنے والوں کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں؛ اِس لیے یہ بھی ایک اچھا عمل ہے جو ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔

حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کا حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت کے زمانے میں باقاعدہ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے تھے، اُن کی خبر گیری کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کچھ مالِ غنیمت آیا تو اُس میں ایک بہت قیمتی دوپٹہ تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے رائے لی کہ: یہ دوپٹہ کس کو ہدیہ دیا جائے؟ تو کسی نے کہا کہ: امیر المؤمنین! یہ دوپٹہ آپ اپنی بہو (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی) کو ہدیہ دے دیجیے، اُن کا نام "صفیہ" تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

نہیں! نہیں! میں زیادہ حق دار کو یہ قیمتی دوپٹہ دوں گا۔

اُس کے بعد حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دوپٹہ دیا، اور فرمایا کہ:

یہ وہ خوش نصیب خاتون ہیں جن کے بارے میں حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ:

مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي.(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ج:٤، ص:١٩٩)

ترجمہ: میں نے داہنی جانب دیکھا اور میں نے بائیں طرف دیکھا، ہر طرف میں امِّ عمارہ کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میرے لیے دفاع (defense) کا کام کر رہی ہیں، وہ ہر طرف سے میری حفاظت کے لیے لڑ رہی ہیں۔

حضرت امِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو قرآنِ کریم پڑھنے کا بہت شوق تھا

حضرت امِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو قرآن پڑھنے کا بہت شوق تھا، بڑے شوق سے قرآنِ کریم پڑھتی تھیں، ایک مرتبہ انھوں نے بہت محبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فریاد کی کہ: حضور! قرآنِ کریم میں تو صرف مردوں ہی کی باتیں آتی ہیں، عورتوں کی تو باتیں آتی ہی نہیں ہیں۔

محبت بھری فریاد پر قرآنِ کریم کی آیت کا نازل ہونا

اللہ تعالیٰ نے اُن کی اِس فریاد پر قرآنِ کریم کی آیت اتاری:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِينَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِينَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِينَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِينَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِينَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ (احزاب:۳۵)

ترجمہ: یقیناً مسلمان (یعنی فرماں بردار) مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور عبادت کرنے والے مرد اور عبادت کرنے والی عورتیں اور سچائی والے مرد اور سچائی والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے (یعنی دل سے جھکنے والے) مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور (اپنی شرم گاہ کی) حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (اللہ تعالیٰ کا بہت) ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا (شان دار) بدلہ تیار کر رکھا ہے۔

میری بہنو! یہ مبارک آیتِ کریمہ حضرت اِمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کی درخواست پر آسمان سے نازل ہوئی، یہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے پاکیزہ جذبات کی بات تھی، ہم اُس کو اعتراض یا سوال نہیں کہہ سکتے، اُن کی چاہت یہ تھی کہ قرآنِ کریم میں ہمارا بھی نام آنا چاہیے، قرآنِ کریم میں ہم عورتوں کا بھی تذکرہ ہونا چاہیے، انھوں نے پیار و محبت بھری فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے آیت اتار کر عورتوں کے بارے میں بڑی تفصیل عطا فرما دیں۔

حضرت اِمّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین حدیثیں منقول

حضرت اِمّ عمارہ رضی اللہ عنہا سے تین احادیث بھی منقول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے کتنی ہی مرتبہ اُن کے لیے جنت کی خوش خبری ہوئی۔

وفات

سنہ ۱۳ھ میں حضرت امِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا، اللہ تعالیٰ حضرت امِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سارے نیک و پاکیزہ جذبات اور اُن کے جیسی بہادری ہم سب کو نصیب فرمائیں، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

حضرت اُمّ سُلیم بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہو گئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

ہجرت سے پہلے ایمان لانا

وہ خوش نصیب صحابیات جن کو دنیا ہی میں حضور ﷺ کی مبارک زبان سے جنت کی خوش خبری دی گئی، اُن میں ایک مبارک نام ''حضرت امِّ سُلَیم رضی اللہ عنہا'' کا ہے۔ اُن

کی کنیت "امِّ انس" بھی ہے، یہ وہ خوش نصیب خاتون ہیں جنھوں نے مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ایمان قبول کرلیا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔

جنت میں چلنے کی آواز

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں نے معراج کے موقع پر جنت میں کسی کے قدم کی آواز سنی کہ کوئی جنت میں چل رہا ہے، تو میں نے فرشتوں سے پوچھا کہ: یہ کس کے چلنے کی آواز آرہی ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ: یہ (حضرت) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی والدہ؛ رُمَیصاء بنتِ مالک رضی اللہ عنہا ہے یعنی یہ امِّ سلیم رضی اللہ عنہا ہے۔

اِس واقعے سے اندازہ لگاؤ کہ: یہ عورت کتنے اونچے مقام ومرتبے کی ہوگی کہ حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اُن کے چلنے کی آواز سنی۔

حضرت امِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کا نام کیا ہے؟

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا نام کیا ہے؟ اِس بارے میں کتابوں میں الگ الگ باتیں ملتی ہیں: (۱) غُمَیصہ (۲) رَمیسَہ (۳) سُہیلہ (۴) رَمیلہ / رُمَیلہ (۵) اُنیبہ (۶) رُمَیصاء۔

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے یہ سب نام کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت امِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے والدین اور آپ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے ابا کا نام "مِلحان" تھا، اور اُن کی امی کا نام "مُلَیکہ" تھا،

انصار کے ایک مشہور قبیلہ؛ خزرج میں بنو نجار سے تعلق رکھنے والی یہ خاتون ہیں، بنو نجار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کا ننھیال ہے؛ اِس لیے حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خالہ جان کہتے تھے۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اور اولاد

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح بنو نجار میں مالک بن نَضر سے ہوا، اُن سے ایک بیٹا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی حضرت برّاء بنتِ مالک رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔

اسلام قبول کرنے پر شوہر کی ناراضگی اور دھمکی

عجیب بات یہ ہے کہ: اُن کے شوہر مالک بن نضر کاروباری مقصد کے خاطر سفر پر گئے ہوئے تھے، اِسی دوران حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا ایمان لے آئیں، جب شوہر سفر سے واپس آیا تو اُس کو پتہ چلا کہ: میری بیوی تو مسلمان ہوگئی ہے تو اُس نے اپنی بیوی حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کو ڈانٹا اور بری بری باتیں کہنا شروع کردی۔ اُن کا شوہر مالک بن نضر کہنے لگا کہ: اے امّ سلیم! تو دین سے نکل گئی۔ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: نہیں، میں دین سے نہیں نکلی ہوں؛ بلکہ میں تو ایمان لے آئی ہوں۔ اب شوہر دھمکی دینے لگا؛ مگر حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا استقامت کے ساتھ ایمان پر جمی رہیں۔

بیٹے کی اسلامی تربیت پر شوہر کا غصہ

خود بھی اسلام پر ڈٹی رہیں اور اپنے بیٹے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اسلامی تعلیم و تربیت میں بھی لگی رہیں؛ کیوں کہ ایک ماں کی ذمے داری ہوتی ہے کہ اپنے

چھوٹے بچے کی دینی تعلیم وتربیت کریں، حضرت اُمِّ سُلیم نے اپنے بچے انس کو کلمہ سکھا دیا تھا، وہ بچپن ہی میں کلمہ «لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ» پڑھتا تھا، جب اُن کے شوہر نے اپنے بچے کو کلمہ پڑھتے ہوئے سنا تو وہ حضرت اُمِّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا سے کہنے لگا کہ:

اے اُمِّ سلیم! تم تو بے دین ہوگئی ہو، میرے بیٹے کو بھی بے دین بنارہی ہو۔

حضرت اُمِّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا نے ہمت سے جواب دیا کہ:

میں انس کو بے دین نہیں بنارہی ہوں؛ بلکہ اُس کو سچا دین؛ اسلام سکھارہی ہوں، میں تو اُس کی اسلامی تربیت کررہی ہوں۔

شوہر کا مدینہ چھوڑ کر شام چلا جانا

شوہر روزانہ کہتا کہ: بیٹے کو اسلام مت سکھاؤ؛ لیکن حضرت اُمِّ سُلیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا دھیرے دھیرے اپنے بیٹے کو اسلامی باتیں سکھاتی رہیں اور اُس کو بھی مسلمان بنا دیا۔ جب شوہر مالک بن نضر نے دیکھا کہ اُن کی بیوی تو اسلام پر مضبوطی سے قائم ہے اور ایمان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے تو بیوی سے ناراض ہو کر مدینہ منورہ چھوڑ کر شام (Syria) چلا گیا۔

شوہر مالک بن نضر کا قتل

کہتے ہیں کہ: راستے میں کسی نے اُس کا قتل (murder) کرڈالا اور وہ مرگیا یا پھر شام جاکر مرگیا۔ جس وقت مالک بن نضر مرگیا، اُس وقت حضرت اُمِّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا بالکل جوان تھیں اور ایک چھوٹا سا بچہ بھی اُن کی گود میں تھا۔

بچے کی خاطر ازدواجی زندگی کی قربانی

شوہر کے مر جانے کے بعد شادی کے لیے بہت اچھے اچھے رشتے اُن کے لیے آرہے تھے؛ مگر ماں حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا یہ کہتیں کہ:

"ابھی میرا بچہ انس بہت چھوٹا ہے، وہ تھوڑا بڑا ہو جائے، اٹھنے بیٹھنے کے لائق ہو جاوے، تب جاکر میں دوسری شادی کروں گی؛ اِس لیے کہ اگر ابھی میں دوسری شادی کرلوں تو ہوسکتا ہے کہ میرا دوسرا شوہر اِس چھوٹے سے بچے کو تکلیف دیں"۔

ماں نے اپنے چھوٹے بچے کی خاطر اپنی جوانی کے جذبات قربان کر دیے، جب تک حضرت انس رضی اللہ عنہ بڑے نہیں ہوگئے، حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے صبر سے کام لیا اور نکاح نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

عجیب بات سنیے! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے، اُس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس (۱۰) برس کی تھی، حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا اپنے دس سال کے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئیں اور کہنے لگیں کہ:

حضور! یہ میرے دل کا ٹکڑا ہے، آپ اُس کے لیے دعا کر دیجیے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کردی اور وہ دعا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول بھی ہوگئی۔ دعا کروانے کے بعد حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ:

حضور! میرے اِس بچے کو آپ اپنی خدمت میں رکھ لیجیے، میں بیوہ ہوں، میرا کوئی سہارا نہیں ہے، یہی ایک میرا بچہ ہے؛ لیکن میں اپنے اِس بچے کو آپ کی خدمت

میں دیتی ہوں، آپ اِس کو قبول فرمالیجیے۔

والدہ کی قربانیوں کا اعتراف اور اُن کے لیے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، یعنی کُل دس (۱۰) سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگے رہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ خود کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ میری ماں کو بہترین بدلہ دیوے، اُنھوں نے بہت اچھی طرح مجھے بڑا کیا۔

رشتۂ مؤاخات: حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر پر

مدینہ منورہ آجانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک عجیب وغریب میٹنگ کی، اِس میٹنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے آنے والے حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور مدینہ منورہ کے انصاری صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بیچ میں محبت وبھائی چارہ کا ایک خاص تعلق قائم کردیا، جس کو ہم مؤاخات کہتے ہیں، یہ عظیم مواخات کا رشتہ اسی نیک خاتون کے گھر پر قائم کیا گیا تھا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا پیغامِ نکاح

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا بہت سلیقے والی خاتون تھیں، اُن کی زندگی بالکل منظم (systematic) تھیں، اُن کی زندگی سچائی اور وفاداری والی تھیں، آپ رضی اللہ عنہا بڑی بہادر اور بڑی صبر وسہن کرنے والی تھیں۔ بہت سے لوگ اُن سے نکاح کی چاہت رکھتے تھے۔

اُن کے خاندان میں ایک شخص تھے جن کا نام زید بن سہیل تھا؛ مگر وہ ''ابو طلحہ انصاری'' سے مشہور تھے، حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد اسلام کی بہت خدمت کی؛ مگر اُس وقت تو وہ کافر و بے ایمان تھے، اور ساتھ بہت مال دار بھی تھے۔

ابو طلحہ نے سوچا کہ میں مال دار ہوں؛ اِس لیے میں اگر اِمِّ سلیم سے کہوں گا تو وہ مجھ سے شادی کر لے گی، انھوں نے حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کی بات رکھی تو حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے پوری ہمت سے جواب دیا کہ:

آپ کتنے بھی مال دار کیوں نہ ہو؛ لیکن میرا مہر تو اسلام ہے اور تم ایمان نہیں لائے ہو؛ اِس لیے میں تمھارے ساتھ شادی نہیں کرسکتی ہوں۔

مورتیوں کو پوجنے والے سے نکاح نہیں کرسکتی

زمین میں سے درخت اگتا ہے، اُس کے اوپر لکڑی اگتی ہے، کوئی بڑھئی آ کر اُس لکڑی کو چیر دیتا ہے اور اُس کو کاٹ دیتا ہے، پھر اُس میں سے (સુથાર) بُت اور مورتیاں بناتا ہے اور لوگ اُس کو پوجنے لگتے ہیں، اے ابو طلحہ! تم زمین سے اگنے والی لکڑی کے بنائے ہوئے بُت اور مورتیوں کی پوجا کرتے ہو؛ اِس لیے میں تمھارے ساتھ شادی نہیں کروں گی۔

ابو طلحہ نے بہت اصرار کیا؛ مگر حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے صاف کہہ دیا کہ: ابو طلحہ! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو لکڑی کے بت کی عبادت کرتا ہے، میں کبھی تیرے ساتھ شادی نہیں کرسکتی ہوں۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

ابو طلحہ اپنے گھر گئے، انھوں نے خوب سوچا اور اُن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آ گئی، وہ حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور گھر پر آ کر زور سے کلمہ پڑھا اور ایمان میں داخل ہو گئے، الغرض! اِس طرح حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا ایک بہت بڑے آدمی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا سبب بنیں، اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے، عجیب بات یہ ہے کہ شوہر کا ایمان لانا ہی گویا اُن کا مہر مقرر ہوا، اُن کی شادی میں الگ سے مہر مقرر نہیں ہوا۔

ایمان ہی مہر بن گیا

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اُن کا مہر سب سے افضل ہے کہ ایمان لانا ہی اُن کا مہر قرار دیا گیا اور یہ (حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی شادی) اسلام کی تاریخ (History) میں ایک ایسی عجیب شادی ہے جس میں کوئی نقد (cash) رقم یا سونا یا چاندی نہیں تھا؛ بلکہ شوہر کا ایمان لانا ہی اُن کا مہر بن گیا۔ یاد رکھیے کہ: یہ اُن کی خصوصیت تھی، عام حکم نہیں ہے، عام شادیوں میں تو مہر مقرر کرنا ضروری ہے، اگر مقرر نہ بھی کیا گیا ہو تو وہ خود بہ خود مقرر ہو جاتا ہے۔

ابو عمیر کی پیدائش اور پرندہ

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ دونوں میاں بیوی خوشی خوشی زندگی گزارنے لگے، حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا بہت دنوں سے بیوہ تھیں، اب شوہر مل گیا تھا، تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک بیٹا عطا فرمایا اور گھر میں خوشی

کا ماحول بڑھ گیا۔ اُس بچے کو ''ابو عُمیر'' کہتے تھے۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اِس بچے کے کھیلنے کے لیے اُس کو ایک چھوٹا سا پرندہ (bird) لاکر دیا، اگر پرندوں کے حقوق ادا کر سکتے ہو تو چھوٹی کراہت کے ساتھ اُس کو پال سکتے ہیں، بہت سے لوگ پرندوں کے حق ادا نہیں کرتے اور گھروں میں پرندوں کو پال کر رکھتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے، بہر حال! ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ: اللہ کا کرنا کہ وہ پرندہ بیمار ہو کر مر گیا۔ اُس پرندہ کے مر جانے پر ننھے سے بچے عمیر غم میں رونے لگے اور کسی سے بات نہیں کر رہے تھے۔

اے ابو عمیر! تیری چھوٹی سی چڑیا کو کیا ہوا؟

حضرت نبِی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خالہ حضرت اِمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے، ایک دن آئے تو دیکھا کہ ننھا مُنّا بہت چپ چاپ بیٹھا ہے اور غمگین وخاموش ہے تو حضرت نبِی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ:

کیا ہوا ہے؟ آج یہ بچہ بالکل چپ اور خاموش کیوں ہے؟

گھر والوں نے جواب دیا کہ: اُس کا پرندہ مر گیا ہے۔

حضرت نبِی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور ہنستے ہنستے فرمایا:

يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ. (بخاری:۶۱۲۹)

اے ابو عمیر! تیری چھوٹی چڑیا کو کیا ہوا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی محبت و پیار سے کہا کہ: اُسی لمحے بچے کا غم دور ہو گیا اور وہ بچہ ہنسنے کھیلنے لگا، بعد میں عربی گرامر کی کتابوں میں یہ جملہ «يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ» مثال بن گیا۔

ابو عمیر کا انتقال اور امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے صبر کا عجیب واقعہ

تھوڑے دن گزرے تھے کہ یہ بچہ بیمار رہنے لگا، ایک دن صبح صبح زیادہ بیمار ہوا، اور چھوٹے سے بچے ابو عمیر کا انتقال ہوگیا، جب بچے کا انتقال ہوا، اُس وقت شوہر گھر میں نہیں تھے؛ بلکہ مدینہ منورہ کے باہر کہیں گئے ہوئے تھے؛ لیکن حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کیسی ہمت والی ماں ہوگی کہ انھوں نے زبردست صبر کیا، نہ زور زور سے روئیں اور نہ ہی چلائیں؛ بلکہ اُس بچے کو نہلایا، کفن دیا اور قبرستان پہنچا دیا۔

ماں نے بڑی ہمت سے یہ سارے کام کر دیے، شام کو شوہر حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ گھر آئے، حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کو بتایا نہیں کہ بچے کا انتقال ہوگیا ہے، شوہر نے پوچھا کہ: بچے کی طبیعت کیسی ہے؟ ماں نے سچا جواب دیا، انھوں نے کہا کہ: تم گئے اُس وقت اُس کی طبیعت کیسی تھی؟ اب اُس کی طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے۔ ظاہر ہے کہ موت کے بعد جنت میں تو اچھی طبیعت ہی ہوگی۔ ماں حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کتنی سمجھ داری سے جواب دیا، اُن کے اِس جواب سے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سمجھے کہ بچہ تندرست ہوگیا ہے، شوہر نے ہاتھ منہ دھویا اور سفر کی تھکان اتاری، بیوی نے اپنے شوہر کو کھانا دیا۔ پھر دونوں بیڈروم میں گئے، وہاں دونوں کے بیچ میاں بیوی والا تعلق بھی ہوا؛ یعنی شوہر نے اپنی ضرورت پوری کی۔

بچے کی وفات کے بارے میں بتلانے کا انوکھا انداز

پھر صبح میں جب شوہر غسل سے فارغ ہوئے تو بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ:

مجھے ایک سوال کا جواب دو، کوئی آدمی کسی کے پاس کوئی امانت رکھے، پھر وہ امانت واپس مانگے تو وہ امانت اُس کو دے دینی چاہیے یا نہیں؟ شوہر نے کہا کہ:

جس کی امانت ہے، اُس کو واپس کر دینی چاہیے۔

حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے بہت ہمت سے کہا کہ:

ہمارا چھوٹا سا بچہ ابو عمیر اللہ تعالیٰ کی امانت تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے بچے کو واپس لے لیا۔

حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی حکمت وسمجھ داری

میری بہنو! اندازہ لگائیں کہ: حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کس قدر صبر والی، حکمت والی اور سمجھ دار خاتون تھیں، اپنے شوہر کو بیٹے کی وفات پا جانے کی اطلاع کتنی حکمت سے دی، بعض لوگ گھبراہٹ والے ہوتے ہیں کہ چھوٹی سی بات کو بھی ایسے انداز سے پیش کرتے ہیں کہ سب لوگ ڈر جائیں اور بعض ایسی حکمت وہمّت والے ہوتے ہیں کہ بڑی بات بھی اتنے ہلکے پھلکے انداز سے (lightly) بتاتے ہیں کہ کسی کو کوئی ٹینشن اور گھبراہٹ نہیں ہوتی ہے۔

بڑی بات کو بھی ہلکے انداز میں (lightly) بیان کرنا سیکھو

میری بہنو! یہ بات سیکھنے کی ہے کہ ہم کس انداز میں بات کریں۔ ہنگامہ، شور اور ٹینشن کا ماحول نہ ہو، اِس انداز میں بات کرنا سیکھو، بعض بہنیں بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت بڑی بنا دیتی ہیں، یہ غلط بات ہے، بڑی سے بڑی بات بھی اتنی ہلکی بتاؤ کہ سامنے والے کو گھبراہٹ نہ ہو۔

شوہر کی ناراضگی اور حضور ﷺ سے شکایت

جب حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے شوہر حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہیں تو وہ حیران رہ گئے اور اُن سے ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ: تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ وہ صبح صبح حضور ﷺ سے فریاد کرنے گئے کہ میری بیوی حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے ایسا ایسا کیا۔

حضور ﷺ کی دعا اور اس کی برکت

یہ سب ماجرا سن کر حضرت نبیِ کریم ﷺ نے دعا دی کہ:

”اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مرحوم بچے کا بہترین بدل دیں اور آج کی رات میں اللہ تعالیٰ تمھیں برکت عطا فرمائیں“۔

حضرت نبیِ کریم ﷺ کی دعا کا ملنا تھا کہ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا پھر سے حاملہ ہو گئیں۔

دوسرے بچے کی ولادت کا وقت

اور جب ولادت (بچہ پیدا ہونے) کا وقت ہوا تو دونوں میاں بیوی سفر میں تھے اور نبیِ پاک ﷺ بھی اُسی سفر میں تھے، بچہ پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو دونوں میاں بیوی حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ رُک گئے؛ کیوں کہ ولادت کا وقت تھا، وہ حضور ﷺ کے ساتھ اپنا سفر جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا دعا مانگنا اور قبول ہونا

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دوسری طرف یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جائے تو انھوں نے آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے دعا مانگی کہ: اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جہاں جائیں؛ میں بھی وہاں جاؤں، اے اللہ! ایک طرف میری بیوی کو بچہ ہو رہا ہے، دوسری طرف مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر جاری رکھنا چاہتا ہوں۔

کیسے جذبے سے دعا مانگی ہوگی کہ دعا کے تھوڑی ہی دیر کے بعد حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا آکر کہنے لگتی ہیں کہ: میرا درد بند ہوگیا ہے، چلو آگے سفر جاری رکھتے ہیں، دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں چلے، آگے کی منزل پر جب پہنچے تو وہاں جا کر بچہ پیدا ہوا۔

تحنیک اور نام

جب بچے کی ولادت ہوگئی تو حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے کہا کہ:

"ابھی کوئی بھی میرے بچے کو دودھ نہ پلانا"۔

صبح سویرے حضرت اُمِّ سُلیم نے اپنے بیٹے حضرت انس۔جو پہلے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے۔سے کہا کہ: تم اپنے بھائی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔حضرت انس اپنے چھوٹے بھائی کو لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا: "لگتا ہے کہ امِّ سلیم کو بچہ ہوا ہے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جاکر کہا: ”جی حضور! میری امی کو بچہ ہوا ہے“۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عجوہ کھجوریں منگوائیں، جو مدینہ منورہ کی سب سے افضل اور فضیلت والی کھجور سمجھی جاتی ہے۔ اور اُس عجوہ کھجور کو اپنے منہ میں رکھا تو وہ کھجور فوراً نرم ہو گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نرم کھجور اپنے منہ سے نکال کر اس بچے کے منہ میں رکھ دی۔
جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجور اُس بچے کے منہ میں رکھی، وہ بچہ اُس کھجور کو چوسنے لگا۔
سنت طریقہ یہی ہے کہ کسی اللہ کے نیک بندے سے سب سے پہلے بچے کے منہ میں کھجور چبا کر رکھوائی جائے، جسے ”تحنیک“ کہتے ہیں۔ پھر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے لیے دعا فرمائی اور اس بچے کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود ”عبداللہ“ رکھا۔

بچے کی وفات پر صبر کا پھل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت

چھوٹے سے بچے کی وفات پر ماں صبر کرتی ہے، شوہر بھی صبر کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کرواتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر سے اُن کے یہاں ایک بچہ پیدا فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحنیک اور دعا کی برکت یہ ہوئی کہ: جب یہ بچہ بڑا ہوا، تو ان کی فیملی میں دس بڑے عالم اور سات حافظِ قرآن پیدا ہوئے، یہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی۔

بزرگوں کی دعا کی اہمیت

اِس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بچوں کو بزرگوں کے پاس لے جاکر دعائیں

کروانی چاہیں۔ اللہ والوں کی دعا کی برکت نہ صرف دنیا میں نظر آتی ہے؛ بلکہ آخرت میں بھی ان شاء اللہ ! اس کے اچھے اثرات دکھائی دیں گے۔

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی غزوات میں خدمات

جب احد کی لڑائی ہوئی تو حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدانِ جنگ میں گئی تھیں۔ حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اس وقت بڑی عظیم خدمات انجام دیں۔ ان کے شوہر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے رہتے تھے؛ تا کہ دشمن کا کوئی تیر نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ آئے۔ حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا زخمیوں کی خدمت کرتی تھیں، وہ زخمی صحابہ کو پانی پلاتیں، اور تیر جمع کر کے لاتی تھیں۔

غزوۂ خیبر میں شرکت

جب ہجرت کے چھٹے سال خیبر کی جنگ ہوئی تو حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا اُس میں دوسری صحابیہ عورتوں کے ساتھ شریک ہوئیں، جب نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے اور پوچھا کہ: کس کی اجازت لے کر آئی ہو؟

حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ:

حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہم محنت کر کے اون کاتتے ہیں اور جو آمدنی (income) آتی ہیں اُن میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، ہمارے پاس زخمیوں کی خدمت کا سامان ہے، گویا یوں کہا کہ: ہم طبی امداد (first aid) کے لیے یہاں آئے ہیں، ہم یہاں نرسنگ کا کام کریں گے، ہم

زخمیوں کو پانی پلائیں گے، تیر لا کر دیں گے، ہم ستو پانی میں ملا کر لوگوں کو پلائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بات سن کر اُنھیں اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے، اِس جنگ میں ہمارے ساتھ رہو اور خدمت کرو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنانے کی خدمت

عجیب بات یہ ہے کہ جب یہ جنگ ختم ہوئی اور ایک بڑے یہودی بادشاہ کی بیٹی؛ شہزادی(princess)صفیہ نے ایمان قبول کیا اور حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا نکاح ہوا، تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنانے کی ساری تیاری کی خدمت حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کی تھیں۔حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نئ بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنانے کی ذمّے داری نبھائی، حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا ہی نے اُن کی کنگھی کیں اور اُن کو تیار کیا۔

دلہنوں کو بیوٹی پالر بھیجنے کا رواج ختم کریں

پرانے زمانے میں عورتیں خود اپنی دلہنوں کو سجاتی تھیں، اور یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

میں پہلے بھی آپ سے کہہ چکا ہوں کہ باہر کی تیار کرنے والی(beautician) عورتوں کے پاس ایسے کام نہ کروائیں؛ کیوں کہ بہت سی بیوٹی پارلر میں کام کرنے والی عورتوں کی زندگی اچھی نہیں ہوتی، اور اس کا غلط اثر آپ کی دلہن پر پڑ سکتا ہے۔ پرانے زمانے میں گھر کی عورتیں، سہیلیاں اور ماں ہی اپنے ہونے والی دلہنوں کو سجاتی تھیں، اور یہی مناسب طریقہ تھا۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا

نے دلہن بنایا تھا، اور یہی نظام اچھا ہے۔ اُس کو اپنے گھروں میں باقی رکھنا چاہیے، اور اگر ختم ہو گیا ہو تو دوبارہ شروع کرنا چاہیے۔

خیبر کی جنگ میں خنجر لے کر آنا

جب خیبر میں جنگ ہو رہی تھی تو حضرت اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہاتھ میں خنجر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑی ہو گئی تھیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، یہ اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا میری بیوی، خنجر ہاتھ میں لے کر آئی ہیں۔

اُن سے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: خنجر کیوں لائی ہو؟

حضرت اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: حضور! اگر کوئی دشمن سامنے آیا تو میں اس کا پیٹ چیر ڈالوں گی۔

یہ سن کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں کی حالت

ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ایک مہمان تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام بیویوں کو کہلوایا کہ:

مہمان آئے ہوئے ہیں، کیا گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہے؟

تمام ازواجِ مطہرات میں سے ہر ایک کی طرف سے یہی جواب آیا کہ: گھر میں پانی تو ہے، لیکن کھانا بالکل نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فقر و فاقہ کی حالت تھی اور مہمان بھی بھوکے تھے۔

جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھر میں کچھ بھی نہ ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں اعلان کروایا کہ:

یہ میرے مہمان ہیں اور بھوکے ہیں، کون ان کے لیے کھانا فراہم کرے گا؟

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوئے اور کہا: حضور! میں ان کو اپنے گھر لے جاتا ہوں۔

ایثار و قربانی کا بے مثال واقعہ

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مہمان کو لے کر گھر آئے۔ جب حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا، تو انھوں نے جواب دیا کہ: ''آج ہمارے گھر میں کھانا بہت کم ہے، بس اتنا ہی کھانا ہے کہ ہمارے بچے کھا سکیں''۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم بچوں کو سمجھا کر سلادیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو کھلائیں گے۔ میاں بیوی نے پلان بنایا کہ: یہ نبی کے مہمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول کے مہمان ہیں، ہم اپنے بچوں کے ساتھ بھوکے رہ لیں گے؛ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو پیٹ بھر کر کھلائیں گے۔

اپنی بھوک چھپانے کا نرالہ انداز

اُس زمانے میں گھروں میں روشنی کے لیے چراغ (દીવો / lamp) جلاتے تھے، حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: جب مہمان کھانے بیٹھے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے بجھا دینا؛ تا کہ اندھیرا ہو جائے اور کچھ دکھائی نہ دیوے، ہم مہمان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر اپنے ہاتھ اور منہ خالی چلاتے رہیں گے؛ تا کہ مہمان کو احساس نہ ہو اور یوں سارا کھانا

مہمان کو کھلائیں گے۔

دونوں میاں بیوی بھوکے رہے، بچوں کو بھی بھوکا سلادیا، گھر میں کسی نے کچھ نہیں کھایا؛ مگر انھوں نے حضور ﷺ کے مہمان کو پیٹ بھر کر کھلایا، کتنی بڑی قربانی اِس گھر والوں نے دی!

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف فرمائی

مہمان کو تو چراغ بجھا دیے جانے اور اندھیرا ہو جانے کی وجہ سے نظر نہیں آیا کہ یہ میاں بیوی کھا نہیں رہے ہیں؛ مگر اللہ تعالیٰ تو سب دیکھ رہے تھے۔

جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صبح میں نبیِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں میاں بیوی نے مہمان کے ساتھ جو خدمت کی، وہ اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آیت نازل کی:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹

(حشر: ۹)

ترجمہ: اور (اسی طرح وہ فیٔ کا مال) ان لوگوں کو ملے گا جو ان (مہاجرین) سے پہلے ہی اس جگہ (یعنی مدینہ منورہ میں) ایمان کے ساتھ رہتے ہیں جو کوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے وہ اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی (یعنی خلش) محسوس نہیں کرتے اور ان

(مہاجرین) کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ خود کتنے ہی فاقے (یعنی تنگی) میں ہو، اور جو شخص بھی اپنی طبیعت کی بخیلی (یعنی لالچ) سے بچالیا گیا سو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

جنت کمانے کا آسان طریقہ

یہ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اور صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا بے مثال جوڑا (couple) تھا کہ: بھوکے رہ کر بھی مہمان کو کھلاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو بہت نوازا ہے، غریبوں کو کھلاؤ، مہمانوں کو کھلاؤ، جماعت آوے تو اُس کی دعوتیں کرو، رمضان ہو یا غیر رمضان علمائے کرام آتے ہیں اُن کو کھلاؤ، مسافروں کو کھلاؤ۔ یہ سب اعمال جنت کمانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرے کو دیکھا اور سمجھ گئے کہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھوکے ہیں، حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ جلدی سے گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت اِمِّ سلیم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے کہا کہ:

اِمِّ سلیم! حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھوکے نظر آرہے ہیں، گھر میں کچھ کھانے کو ہے یا نہیں؟

بیوی حضرت اِمِّ سلیم نے رَضِیَ اللہُ عَنْہَا جو روٹیاں موجود تھیں، کپڑے میں لپیٹ کر اپنے بیٹے حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے کہا کہ: بیٹے انس! جاؤ، یہ روٹیاں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دے کر کے آؤ۔

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ روٹی دینے کے لیے آئے، اُس وقت حضراتِ صحابۂ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا ایک بہت بڑا مجمع تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: جی، ہاں! ابا نے بھیجا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انس! جاؤ، اِن روٹیوں کو گھر لے جاؤ، میں سب صحابہ کو لے کر تمھارے گھر آرہا ہوں۔

جب میاں بیوی نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی واپس کردی اور بڑے مجمع کو لے کر گھر کی طرف آرہے ہیں تو دونوں پریشان ہوگئے کہ: اب کیا کریں؟ جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھا تو بیوی حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے یقین سے بھرا ہوا جواب دیا کہ: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول خوب جانتے ہیں۔

اتنے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی بہت بڑی جماعت لے کر تشریف لے آئے، حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے گھر میں موجود دو چار روٹی اور جو تھوڑا سالن تھا، وہ لاکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ اُس تھوڑے سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے پیٹ بھر کر کھایا اور آخیر میں کھانا بچ گیا۔

تفصیلی حدیث

بخاری شریف میں تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ مذکور ہے:

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ضَعِيفًا

أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: بِطَعَامٍ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: قُومُوا. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ، فَقَالَتْ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ. فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ. فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ: قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ. فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ. فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ ثَمَانُونَ رَجُلًا. (بخاری:۵۳۸۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں ضعف و نقاہت (کمزوری) کو محسوس کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ فاقے سے ہیں۔ کیا تمھارے پاس کوئی چیز ہے؟ چناں چہ انھوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر

اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصے میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے (یعنی انس رضی اللہ عنہ کے) کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور ایک حصہ مجھے چادر کی طرح اوڑھا دیا، پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ میں ان سب حضرات کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا۔ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: اے انس! تمھیں ابو طلحہ نے بھیجا ہوگا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کھانے کے ساتھ؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس کے بعد حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کہ کھڑے ہو جاؤ۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے۔ میں سب کے آگے آگے چلتا رہا۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس پہنچا تو انھوں نے کہا: اِمِّ سلیم! حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں: حالاں کہ ہمارے پاس کھانے کا اتنا سامان نہیں جو سب کو کافی ہو سکے۔ اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا اس پر بولیں کہ: اللہ اور ان کا رسول خوب جانتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (استقبال کے لیے) نکلے اور حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کی طرف متوجہ ہوئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اِمِّ سلیم! جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ یہاں لاؤ۔ اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا روٹی لائیں، حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور ان روٹیوں کا چورا چورا کر لیا گیا۔ اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھی کے ڈبے میں سے گھی نچوڑ کر اس کا ملیدہ بنالیا، پھر حضرت

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دعا کرانی چاہی، اس کے بعد فرمایا کہ: دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلالو۔ چناں چہ دس صحابہ کو بلایا۔ سب نے کھایا اور پیٹ بھر کر باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ: دس دوسرے کو بلالو، انھیں بلایا گیا اور سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دس صحابہ کو اور بلالو، پھر دس صحابہ کو بلایا گیا اور ان لوگوں نے بھی خوب پیٹ بھر کر کھایا اور باہر چلے گئے۔ اس کے بعد پھر دس صحابہ کو بلایا گیا، اِس طرح تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پیٹ بھر کر کھایا، اس وقت اسی (۸۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت وہاں موجود تھی۔

یہ عجیب برکت حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی۔ حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کیسی اخلاص والی صحابیہ ہیں!

گھی بناکر ہدیہ کرنا

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بکری تھی، جس کا دودھ نکال کر وہ گھی بنایا کرتی تھیں۔ پہلے اور اب بھی بہت سے گھروں میں یہ نظام (System) ہوتا ہے کہ دودھ سے گھی بنایا جاتا ہے۔

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا بکری کے دودھ سے گھی بناتی تھیں اور ایک بڑا برتن تھا جس میں وہ گھی بھرتی تھیں۔ ایک مرتبہ برتن میں گھی بھر کر حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کو بھیجا کہ جاؤ! گھی کا یہ برتن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کے طور پر دے آؤ۔

گھی کے ہدیے میں عجیب برکت کا ظاہر ہونا

جب وہ لڑکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

گھی لے لو اور برتن واپس کر دو۔

اِس سے اِس بات کا ثبوت نکلتا ہے کہ جب کھانا یا کوئی چیز تحفے یا ہدیے میں آئے تو وہ چیز لے لو اور برتن واپس کر دو۔ یہ برتن واپس کرنا اخلاقی ذمے داری ہے اور اُس میں معاملات کی صفائی بھی ہے، عام طور پر برتن میں موجود چیز ہدیہ ہوتی ہے، برتن ہدیے میں نہیں دیا جاتا ہے، بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو برتن بھی ہدیہ میں بھیجتے ہیں۔ الغرض! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی رکھ لیا اور برتن واپس کر دیا۔

اُس لڑکی نے خالی برتن لا کر گھر میں رکھ دیا، اُس وقت حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کہیں گئی ہوئی تھیں، جب وہ گھر آئیں تو دیکھا کہ: وہ گھی کا برتن پورا بھرا ہوا ہے؛ بلکہ اُس میں اتنا زیادہ گھی ہوگیا ہے کہ وہ باہر نکل رہا ہے۔ اُس وقت تو حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا یہ سمجھیں کہ وہ لڑکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں یہ گھی والا برتن دینے گئی ہی نہیں؛ اِس لیے آپ رضی اللہ عنہا نے اُس لڑکی کو بلا کر پوچھا کہ: تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گھی کا برتن دینے نہیں گئی؟

وہ لڑکی کہنے لگی کہ: میں تو دے کر آئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے برتن خالی کر کے مجھے دے دیا تھا اور میں نے وہ خالی برتن گھر میں رکھ دیا تھا۔ اگر آپ کو یقین نہ آتا ہو تو چلو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پوچھ آتے ہیں۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا لڑکی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہاں! یہ لڑکی گھی لے کر آئی تھی، ہمارے گھر والوں نے گھی لیا اور خالی برتن واپس کر دیا۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ: حضور! آپ نے وہ برتن خالی کر کے بھیجا تھا؛

لیکن اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر دوبارہ وہ گھی سے بھر دیا۔

اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے کام میں برکت ہوتی ہے

میری بہنو! اندازہ لگاؤ کہ: کس قدر برکت والی یہ خاتون ہوں گی! گھی کا برتن خالی کر دیا تھا؛ لیکن پھر بھی وہ واپس بھر گیا اور اتنا زیادہ بھر گیا کہ باہر سے ٹپکنے لگا۔ یاد رکھو کہ: اخلاص کے ساتھ کسی کو کھلانے۔ پلانے کی وجہ سے کبھی کوئی غریب نہیں ہوتا ہے، اخلاص کے ساتھ کیے گئے کام میں ہمیشہ برکت ہوتی ہے؛ اِس لیے دینی بہنو! اخلاص کے ساتھ خدمت کیا کرو، اللہ تعالیٰ اُس کی برکت سے خوب نوازیں گے، ان شاء اللہ! کبھی گھر میں کمی نہیں آئے گی۔

حضرت اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا: اِس امّت کی مریم ہیں

آپ سب نے پچھلے سالوں میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا قصہ سنا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس غیب سے فروٹ آتے تھے، ہم یہاں کہہ سکتے ہیں کہ: حضرت اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا اِس امّت کی مریم ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو غیب سے گھی عطا فرمایا۔

ملیدہ کا ہدیہ

ہجرت کے پانچویں سال، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور نکاح کے بعد رخصتی بھی ہوئی، تو حضرت اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے خوشی کے اس موقع پر ملیدہ تیار کیا۔ ہمارے یہاں بھی ملیدہ بنایا جاتا ہے؛ لیکن حضرت اِمّ سلیم

رضی اللہ عنہا نے اسے ایک خاص طریقے سے تیار کیا اور ایک بڑے برتن میں بھر کر اپنے بیٹے خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: جاؤ! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے آؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ لے گئے اور یہ ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی خوشی وہ ہدیہ قبول کیا۔

کھجور کے باغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی ایک باڑی (farm) تھی، جس میں کھجوروں کے درخت اور کھجوریں تھیں۔حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے وہ کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے ہوئے کہا: حضور! یہ میرے فارم کی کھجوریں ہیں۔ آپ اِن کو کھاتے رہیں اور اپنی فیملی والوں کو بھی کھلاتے رہیں، میں آپ کو یہ ہدیہ کر دیتی ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے دیے ہوئے فارم کی کھجوروں سے فائدہ اٹھایا اور طویل عرصے (Long Time) تک اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے استعمال کرتے رہے۔ پھر بعد میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑی وسعت ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فارم واپس کر دیا۔

صدقے کا ایک طریقہ

دینی بہنو! یہ بھی کی ایک سسٹم ہے کہ: ''اپنی کوئی چیز کسی کو فائدہ اٹھانے کے لیے دینا۔'' یہ بڑا نیک عمل ہے۔جیسے اگر آپ کے پاس زائد (Extra) گھر ہو تو آپ کسی غریب، عالم یا کسی ضرورت منداور بے سہارا کو رہنے کے لیے دے سکتی ہیں۔ اس میں یہ ضروری نہیں کہ آپ اس سے کرایہ لیں، بلکہ آپ اسے صرف یہ کہیں

کہ: ابھی تم اس میں رہو اور اس کی دیکھ بھال کرو۔

اس طرح کسی کی مدد کرنے میں آپ کو ثواب ملے گا، پھر جب آپ کو ضرورت ہو، تو آپ انھیں کہہ سکتی ہیں کہ: "ایک دو مہینے میں گھر خالی کر دو"۔ یاد رکھو کہ: یہ بھی ایک خدمت کا کام ہے۔

مالک بنائے بغیر جانور بھی فائدہ اٹھانے کے لیے دے سکتے ہیں

اسی طرح آپ جانور بھی صدقے کے طور پر دے سکتی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ سسٹم تھا کہ صدقے کی نیت سے جانور دوسرے لوگوں کو دیے جاتے تھے؛ تاکہ وہ ان کی خدمت کریں اور دودھ پی سکیں۔ جب ضرورت پیش آتی، تو وہ جانور واپس لے لیے جاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور مکھن

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتے تھے۔حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ جان تھیں اور جب بھی حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جاتے، وہ کچھ نہ کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ایک مرتبہ حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر پر تشریف لے گئے تو انھوں نے کھجور اور مکھن پیش کیا۔کھجور اور مکھن، کھجور اور ککڑی ایسی چیزیں کھانی چاہیں؛ کیوں کہ یہ صحت کے لیے بہت مفید ہیں۔

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر پر نفل نماز

جب حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور اور مکھن پیش کیا تو حضرت نبیِ پاک

ﷺ نے فرمایا: امِّ سلیم! میرا روزہ ہے۔

پھر حضور ﷺ نے ان کے گھر میں نفل نماز پڑھی اور ان کی فیملی کے لیے دعا فرمائی۔

اللہ والوں سے برکت کے لیے گھر میں نماز پڑھانی چاہیے

اِس سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ اپنے گھر آئے تو اُن سے گھر میں دو رکعت نماز پڑھاؤ؛ تاکہ اُن کی نماز کی برکت ہمارے گھر میں آجائے۔

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا بچے کے لیے دعا کروانا

حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: حضور! مجھے اپنے بچے انس سے بہت محبت ہے، آپ اُس کے لیے دعا کر دیجیے، تو حضرت نبیِ کریم ﷺ نے اُن کے لیے دعا کی:

”اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں زیادتی عطا فرمائیے اور جو آپ نے اسے عطا کیا ہے اس میں برکت دیجیے“۔

ترمذی شریف میں یہ حدیث ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَسٌ خَادِمُكَ، ادْعُ اللهَ لَهُ. قَالَ: «اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ». (ترمذی: ۳۸۲۹)

ترجمہ: حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، آپ اللہ سے اس کے لیے دعا فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا:

”اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں زیادتی عطا فرمائیے اور جو آپ نے اسے

عطا کیا ہے اس میں برکت دیجیے“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی

حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی لمبی عمر عطا فرمائی، ساتھ ہی بہت ساری اولاد بھی عطا کیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال گزارے، اور ان کی برکت سے امّت کو بہت سی احادیث ملی ہیں۔ یہ ان کی ماں کی دعا کا اثر تھا کہ ماں نے حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کے لیے دعا کروائی، اور اس دعا کی برکت سے اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ برکت عطا فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت

ایک مرتبہ حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کسی خفیہ کام کے لیے بھیجا۔حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضرت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اُن کے گھر کی طرف روانہ کیا۔جب حضرت انس رضی اللہ عنہ گھر پہنچے، تو ان کی ماں حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: انس! تم بہت تاخیر (Late) سے کیوں آئے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک خاص کام کے لیے بھیجا تھا۔

اِس جواب پر ماں حضرت اِمِّ سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کر رہی ہے، یہ نصیحت بہت اہم ہے، آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

فرمایا کہ: ”بیٹے! حضور ﷺ کی جو خفیہ (secret) بات اور راز ہو، وہ کبھی کسی کو مت بتانا“۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کی اِس نصیحت پر عمل کیا اور حضور ﷺ کی وہ سیکریٹ بات کبھی کسی کو نہیں بتائی۔

حضور ﷺ سے عشق کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت نبیِ پاک ﷺ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ اُس زمانے میں گھروں میں پانی کے لیے مشکیزے ہوتے تھے، جو چمڑے کے بنے ہوتے تھے اور انھیں لٹکا کر رکھا جاتا تھا۔ آج کا زمانہ ایسا ہو گیا ہے کہ گھروں سے مٹکے بھی غائب ہوتے جا رہے ہیں؛ حالاں کہ مٹکے ضرور رکھنے چاہیے۔ اگر بور ویل (borewell) کا پانی سیدھا مٹکے میں بھر کر استعمال کیا جائے تو یہ صحت کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے؛ کیوں کہ مٹکا پانی کو قدرتی طریقے سے صاف کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں آج کل کے فلٹر سسٹمز بعض مرتبہ صحت (Health) کو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ، حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھی ایک چمڑے کا مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ ایک دفعہ حضرت نبیِ کریم ﷺ نے اُسی مشکیزے سے سیدھا منہ لگا کر پانی پیا۔ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ سے بے پناہ محبت رکھنے والی خاتون تھیں، فوراً کھڑی ہو گئیں اور انھوں نے وہ جگہ جہاں رسول اللہ ﷺ کا مبارک منہ لگا تھا، احتیاط سے کاٹ کر اپنے پاس رکھ دیا۔

دینی بہنو! ذرا سوچیں، حضرت امِّ سلیم رَضِیَ اللہُ عَنْہا، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کیسی عظیم عاشقہ تھیں، جنھیں نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہر چیز میں برکت اور محبت نظر آتی تھیں۔

دوسرا واقعہ

ایک مرتبہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی خالہ حضرت اُمِّ سُلیم رَضِیَ اللہُ عَنْہا کے گھر تشریف لائے، اُس وقت وہ گھر پر موجود نہ تھیں۔ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چمڑے کے بستر پر آرام فرمایا اور آنکھ لگ گئی۔ جب حضرت اُمِّ سُلیم رَضِیَ اللہُ عَنْہا واپس آئیں، تو دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُن کے گھر میں آرام فرما رہے ہیں اور گرمی کی وجہ سے آپ کے جسمِ مبارک سے پسینہ آ رہا ہے۔

حضرت اُمِّ سُلیم رَضِیَ اللہُ عَنْہا فوراً ایک شیشے کی بوتل لے آئیں اور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پسینہ جمع کرنے لگیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُن کے اِس عمل سے بیدار ہو گئے اور فرمایا:

اُمِّ سُلیم! کیا کر رہی ہو؟

انھوں نے عرض کیا: آپ کا پسینہ جمع کر رہی ہوں۔

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

حضرت اُمِّ سُلیم رَضِیَ اللہُ عَنْہا نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ: جب میرا انتقال ہو جائے اور غسل کے لیے پانی گرم کیا جائے، تو اُس میں نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پسینہ شامل کر دینا۔

اللہ اکبر! کیسی عاشقہ خاتون تھیں جنھوں نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پسینے کو بھی برکت سمجھا!

تیسرا واقعہ

اسی طرح جب نبیِ کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں احرام کھول کر بال کٹوائے، تو حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

"جاؤ! حضور کے بال لے آؤ"۔

انھوں نے وہ مبارک بال لے کر ایک بوتل (شیشی) میں محفوظ کر لیے۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا سے ۱۴/ احادیث منقول ہیں، جن میں ایک حدیث صحیح بخاری میں بھی موجود ہے، جب کہ باقی احادیث دوسری معتبر حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کو علم میں بہت بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہ اُن سے مسائل پوچھنے آتے تھے۔

انصاری صحابیات کی خصوصیت

انصاری عورتیں دین کا علم حاصل کرنے میں بڑی جری اور بے جھجک ہوتی تھیں۔ وہ دینی علوم حاصل کرنے اور شرعی مسائل پوچھنے میں شرماتی نہیں تھیں، ان میں سے ایک مثال حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی ہے، جو دین کے مسئلے پوچھنے میں کوئی جھجک نہیں رکھتی تھیں۔ یہ کسی بھی مسئلے کو پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں۔

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی برکت سے ایک اہم مسئلے کی وضاحت

ایک مرتبہ وہ نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا: یا رسول

اللہ! اگر عورت خواب میں کچھ محسوس کرے تو کیا اُس پر بھی غسل فرض ہوتا ہے؟

اُس وقت حضرت نبیِ پاک ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت اُمِّ سَلمہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ اُنھیں حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کا سوال سُن کر ہنسی آ گئی۔ انھوں نے فرمایا: اُمِّ سُلیم! تُو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا۔ کیا عورتوں کو بھی خواب میں ایسی کوئی بات ہو سکتی ہے؟

نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ہو سکتی ہے۔ عورتیں بچے کی ماں اسی وجہ سے تو بنتی ہیں؛ یعنی منی اترنے سے ہی حمل رہتا ہے''۔

گویا اس موقع پر، حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی وجہ سے امّت کو ایک اہم شرعی مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر عورت کو خواب میں کچھ ایسا محسوس ہو، تو اُس پر بھی غسل فرض ہوتا ہے۔

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا ایک نیک، صالحہ اور بلند کردار خاتون تھیں، جنھوں نے دین کی خاطر کبھی جھجک یا شرم کو رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضرت اِمِّ سلیم جیسا عشقِ رسول، جذبۂ خدمت، علم حاصل کرنے کا شوق، دین پر جمے رہنے کا ولولہ، صبر، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا حوصلہ عطا فرمائیں، آمین۔

حضور ﷺ کا حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ

نبیِ کریم ﷺ بار بار ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ کبھی کبھی حضرت نبیِ کریم ﷺ دوپہر کے وقت اُن کے گھر میں آرام بھی فرماتے تھے، جسے قیلولہ کہا جاتا ہے۔

قیلولہ کرنا سنتِ نبوی ہے

قیلولہ؛ یعنی دوپہر کے وقت آرام کرنا نبیِ کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ دوپہر کو آرام کیا کریں، اور اِس نیت سے کریں کہ:

"یہ نبیِ پاک ﷺ کی سنت ہے، اس پر عمل کر کے ثواب کمانا ہے"۔

اِس آرام سے ہمارے جسم (body) اور دماغ کو بھی راحت ملے گی، اور ہمیں اِس پر اللہ کی طرف سے اجر ملے گا۔

قیلولہ میں تین نیتیں کرنی چاہیے

قیلولہ کرتے وقت تین نیتیں ضرور کرنی چاہیں:

(۱) یہ نبیِ کریم ﷺ کی سنت ہے، اس لیے ہم کر رہے ہیں۔

(۲) ہمارا جسم اللہ کی نعمت اور امانت ہے، اُس کا حق ہے کہ اُسے آرام دیا جائے۔ نبیِ کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ:

فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا. (بخاری:۵۱۹۹)

ترجمہ: تمھارے جسم کا تم پر حق ہے۔

(۳) جب ہم آرام کر کے خوش و خرم (Fresh) ہوں گے، تو ہمیں نیکی کے کاموں میں مدد ملے گی، جیسے نماز، تلاوت، ذکر اور دیگر دینی کام۔

اِس طرح قیلولہ صرف جسم کے لیے فائدے مند نہیں؛ بلکہ ایک ثواب کا عمل بھی بن جاتا ہے، شرط یہ ہے کہ ہم اُسے صحیح نیت سے کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر بار بار جانے کی وجہ

کسی نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں بار بار تشریف لے جاتے ہیں، اِس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اُمِّ سُلیم پر رحم آتا ہے۔ ان کے بھائی حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ میری حمایت (favour) کرتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ اسی لیے میں اُن کے گھر آتا رہتا ہوں۔

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی حجۃ الوداع میں شرکت کا واقعہ

جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اُمِّ سُلیم! کیا تم حج میں ہمارے ساتھ چلو گی؟

انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس سواری کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، ہمارے گھر میں صرف دو جانور ہیں۔ ایک جانور پر میرے شوہر حج کے لیے روانہ ہو چکے ہیں، اور دوسرا جانور گھر کے کام، خاص طور پر پانی لانے کے لیے ضروری ہے (اُس زمانے میں پانی دور سے لانا پڑتا تھا، اس لیے وہ جانور ضروری تھا)

چناں چہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہا کے قافلے میں شامل کر دیا، اور اُنھیں سواری فراہم کی؛ تاکہ وہ حج میں شریک ہو سکیں۔

سوچیے! کیسا پاکیزہ، قریبی اور عزت بھرا تعلق تھا۔ یوں سمجھو کہ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر کی ایک فرد (member) جیسی تھیں۔

رمضان کا عمرہ حج کے برابر

دوسری بات یہ کہ قیامت تک ایک فضیلت امتِ محمدیہ کو حضرت امِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے طفیل ملی، وہ یہ ہے کہ: حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے رمضان کے مہینے میں عمرہ کیا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: ”رمضان میں کیا گیا عمرہ، حج کے برابر ہوتا ہے“۔

مسلم شریف کی حدیث ہے:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، يُحَدِّثُنَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا: مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ، فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ، وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً. (مسلم:۳۰۳۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت سے فرمایا: (راوی کہتے ہیں کہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا نام بتایا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں) تمھیں ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس بات نے روک دیا؟ اس نے جواب دیا: ہمارے پاس پانی ڈھونے والے دو ہی اونٹ تھے۔ ایک پر اس کے بیٹے کا والد (شوہر) اور بیٹا حج پر چلے گئے ہیں اور ایک اونٹ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہم اس پر پانی ڈھوتے (گھر کے لیے پانی لاتے) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب رمضان آئے تو تم عمرہ کرلینا؛ کیوں کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے“۔

اِس حدیث سے سبق ملتا ہے کہ: ہمیں رمضان المبارک میں بھی عمرہ کرنا چاہیے۔

اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے نغمے

سفر کے دوران ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اَنجشہ اونٹوں کو چلا رہے تھے۔ اُس زمانے میں اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے لوگ ایک مخصوص انداز کی آواز یا نغمہ (حُدی) پڑھا کرتے تھے۔ جسے آج کے دور کی زبان میں سادہ سا گیت (Simple Song) کہا جاسکتا ہے۔اس نغمے سے اونٹ تیز بھاگنے لگتے تھے۔

عورتیں کانچ کی طرح نازک ہوتی ہیں

جب اَنجشہ نے وہ نغمہ پڑھا، تو عورتوں کا قافلہ جن اونٹوں پر سوار تھا، وہ اونٹ بھی تیز بھاگنے لگے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً فرمایا:

انجشہ! رفتار (Speed) کم کرو، اِن اونٹوں کے اوپر کانچ کے برتن ہیں؛ یعنی نرم ونازک اور کمزور عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔

پوری حدیث اِس طرح ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ. (بخاری:٦١٦١)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اِمّ سلیم رضی اللہ عنہا مسافروں کے سامان کے ساتھ تھیں اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام انجشہ عورتوں کے اونٹ کو ہانک رہے تھے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انجشہ! ذرا اس طرح آہستگی سے لے چل جیسے شیشوں کو لے کر جاتا ہے“۔

ڈرائیونگ میں رفتار (Speed) کم رکھنی چاہیے

اِس حدیث سے یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ: ہماری بہت سی بہنیں ضرورت کی وجہ سے ڈرائیونگ کرتی ہیں تو ان کو اپنی رفتار تھوڑی کم رکھنی چاہیے، بہت زیادہ رفتار سے ڈرائیونگ نہیں کرنی چاہیے، اس طرح کرنے سے شریعت و ملک کے قوانین دونوں کی رعایت ہو سکے گی۔

دعا کی قبولیت کا ایک اہم عمل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں نفل نماز ادا کی، پھر اُن سے فرمایا:

”اُمِّ سُلیم! جب تم فرض نماز پڑھو، تو اس کے بعد: سبحان اللہ دس (۱۰) مرتبہ پڑھو، الحمد للہ دس (۱۰) مرتبہ پڑھو، اور اللہ اکبر دس (۱۰) مرتبہ پڑھو، پھر اللہ سے جو چاہو مانگو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا ضرور قبول فرمائیں گے“۔

وقت کم ہو تو مختصر عمل بھی کرنا چاہیے

یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے، جو ہمیں ایک مختصر مگر مؤثر عمل سکھاتی ہے۔

آج کے دور میں جب بعض اوقات جلدی یا مصروفیت کی وجہ سے نماز کے بعد پوری تسبیحات (۳۳/ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳/ مرتبہ الحمد للہ، ۳۴/ مرتبہ اللہ اکبر) پڑھنے کا وقت نہ ملے، تو کم از کم یہ مختصر عمل ضرور کر لیا جائے۔

یعنی: نماز کے بعد تینوں تسبیحات دس دس مرتبہ پڑھ کر دعا مانگ لی جائے۔ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے، اور نبیِ کریم ﷺ نے اس پر بھی دعا کی قبولیت کی خوش خبری دی ہے۔

البتہ بہتر یہی ہے کہ: جب وقت ہو، تو نماز کے بعد مکمل تسبیحات کی عادت بنائی جائے: سبحان اللہ تینتیس (۳۳) مرتبہ، الحمد للہ تینتیس (۳۳) مرتبہ، اور اللہ اکبر چونتیس (۳۴) مرتبہ؛ لیکن جب وقت کم ہو، یا کسی وجہ سے تفصیلی تسبیحات نہ پڑھ سکیں، تو کم از کم دس دس (۱۰) بار تو ضرور پڑھ لیا کریں۔ یہ عمل مختصر، آسان اور دعا کے قبول ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔

حضور ﷺ نے میرے لیے اتنی دعائیں کیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا

نبیِ کریم ﷺ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب بھی اُن کے ہاں جاتے، نیچے ایک چادر بچھی ہوتی تھی، اور آپ ﷺ اُسی چادر پر نماز ادا فرمایا کرتے۔

جب نبیِ پاک ﷺ اُن کے گھر کے قریب سے گزرتے، تو رک کر سلام کیا کرتے۔

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

نبیِ کریم ﷺ نے میرے لیے اتنی دعائیں کیں کہ میں تصور بھی نہیں کرسکتی کہ کوئی شخص کسی کے لیے اتنی دعائیں کرے۔

یہ حضور ﷺ کی محبت اور توجہ کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے جنّتی ہونے کا اعلان

صحیح مسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ: جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں تشریف لے گئے، تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے چلنے کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں سے پوچھا: یہ کس کے قدموں کی آواز ہے؟

فرشتوں نے عرض کیا: یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ، رُمیصاء بنت مِلحان رضی اللہ عنہا کی آواز ہے۔

اللہ اکبر! جنت میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُن کی موجودگی کی بشارت سنی اور اس طرح اُن کے جنتی ہونے کا اعلان دنیا میں ہی ہو گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں اتنی دعائیں کیں، جو ان کی شان، قربانی اور دین سے محبت کی گواہی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

یا اللہ! حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیے، اور جو خوبیاں اور صفات آپ نے اُنھیں عطا کیں، ہمیں بھی وہ اپنی زندگی میں اپنانے کی توفیق دیجیے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

سمندری شہیدہ حضرت امّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہو گئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

حضرت اُمِّ حرام بنتِ مِلحان رضی اللہ عنہا کا تعارف

ایک اور جنتی صحابیہ خاتون ”حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا“ ہیں۔ یہ بھی بڑی عجیب و غریب کارنامے والی خاتون تھیں۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا انصاری تھیں اور نبیِ

کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی فیملی ''بنو نجار'' سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے والد کا نام ملحان اور والدہ کا نام ''مُلَیکہ'' تھا۔ آپ خزرج خاندان سے تھیں۔

حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے بہن بھائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا، جن کا واقعہ ہم پہلے سن چکے ہیں، حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا اُن کی بہن تھیں۔ اسی طرح ایک مشہور صحابی حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ، جو واقعۂ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے، وہ بھی آپ کے بھائی تھے۔ اُن کے دوسرے بھائی کا نام ''سُلیم بن مِلحان'' ہے۔

حضور ﷺ کا حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا رشتے میں حضرت نبیِ کریم ﷺ کی رشتے میں خالہ لگتی تھیں، اس لیے نبیِ کریم ﷺ کبھی کبھار ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے تشریف لانے پر بہت خوش ہوتیں، خود اپنے ہاتھ سے کھانا بناتیں، آپ ﷺ کو کھلاتیں، بستر کا انتظام کرتیں اور حضور ﷺ کو آرام کرواتیں۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے گھر نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

میری خالہ حضرت اُمِّ حرام ''قُبا'' میں رہتی تھیں، ایک مرتبہ نبیِ کریم ﷺ میری خالہ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے گھر قُبا میں تشریف لائے۔ اس وقت میری والدہ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چلو، میں تمھیں نماز پڑھاتا ہوں“۔
یہ برکت کے لیے نفل نماز تھی، چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کو) دائیں جانب اپنے پہلو میں کھڑا کیا اور میری والدہ اور خالہ کو پیچھے کھڑا کیا، اور گھر کے اندر ہمیں نفل نماز پڑھائی۔

حضرت امِّ حرام رضی اللہ عنہا کے نکاح اور اولاد

اِس عظیم خاتون نے اپنی زندگی میں پہلا نکاح حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے کیا، جو ایک بدری صحابی تھے۔ یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنھیں یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ خود بھی اور ان کے بیٹے قیس بھی بدر کی واحد جنگ میں شہید ہو گئے، جب شوہر شہید ہو گئے تو حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے دوسری شادی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کی، اور پھر وہ ان کے گھر رہنے چلی گئیں۔ ان کا گھر قُبا کے علاقے میں تھا۔
حضرت امِّ حرام بنتِ ملحان کے بھائی حضرت حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے، اُن کے پہلے شوہر حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے، یہ سب غم حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے صبر کے ساتھ برداشت کیے۔
پہلے شوہر حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے ان کے دو بیٹے تھے: ”قیس اور عبداللہ“، جو یتیم ہو گئے اور دوسرے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ”محمد بن عبادہ“ نام کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مبارک

حضرت امِّ حرام رضی اللہ عنہا کی ایک عجیب خوش نصیبی سنیے، ایسی خوش نصیبی کہ تمام

صحابی عورتوں میں یہ ان کا ہی نصیب تھا۔

ہوا یہ کہ حضرت نبیِ کریم ﷺ اپنی زندگی کے بالکل آخری دنوں میں حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو کھانا کھلایا، حضور ﷺ کھانے کے بعد آرام کے لیے لیٹ گئے؛ چوں کہ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا رشتے میں آپ ﷺ کی خالہ لگتی تھیں؛ اس لیے انھوں نے محبت سے حضور ﷺ کے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ اتنے میں حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی، آپ مسکرا رہے تھے۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپ تو نیند میں سے اٹھ کر مسکرا رہے ہیں؟"

حضرت نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایک خواب دیکھا ہے"۔ (اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے، سچا ہوتا ہے۔)

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: "کیا خواب دیکھا؟"

سمندری جہاد کے متعلق پیشین گوئی

آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے دیکھا کہ میری اُمّت کے لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی بلندی کے خاطر کشتیوں میں بیٹھ کر غزوہ (جہاد) کے لیے نکلے ہیں۔"

چوں کہ اُس زمانے میں مدینہ والوں کے لیے سمندر کا سفر بالکل انوکھی بات تھی۔

حضور ﷺ نے تعجب سے فرمایا: "وہ کشتی ایسی اچھی تھی، اور یوں چل رہی تھی گویا کوئی بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا ہو"۔

حضرت اِمِّ حرام رضی اللہ عنہا کا شوقِ شہادت

یہ حضور ﷺ کا خواب تھا۔حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر ایک عجیب بات کہی، انھوں نے یہ نہیں پوچھا کہ: حضور! خواب کی تعبیر کیا ہے؛ بلکہ فوراً عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لیے دعا کیجیے کہ میں بھی اُن لوگوں میں شامل ہو جاؤں جو دین کے لیے سمندر کا سفر طے کرتے ہوئے جہاد کو نکلیں گے“۔

اُن صحابیہ عورتوں کا کیسا جذبہ تھا!

حضرت نبیِ کریم ﷺ نے ان کی درخواست سنی اور دعا کر دی کہ: اے اللہ! انھیں بھی ان میں شامل کر دیجیے۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ بیدار ہوئے اور وہی خواب پھر بیان فرمایا۔حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے دوبارہ درخواست کی: ”میرے لیے دعا کیجیے کہ میں بھی اُن میں شامل ہوں“۔

حضور ﷺ کی طرف سے بشارت

تو حضور ﷺ نے فرمایا:

”ہاں، ہاں! پہلی جماعت میں تم ضرور شامل ہو گی“۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور ”اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ“ پڑھنے لگیں۔ اتنی خوش ہوئیں کہ ان کا چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھا۔

مسندِ احمد کی روایت میں ہے:

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِلًا فِي بَيْتِي، إِذِ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا يُضْحِكُكَ؟ فَقَالَ:

«عُرِضَ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي، يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هَذَا الْبَحْرِ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ»، فَقُلْتُ: أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ». ثُمَّ نَامَ أَيْضًا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: «عُرِضَ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي، يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ». فَقُلْتُ: أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ». فَغَزَتْ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَكَانَ زَوْجَهَا، فَوَقَصَتْهَا بَغْلَةٌ لَهَا شَهْبَاءُ، فَوَقَعَتْ، فَمَاتَتْ. (مسندِ احمد: ۲۷۰۳۲)

ترجمہ: حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبیِ کریم ﷺ میرے گھر میں قیلولہ فرمارہے تھے کہ اچانک مسکراتے ہوئے بیدار ہوگئے، میں نے عرض کیا کہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کس بنا پر مسکرا رہے ہیں؟ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگوں کو پیش کیا گیا، جو سطحِ سمندر پر اس طرح سوار چلے آرہے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر براجمان ہوتے ہیں“، میں نے عرض کیا کہ: اللہ سے دعا کر دیجیے کہ وہ مجھے بھی اُن میں شامل فرما دے، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! انھیں بھی ان میں شامل فرما دیجیے“۔ تھوڑی ہی دیر میں نبیِ کریم ﷺ کی دوبارہ آنکھ لگ گئی اور اس مرتبہ بھی نبیِ کریم ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے وہی سوال دہرایا اور نبیِ کریم ﷺ نے اِس مرتبہ بھی مزید کچھ لوگوں کو اس طرح پیش کیے جانے کا تذکرہ فرمایا: میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجیے کہ وہ مجھے ان میں بھی شامل کر دے، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم پہلے گروہ میں شامل ہو“۔ چناں چہ وہ اپنے شوہر حضرت

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ سمندری جہاد میں شریک ہوئیں اور اپنے ایک سرخ وسفید خچر سے گر کر ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہوگئیں۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے لیے جنت یقینی ہوگئی

ایک راوی عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے ہمیں سنایا کہ: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اُمّت کا پہلا لشکر، جو سمندر کے راستے اللہ کے دین کے لیے قتال اور جہاد کی نیت سے نکلے گا، ان کے لیے جنت واجب ہوگئی ہے“۔

چناں چہ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا کیجیے کہ میں بھی اُن میں شامل ہو جاؤں“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ضرور، ضرور“۔

گویا ان کی جنت کی لاٹری لگ گئی! کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ وہ لشکر، وہ جماعت جنت میں جائے گی، اور حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے لیے دعا بھی فرمادی کہ وہ اس جماعت میں شامل ہوں گی، تو یوں ان کے لیے جنت یقینی ہوگئی۔

پھر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اُمّت کا ایک لشکر قیصر (رومی بادشاہ) کے خلاف قتال کے لیے قسطنطنیہ (موجودہ استنبول، ترکی) جائے گا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں گے“۔

یہ دوسری بشارت جب حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے سنیں، تو کہنے لگیں:

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا کر دیجیے کہ میں اُس قسطنطنیہ والے لشکر میں بھی شامل ہو جاؤں“۔

تو نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ’’نہیں، تمھارے لیے پہلی دعا ہو چکی ہے‘‘۔ یعنی تمھیں پہلی جماعت میں شامل ہونے کی بشارت اور دعا مل چکی ہے، اب دوسری میں نہیں۔

سمندری شہیدہ

حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے حق میں حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی، حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۲۸ھ میں قُبرص کے لیے ایک لشکر روانہ ہوا۔ یہ قُبرص ایک بہت بڑا آئرلینڈ ملک ہے، آج کل قُبرص کو ’’سائپرس (Cyprus)‘‘ کہتے ہیں۔ وہاں حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور ان کی اہلیہ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ اس لشکر میں شریک ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مہم میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کی قبر ’’قبرص‘‘ میں ہے

اسی سفر کے دوران حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سواری کے جانور پر سے گر گئیں، زخم لگا، اور وہیں اُن کا انتقال ہو گیا۔ انھیں قبرص ہی میں دفن کر دیا گیا۔ آج بھی قبرص (سائپرس) کے اندر حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کی قبر موجود ہے۔

بندے کی کتاب ’’دیکھی ہوئی دنیا‘‘ میں مالٹا کے سفر کے ضمن میں حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا، قبرص میں موجود ان کی قبر، اور ان سے متعلق احادیث و تاریخی (Historical) واقعات کی مکمل تفصیل لکھی ہے، اُس سفر کی پوری کارگزاری

پڑھنے کے لائق ہے۔

ایک مرتبہ ہم مالٹا (یوروپ کا ایک جزیرہ ہے) جارہے تھے، قبرص میں فلائٹ رُکی تھی، ہم نے وہیں فلائٹ میں بیٹھے بیٹھے حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کے لیے ایصالِ ثواب کیا اور دعا کی۔ ہمیں بزرگوں، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، صحابۂ کرام و صحابیات کے لیے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت امِّ حرام رضی اللہ عنہا کی عملی زندگی میں عبادات کا حال

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا کی احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہیں، پانچ احادیث ان سے مروی ہیں۔ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت اکرام فرماتے تھے اور ان کی بڑی عزّت کرتے تھے۔

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نفل روزے کثرت سے رکھتی تھیں، راتوں کو تہجد پڑھا کرتی تھیں، قرآنِ کریم کی تلاوت بہت کرتی تھیں، اور نہایت سخی خاتون تھیں۔ بڑے بلند حوصلے والی، دین کے کام میں ہمت و جذبہ رکھنے والی صحابیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا رشتہ رضاعی خالہ (دودھ خالہ) کا بھی تھا؛ اسی لیے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جاتے، کھانا تناول فرماتے اور وہاں آرام بھی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن سے قریبی اور محبت بھرے تعلقات تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت اُمِّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائے، ان کی سیرت میں جو خوبیاں تھیں: سخاوت، نفل روزے، رات کی تہجد، قرآن سے شغف، اور دین کے لیے ہمت و شجاعت وغیرہ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی زندگی میں یہ صفات اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَإِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ (توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان (کی اطاعت) سے راضی ہوگئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

حضرت امِّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا کا مختصر تعارف

اب ہم ایک اور نیک اور خوش نصیب خاتون کا ذکر کرتے ہیں جن کو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری دی۔ اُن کا اصلی نام تو ''زینب'' ہے؛ مگر

وہ ''اُمِّ رومان'' کے لقب اور کنیت سے مشہور (Famous) ہے۔ان کا تعلق قبیلہ بنو کِنانہ سے تھا، اور ان کے والد کا نام عامر تھا۔

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کی شادی

اُن کی پہلی شادی عبداللہ بن حارث سے ہوئی تھی، جو اپنے خاندان کے معزز شخص تھے؛ لیکن ان کا بہت جلدی انتقال ہو گیا۔ اُس کے بعد حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کی شادی ایک نہایت عظیم انسان ''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ'' سے ہوئی۔ یہ وہ شخصیت ہے جن کا مقام و مرتبہ نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام مخلوق میں سب سے بلند ہے۔

دنیا میں جنت کی حور

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نہایت نیک اور خوش نصیب خاتون تھیں۔ اُن کے بارے میں حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن سرَّہ أن ینظرَ إلی امرأۃٍ من الحورِ العینِ، فلینظُر إلی أُمِّ رومانَ.

(ابن سعد فی الطبقات: ۲۷۶/۸)

''جو شخص دنیا میں جنت کی حور دیکھنا چاہے، وہ اُمِّ رومان کو دیکھ لے''۔

اللہ اکبر! کتنا بلند مقام ہے کہ خود نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کو دنیا کی جنتی عورت قرار دیا گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی کفر و شرک نہیں کیا۔

جب خاتم الانبیاء؛ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایمان کا باقاعدہ اعلان بھی نہیں ہوا تھا، اُس وقت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شرک اور اِس جیسے تمام گِھناؤنے گناہوں سے محفوظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں فطری طور پر گندے کاموں سے بچاکر رکھا تھا۔

عرب معاشرے، خاص طور پر مکہ اور مدینہ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک اچھا رواج یہ تھا کہ اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو اُس کی جلد شادی کردی جاتی تھی۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ بیوہ عورت کو سہارا مل جاتا، سکون کی زندگی نصیب ہوتی، اور اُسے خرچے کی فکر نہیں رہتی تھی۔ جب حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو ان کی شادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔

اولاد

اللہ تعالیٰ نے اس نکاح سے انھیں دو نیک اولاد عطا فرمائیں:

1. امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔
2. حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ۔

یعنی حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی ان ہی کے بیٹے ہیں۔ یہ دونوں اولاد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں۔

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بالغ مردوں میں سب سے پہلے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔ جب وہ ایمان لا چکے تو انھوں نے اپنے گھر آ کر اپنی زوجہ حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا سے کہا:

① اے میری بیوی! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

② نبیِ کریم ﷺ کی دین کی دعوت میں مدد کرنا میری ذمّے داری ہے۔

③ جو دین نبی ﷺ لے کر آئے ہیں، اسے لوگوں تک پہنچانا میری ذمّے داری ہے۔

④ دین کے احکام، قوانین، اور مسائل لوگوں کو واضح طور پر سمجھانا بھی میری ذمّے داری ہے۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں کہیں، تو سنتے ہی حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا فوراً ایمان لے آئیں، کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئیں۔ اِس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کتنی وفادار بیوی تھیں۔

ابتداءً ایمان کو ظاہر نہ کرنے کا فیصلہ

پھر دونوں میاں بیوی نے آپس میں یہ طے کیا کہ: ''ہم دونوں ایمان لا چکے ہیں؛ لیکن ابھی مکہ کے حالات کی وجہ سے اسے ظاہر نہیں کریں گے''۔

اُس وقت مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر ظلم وستم بہت زیادہ ہوتا تھا؛ اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ کچھ وقت تک ایمان کو چھپایا جائے، جب حالات بہتر ہو جائیں گے، اس وقت اپنے ایمان لانے کا اعلان کریں گے، ابتداء میں ایمان لانے کی برکت کا اثر یہ ہوا کہ ان کے بچے بھی بچپن سے ہی ایمان والے بنے۔

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں:

”جب میں تھوڑی سی سمجھ دار ہوئی، ہوش سنبھالا، تو میں نے دیکھا کہ میرے ابا اور اماں دونوں ایمان پر ہیں، دونوں اسلام پر قائم ہیں“۔

ماں باپ اگر ایمان والے ہوں، دین پر ہوں، تو اللہ تعالیٰ اولاد کو بھی بچپن ہی سے ایمان، اسلام اور دین کی دولت عطا فرماتے ہیں۔حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا کیا ہی اچھا نصیب تھا کہ انھیں بچپن سے ہی ایمان والے والد (حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) اور ایمان والی والدہ (حضرت اُمِّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) میسر آئے۔

حضرت امِّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا گھر ایک محفوظ پناہ کی جگہ تھی

مکہ میں جب لوگ مسلمانوں پر ظلم وستم کر رہے تھے،اُس وقت بھی حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت اُمِّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا گھر نبِی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے ایک محفوظ پناہ کی جگہ تھی۔اسی لیے نبِی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تقریباًروزانہ ان کے گھر تشریف لایا کرتے تھے،اور یہ دونوں میاں بیوی (حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت اُمِّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) خوش دلی سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا استقبال کرتے تھے۔

حضرت امِّ رومان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے گھر کو حاصل ہونے والی برکتیں

یہ گھر اتنا مبارک تھا کہ:

① اسی گھر میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں۔

② اسی گھر کو اسلام کی دعوت کا مرکز بنایا گیا۔

③ ہجرت کے سفر کی روانگی بھی اسی گھر سے ہوئی۔

④ یہ گھر ایک سادہ گھر تھا؛ لیکن نبوی مشن اور وحی کا مرکز بھی رہا۔

اِس سے پتا چلتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا گھر کیا ہی برکت والا تھا!

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا گھر

جہاں آج کنگ فہد (King Fahad) گیٹ ہے، اس کے بالکل سامنے پہلے ایک مسجد ہوا کرتی تھی۔ اس مسجد کا نام "مسجدِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ" تھا۔ اسی مقام پر حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا گھر بھی تھا۔ اب وہاں شاپنگ مالز اور بڑی بڑی ہوٹلیں بن چکی ہیں؛ لیکن یہ وہی جگہ ہے جہاں کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے، اور دل و جان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے۔

نیک کاموں میں حوصلہ دینا

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا ایک بہت ہی عظیم اور اہم کردار یہ بھی تھا کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نیکی کے کاموں کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔

اُس زمانے میں ایک بڑا نیکی کا کام یہ تھا کہ کچھ غلام ایمان لا چکے تھے، اور مکہ کے کفّار ان پر سخت ظلم کرتے تھے۔ حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سے کہتیں کہ: یہ غلام ایمان لا چکے ہیں اور کفّار ان پر ظلم کر رہے ہیں، ان کو خرید کر آزاد کر دو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ایمان والے غلاموں کو خریدنے کا ارادہ کیا، تو کفّار نے جان بوجھ کر ان کی قیمت، مارکیٹ کی قیمت سے بھی کہیں زیادہ بڑھا

دی؛ لیکن اس کے باوجود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے ان مظلوم غلام صحابہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ان سب نیکیوں کے پیچھے حوصلہ دینے والی شخصیت حضرت اُمِ ّ رومان رضی اللہ عنہا تھیں۔

آج کی مسلمان بہنوں کے لیے سبق

اے دینی بہنو! حضرت اُمِ ّ رومان رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے شوہروں، بھائیوں اور بیٹوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے، نیک اعمال کرنے اور دین کی خدمت کرنے پر اُبھارو۔اگر وہ نیک کام کریں گے، تو ثواب ان کے ساتھ تمہیں بھی ملے گا۔

حضرت اُمِ ّ رومان رضی اللہ عنہا کی چند خصوصیات

حضرت اُمِ ّ رومان رضی اللہ عنہا کی زندگی عظمت، وفا، ممتا کی شفقت اور دینی بصیرت سے بھرپور تھی۔

ان کی شخصیت کی چند نمایاں خصوصیات یہ تھیں:

شوہر کی مکمل خدمت گزار

حضرت اُمِ ّ رومان رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ گھر کے کام، آرام، ضروریات، اور دین کے راستے میں اُن کا ساتھ دینا وغیرہ ہر معاملے میں ایک مکمل وفادار بیوی بن کر رہیں۔

بچوں کی تربیت میں پوری توجہ

حضرت اُمِ ّ رومان رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیتی تھیں۔

ان کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو بعد میں اُمّ المؤمنین بنیں، بچپن سے ہی علم، ادب، اخلاق، اور دین میں آگے تھیں، یہ سب ماں کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت کے موقع پر حوصلہ دینا

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی اور وہ سخت پریشانی اور غم میں تھیں، تو حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نے ماں ہونے کا حق ادا کیا۔ انھوں نے اپنی لاڈلی بیٹی کو حوصلہ دیا، تسلی دی، اور سنبھالا۔

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نے کہا: ”بیٹی! گھبراؤ نہیں، جو عورت اپنے شوہر کو زیادہ محبوب ہوتی ہے، لوگ اسے شوہر کے دل سے گرانے کے لیے ایسی باتیں بناتے ہی ہیں“۔

یہ الفاظ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چیخ نکل گئی؛ مگر ماں نے بیٹی کو تھامے رکھا، سنبھالا، اور کٹھن وقت میں اُس کا سہارا بنیں۔

اے ماؤں! جب بیٹے یا بیٹیاں کسی پریشانی یا آزمائش میں ہوں، تو ان کا سہارا بنو، حوصلہ دو، تسلی دو، ساتھ دو۔ یہ ماں ہونے کی ذمّے داری ہے۔

حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا صبر

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مکہ کے کفّار ظلم کرتے تھے، تو حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا صبر کے گھونٹ پی جاتی تھیں۔ سوچو! کون سی عورت یہ منظر برداشت کر سکتی ہے کہ اس کے شوہر پر سب کے سامنے ظلم ہو رہا ہو، اور وہ کچھ نہ کر سکے؟ لیکن مکہ مکرمہ کا ماحول ایسا تھا کہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ پورے مکہ کے کفّار حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر صرف اِس وجہ سے ظلم کرتے تھے کہ انھوں نے حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا تھا، اور اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے۔

ان حالات میں حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نے صبر کیا، برداشت کیا؛ مگر اپنے شوہر کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ وہ ہمیشہ وفادار بیوی بن کر ان کے ساتھ کھڑی رہیں، ان کا حوصلہ بڑھاتی رہیں، اور صبر سے کام لیتی رہیں۔

ہجرت کے بعد مشکلات والے دن

دینی بہنو! آپ جانتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ وہ اپنے گھر سے سارے پیسے اور سامان لے کر گئے؛ لیکن اس کے بعد حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کے لیے بہت مشکل دن شروع ہو گئے۔

① سب سے بڑی مشکل تو شوہر کی جدائی تھی، جس کا دکھ اور تکلیف بہت بڑی تھی۔

② دوسری مشکل یہ تھی کہ مکہ کے ظالم کفار کا ظلم، پریشر اور دباؤ بڑھ گیا تھا۔

③ تیسری بات یہ کہ گھر میں چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، جن کی دیکھ بھال کرنی تھی۔

④ اور چوتھی مشکل یہ کہ گھر کے مالی حالات خراب تھے، پیسے کی تنگی تھی۔

مشکلات کے باوجود دل میں ایک ہی آرزو

ان تمام مشکلات کے باوجود، حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نے صبر اور حوصلے سے دن گزارے۔ ان کے دل میں صرف ایک دعا اور آرزو تھی:

اللہ تعالیٰ میرے شوہر اور نبیِ کریم ﷺ کو سلامت رکھے اور مدینہ پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبیِ کریم ﷺ سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

ہجرت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی فیملی (حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا، بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اور بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ) کو مدینہ بلانے کی ترتیب بنائی۔

جب پورا قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا، تو حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ہی اونٹنی پر سوار تھیں۔ راستے میں اچانک اونٹنی بھڑک گئی، اچھلنے لگی، اور گر جانے کا ڈر تھا۔ اگر وہ گر جاتی تو موت کا خطرہ بھی تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فکر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو چکا تھا؛ لیکن رخصتی ابھی باقی تھی۔ حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا بہت گھبرائی ہوئی تھیں؛ مگر ان کی زیادہ فکر اپنی لاڈلی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تھی۔ بار بار حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: وَا بِنْتَاہ! وَا عَرُوسَتَاہ!

ہائے میری لاڈلی بیٹی عائشہ، ہائے میری پیاری ہونے والی دلہن!

اپنی جان سے بھی زیادہ بیٹی کی حفاظت کا درد اور فکر ان کے دل میں تھا۔

سفرِ ہجرت کے دوران ایک کرامت

جب اونٹنی اچھل کود کر رہی تھی، اچانک غیب سے ایک آواز آئی۔ یہ آواز کچھ

یوں تھی: اب اس اونٹنی کی مہار (لگام) چھوڑ دو!

اونٹ کی ناک میں جو رسی باندھ کر اسے چلایا جاتا ہے، اسے مہار کہتے ہیں۔

غیب سے آواز آئی تھی کہ حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا نے وہ مہار چھوڑ دی۔ چوں کہ غیبی مدد حاصل ہوئی تھی، اونٹنی پُر امن ہو گئی اور اطمینان کے ساتھ چلنے لگی۔ آخر کار یہ قافلہ بے ضرر اور باسلامت مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

ہجرت کے بعد حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا کا مکان

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچے، تو انھوں نے بنو حارث بن خزرج کے محلے میں اپنی فیملی کے لیے رہائش کا انتظام کیا۔ پھر جب حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا اور ان کے بچے مدینہ پہنچے، تو وہیں سکون اور اطمینان کے ساتھ مدینہ کی زندگی شروع ہو گئی۔

کچھ مدت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عارضی کمرہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے بالکل سامنے ہو گیا، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے، جہاں سلام پیش کرنے جاتے ہیں، تو قبلے کی طرف چہرہ کرتے ہیں، وہاں بائیں طرف یعنی حی علی الفلاح کی جانب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں رضی اللہ عنہا کے مکانات ہیں۔ اِسی جگہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے اور اُسی میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک قبر موجود ہے؛ لیکن داہنی جانب میں یعنی حی علی الصلوۃ کی طرف مسجدِ نبوی شریف ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جھونپڑا تھا، جہاں ایک بورڈ لگا ہوا ہے:

هٰذِهِ خَوْخَةُ سَيِّدِنَا أَبِيْ بَكْرٍ.

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائیں، جب آپ جاؤ تو اِس جملے کو ضرور پڑھنا۔

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کی ایک اور کرامت

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کی ایک کرامت میں نے آپ کو بتائی۔ اب ایک اور کرامت بتلاتا ہوں۔ قصہ تو بہت طویل ہے؛ لیکن میں بہت مختصر انداز میں بیان کر دیتا ہوں۔

ہجرت کے چھٹے سال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین صحابہ کو مہمان بنا کر اپنے گھر بھیجا۔ یہ صحابۂ کرام "صفہ" کے رہنے والے تھے۔

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: "ایک ایک، دو دو، تین تین کر کے جن کے گھروں میں جتنی گنجائش ہو، اُتنے صحابہ کو اپنے گھر لے جاؤ، اور کھانا کھلاؤ"۔

چناں چہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اپنے گھر بھیجا، اور خود مسجدِ نبوی شریف میں نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہے۔ رات گئے گھر واپس آئے۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا نے کہا:

آپ نے گھر میں مہمان بھیجے اور خود کہاں گئے؟ اتنی دیر لگا دی!

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو کہلوایا تھا کہ مہمانوں کو کھانا کھلا دینا۔

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں! مہمان تو کہہ رہے تھے کہ جب تک

آپ نہیں آئیں گے، ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔

چناں چہ اتنی رات گئے، پھر مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔

اس کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ: تین مہمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا، گھر کے سب لوگوں نے کھایا، پھر وہ کھانا نبیِ پاک ﷺ کی خدمت میں بھی بھیجا گیا، اُس وقت نبیِ کریم ﷺ کے پاس ایک بڑی جماعت موجود تھی، اُن سب نے بھی کھایا؛ لیکن کھانا پھر بھی کم نہیں ہوا۔ جتنا کھانا تھا اُتنا ہی رہا! یہ سب حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کے اخلاص کی برکت تھی۔

میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ گھر میں بھی اسی طریقے پر عمل کریں کہ: بسم اللہ پڑھ کر کھانا پکائیں، بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت عطا فرمائیں گے، اگر دل میں اخلاص ہو، جذبہ پاکیزہ ہو، اور نیت صاف ہو؛ یہ سب صفات ہوں تو اللہ کھانے کے اندر یقیناً برکت نازل فرمائیں گے۔

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کی نمایاں خوبیاں

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا میں بہت سی بڑی خوبیاں تھیں، جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

① سب سے پہلی خوبی یہ تھی کہ وہ بہت زیادہ عبادت کرنے والی عورت تھیں۔

② دوسری خوبی یہ کہ وہ رات کو اللہ کے حضور عبادت کیا کرتی تھیں۔

③ تیسری خوبی یہ کہ دن کے وقت بھی وہ اللہ کی عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔

④ چوتھی خوبی یہ کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت نہایت خلوص کے ساتھ کیا کرتی

تھیں۔

⑤ پانچویں خوبی یہ کہ وہ نبیِ پاک ﷺ کو ہر وقت خوش رکھنے کی باتیں کیا کرتی تھیں۔

⑥ اور چھٹی خوبی، جو خاص طور پر قابلِ توجہ ہے، وہ یہ ہے کہ: وہ نماز بہت سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کیا کرتی تھیں۔

کامل نماز وہی ہے جس میں سکون و اطمینان ہو

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں:

ایک مرتبہ میں نماز پڑھ رہی تھی اور میرا پورا جسم (body) ہل رہا تھا۔ اتنے میں میرے شوہر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ میں نماز میں ہل رہی ہوں، تو اتنے غصے میں آگئے کہ میں نماز توڑنے کے قریب ہو گئی۔ پھر شوہر نے کہا کہ نماز میں اطمینان رکھو، جسم کو سکون سے رکھو۔

پھر انھوں نے حدیث سنائی کہ نبیِ پاک ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو، تو پورے جسم اور اس کے اعضا (parts) کو سکون اور اطمینان سے رکھو، یہودیوں کی طرح نہ جھکو۔

جب نماز میں بدن اور اُس کے اجزا سکون و اطمینان میں ہوں گے تو اُس نماز کو کامل نماز کہا جائے گا۔ جب سے یہ جملہ انھوں نے سنا، تب سے حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ نماز ادا کرنے کی عادت اپنائی۔

تلاوت کے وقت اور نماز میں بغیر ضرورت کے ہلنا

ہمارے بہت سے بھائیوں اور بہنوں میں یہ عادت پائی جاتی ہے کہ وہ قرآنِ پاک پڑھتے ہوئے جسم کو ہلاتے رہتے ہیں، اور اسی طرح نماز میں بھی آگے پیچھے منہ موڑتے رہتے ہیں، یہ طریقہ بالکل درست نہیں ہے، نماز میں پورے جسم کو ایک دم سکون اور اطمینان کے ساتھ رکھنا چاہیے، اعضا کو ہلانا یا غیر ضروری حرکت کرنا مناسب نہیں۔ یہ بھی حضرت اُمِ رُومان رضی اللہ عنہا کا بہت قیمتی اور مبارک سبق ہے۔

میری لاڈلی بیٹی عائشہ کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کتنے بہترین والد تھے! ایک مرتبہ انھوں نے حضرت اُمِ رُومان رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میری لاڈلی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک سے پیش آیئے۔

اللہ اکبر! ایک ماں تو اپنی اولاد سے محبت کرتی ہی ہے؛ لیکن یہاں تو والد نے بھی خاص تاکید کی: ”اے اُمِ رُومان! میری بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا“۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا کی درخواست

ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اُمِ رُومان رضی اللہ عنہا نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”تم کیوں آئے ہو؟“

دونوں نے عرض کیا: حضور! ہم اِس لیے آئے ہیں کہ آپ ہماری حاضری میں

اور ہمارے سامنے ہماری بیٹی عائشہ کے لیے مغفرت کی دعا فرمادیں۔

حضور ﷺ نے فوراً دعا کی:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ مَغْفِرَةً وَاجِبَةً ظَاهِرَةً بَاطِنَةً. (سیر أعلام النبلاء: ۲/۱۴۵)

ترجمہ: اے اللہ! ابوبکر کی بیٹی عائشہ کے ظاہر کے گناہ، باطن کے گناہ، اندر کے اور باہر کے گناہ سب معاف کردیجیے۔

سبحان اللہ! حضور ﷺ نے ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعائے مغفرت کردی، نبیوں کے سردار حضور ﷺ شوہر بن کر مغفرت کی دعا کردیوے، یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے، حضرت ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا تو کام بن گیا۔ اُن کے والدین اِس بات سے بہت خوش ہوئے۔

یہ دعا ہر مؤمن مرد وعورت کے لیے ہے

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: میری یہ دعا ہر اُس شخص کے لیے ہے جس نے میرا ساتھ دیا، جو اسلام لایا اور اُس ایمان پر قائم رہا، ایسے شخص کے لیے میری یہ دعا ہے۔ اِس سے امت کا کام بھی بن گیا؛ یعنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ امت کے بہت سے خوش نصیبوں کا بھی کام بن گیا۔

حضور ﷺ اپنی ساس کا احترام کرتے تھے

نبی پاک ﷺ اپنی ساس: حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ دونوں طرف سے ان کا تعلق بہت

اچھا تھا۔حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش رکھتی تھیں اور ان کا خیال رکھتی تھیں، اسی طرح نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کا بہت خیال رکھتے تھے۔

اسلام میں ساس اور داماد کا رشتہ

اسلام کی تعلیمات میں ہے کہ ساس اور داماد کے درمیان ایسا پاکیزہ، محبت اور شفقت سے بھرپور تعلق ہونا چاہیے، جیسے ماں اور بیٹے کے درمیان ہوتا ہے۔

آج کل بہت سے داماد اور ساسوں کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں، اکثر چھوٹے چھوٹے بہانوں پر لڑائیاں چلتی رہتی ہیں، جو بالکل غلط ہے۔ساس اور داماد کے درمیان بھی اچھے تعلقات ہونے چاہئیں، جیسے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کے درمیان تھے۔

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کا انتقال

حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کا انتقال نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہی میں ہوا، جب غزوۂ حنین ہو رہا تھا۔ رمضان ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا، اور رمضان المبارک کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ حنین مکہ مکرمہ سے طائف کی طرف ہے، جہاں ہم بڑے عمرے کا احرام باندھنے جاتے ہیں۔قرآنِ کریم میں بھی اِس کا تذکرہ آیا ہے۔ جہاں بڑے عمرے کا احرام باندھا جاتا ہے، اُسے ”جِعِرّانہ“ کہا جاتا ہے؛ لیکن ”جِعِرّانہ“ تھوڑا دُور ہے، طائف اور حنین کے راستے پر واقع ہے۔

جعرّانہ سے احرام باندھ کر بھی عمرہ کرنا چاہیے

حضرت نبی پاک ﷺ نے غزوۂ حنین کے بعد راتوں رات جِعرّانہ سے احرام باندھا اور مکہ مکرمہ میں آکر عمرہ ادا کیا۔ اسی لیے اتباعِ سنت میں، کبھی کبھار مکہ مکرمہ سے دور جِعرّانہ جاکر عمرے کا احرام باندھنا بہتر سمجھا جاتا ہے۔ جو لوگ یہ عمل کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ پہلے وہاں بالکل جنگل سا ماحول تھا، ایک چھوٹی سی مسجد تھی، مگر اب وہ پورا علاقہ بہت ڈیولپ ہو چکا ہے۔

حنین کا تذکرہ قرآنِ کریم میں بھی ہے

قرآن میں بھی اِس جگہ اور دِن کے متعلق آیت موجود ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ (توبہ:۲۵)

ترجمہ: پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (لڑائی کی) بہت ساری جگہوں (یعنی میدانوں) میں تمھاری مدد کی اور (خاص کر کے) حنین کے دن بھی (تمھاری مدد کی) جب تم اپنی تعداد کے زیادہ ہونے پر خوش ہو رہے تھے؛ مگر وہ (تعداد کی زیادتی) تم کو کچھ بھی کام نہیں آئی اور زمین اپنے وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم (کافروں سے) پیٹھ دکھا کر پیچھے ہٹ گئے۔

بہت پیارا نام ہے: ”حنین“ اور قرآن میں بھی ذکر موجود ہے۔ نبی پاک ﷺ، ہجرت کے آٹھویں سال مکہ فتح کر کے حنین کے مقام پر موجود تھے کہ اسی

دوران حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ آپ کو بقیع قبرستان میں دفن کیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امِّ رومان رضی اللہ عنہا کی قبر

کہتے ہیں کہ کچھ وقت آگے پیچھے ہوا ہوگا، اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ چکے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ساس کی قبر میں اترے؛ تاکہ ان کو دفن کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔

دعائے مغفرت کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں کھڑے ہو کر فرمایا: ”اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اُمِّ رُومان نے آپ کے لیے اور آپ کے رسول کو خوش کرنے کے لیے کتنی مصیبتیں، تکلیفیں اور مشکلات برداشت کیں۔ اے اللہ! آپ ان کی مغفرت فرما دیجیے“۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبر میں اتر کر دعا کی، کیسی خوش نصیب عورت! کیسا بلند مقام! جن کے داماد اللہ کے نبی ہوں، اور وہ بھی نبیوں کے سردار! سبحان اللہ، سبحان اللہ! یہ ایک بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ کے نبی ان کے داماد بنے۔

جنّت کی حور

شروع میں یہ بات گزری کہ: حضرت امِّ رومان رضی اللہ عنہا کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّہٗ أَنْ یَّنْظُرَ إِلَی امْرَأَۃٍ مِّنَ الْحُوْرِ الْعَیْنِ، فَلْیَنْظُرْ إِلیٰ أُمِّ رومَانَ

(ابن سعد فی الطبقات:۸/۲۷۶)

جس کو دنیا میں چلتی پھرتی جنتی حور کو دیکھنا ہو، وہ اُمِّ رُومان کو دیکھ لے۔

یہ بات خود نبیِ پاک ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ کتنی خوش نصیب خاتون! شروع زمانے ہی ایمان لائیں، دین کے لیے مصیبتیں برداشت کیں۔ اُن کے شوہر پر کفارِ مکہ نے بہت ظلم کیا؛ مگر آپ رضی اللہ عنہا صبر کرتی رہیں، انھوں نے اللہ کے نبی ﷺ کی بڑی خدمت کیں، اور جب شوہر (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کر گئے، تو انھوں نے دکھ بھرے دن گزارے، تکلیف کے دن گزارے؛ لیکن ایمان پر قائم رہیں، عبادتوں میں لگی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری عطا فرمائی۔

یہ پیاری پیاری صحابیات، عظمت و اکرام والی صحابیات ہیں۔ یہ ان کے مبارک نام اور عظیم احوال ہیں۔ اللہ ہم سب کو ان کی جیسی پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ان جیسے ایمانی جذبات اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے، آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين